ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

اگست 2025ء جلد نمبر 26 شمارہ نمبر 08

پروگرام 49 واں جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ جرمنی 2025ء

”اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدرِ ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔ اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں“۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 361 ایڈیشن 2019ء)

پہلا روز جمعۃ المبارک 29/ اگست 2025ء		
13:45	پرچم کشائی	
14:00	خطبہ جمعہ و نماز	حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
اجلاس اوّل		
17:00	تلاوت قرآن کریم مع اردو و جرمن ترجمہ و نظم	
17:30	تقریر (اردو)	نبی کریم ﷺ کا تکالیف اور ابتلا کے دوران مثالی نمونہ مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ انچارج جرمنی
18:25	تقریر (جرمن)	ڈیجیٹل دَور کے فوائد و مسائل اور ہماری ذمہ داریاں مکرم عدیل احمد خالد صاحب، مربی سلسلہ شعبہ تبلیغ جرمنی
دوسرا روز ہفتہ 30 اگست 2025ء		
اجلاس دوم		
10:30	تلاوت قرآن کریم مع اردو و جرمن ترجمہ و ترانہ	
11:00	تقریر (جرمن)	خلافت سے ذاتی تعلق کا سفر۔ نوجوانوں کے خلافت کے ساتھ ذاتی تجربات کی روشنی میں مکرم ڈاکٹر وجاہت وڑائچ صاحب، نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ
11:40	تقریر (اردو)	صدق سے میری طرف آؤ اِسی میں خیر ہے ہیں درندے ہر طرف مَیں عافیت کا ہوں حصار مکرم محمد الیاس منیر صاحب، مربی سلسلہ و صدر تاریخ کمیٹی جرمنی
12:30	خطاب حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہ خطاب جلسہ گاہ مستورات سے براہِ راست نشر کیا جائے گا۔	
14:00	نماز ظہر و عصر	
اجلاس سوم		
17:30	تلاوت قرآن کریم مع اردو و جرمن ترجمہ و نظم	
18:00	تقریر (اردو)	تزکیہ نفس مکرم صادق احمد بٹ صاحب، مربی سلسلہ و صدر جماعت ترکی
18:50	تقریر (جرمن)	گھریلو زندگی۔ اسلامی اقدار کا آئینہ مکرم سعید احمد عارف صاحب، مربی سلسلہ شعبہ تربیت جرمنی

تیسرا روز اتوار 31 اگست 2025ء		
اجلاس چہارم		
10:30	تلاوت قرآن کریم مع اردو و جرمن ترجمہ و نظم	
11:00	تقریر (جرمن)	زندہ خدا مکرم محمد حماد ہیرٹر صاحب
11:30	تقریر (اردو)	نظام جماعت کی برکات مکرم شمشاد احمد قمر صاحب، پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی
12:10	تقریر (جرمن)	جماعت احمدیہ کی تاریخ، فلسطین کی تاریخ کے سیاق و سباق میں مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ جرمنی
اختتامی اجلاس		
16:00	نمازِ ظہر و عصر، تقریب عالمی بیعت	
اختتامی خطاب	سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز	

پروگرام جلسہ سالانہ مستورات بتاریخ 30 اگست 2025ء بروز ہفتہ		
10:00	تلاوت قرآن کریم مع اردو و جرمن ترجمہ و نظم	
10:20	تقریر (جرمن)	دجّالیت کے فتنہ سے بچنے کا واحد ذریعہ زندہ خدا سے زندہ تعلق قائم کرنا محترمہ ماریہ زبیر صاحبہ، ایڈیشنل سیکرٹری تربیت برائے نومبائعات
10:50	تقریر (اردو)	استحکام خلافت اور لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داریاں مکرمہ محسنہ محمود شاہین باجوہ صاحبہ
11:20	تقریر (جرمن)	مذہب اسلام عورتوں کی حقیقی آزادی کا علمبردار حامدہ سوسن چودھری صاحبہ، صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی
تشریف آوری و خطاب حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز		

جلسہ کے ایام کا آغاز روزانہ 4:30 پر نماز تہجد اور 5:30 بجے نماز فجر و درس سے ہوا کرے گا، ان شاء اللہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاملین جلسہ سالانہ کے لیے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں

’’ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور اُن کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور اُن کے ہمّ وغم دور فرماوے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مُرادات کی راہیں اُن پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ اُن کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل ورحم ہے اور تا اختتامِ سفر اُن کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔

اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے، آمین ثم آمین‘‘۔

(اشتہار 7/دسمبر 1892ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ دعاؤں کا وارث بنائے اور جلسہ سالانہ کی برکات سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی

صفر/ربیع الاوّل 1447 ہجری قمری | اگست 2025ء | جلد نمبر 26 | شمارہ نمبر 08 | ظہور 1404 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جل جلالہ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ السلام
05	تبرّکات: تقویٰ تعویذ کا کام دیتا ہے
06	منظوم کلام: ہر اک نیکی کی جڑ یہ اِتّقا ہے
07	خطبہ جمعہ: نیکی کی جڑ کو پکڑ لو جو تقویٰ ہے
12	ربوہ کے سالانہ جلسے
15	جلسہ سالانہ بکھری یادداشتوں کی ایک ڈائری
18	خداتعالیٰ کی ہستی کے بارہ میں عصر حاضر کی شہادتیں
23	اپنے تمام کاموں میں خداتعالیٰ کی رضا کو مدّنظر رکھیں
25	حضرت قمر الانبیاء کی ٹھنڈی میٹھی چاندنی
28	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم تعبیر الرؤیا
32	لمحاتِ وصل جن پہ ازل کا گمان تھا
35	ہر بات حسیں اس کی، ہر کام پسندیدہ
37	45واں سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی
40	44واں سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ جرمنی
43	43واں سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ جرمنی
46	آدھی صدی کا سفر
48	اعلانات وفات: بلانے والا ہے سب سے پیارا

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے اخبار احمدیہ جرمنی کی ویب سائٹ
www.akhbareahmadiyya.de
پر بھی پڑھے جاسکتے ہیں

مجلس ادارت

سرپرست
محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ
محمد الیاس منیر

مدیران
اویس احمد نوید، مدبّر احمد خان

معاونین
سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ
عبدالرحمٰن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ
آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق
احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی
سعید اللہ خان

مینیجر
سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین
محمد انیس دیالگڑھی، منور علی شاہد، صادق محمد طاہر

پتہ
شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722
PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

07

36

04

37

18

12

15

32

43

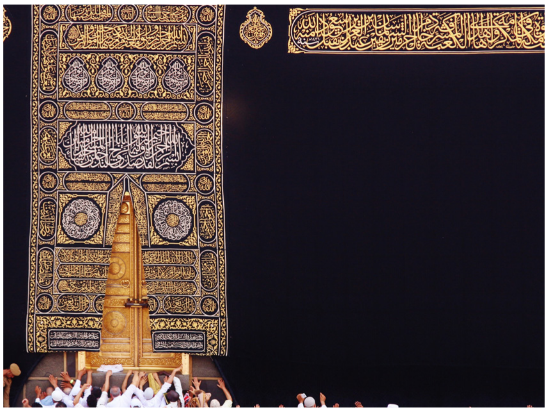

قال اللہ جل جلالہ

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

(اٰل عمران:103)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا ایسا تقویٰ اختیار کرو جیسا اس کے تقویٰ کا حق ہے اور ہرگز نہ مَرو مگر اس حالت میں کہ تم پورے فرمانبردار ہو۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِی وقاص قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ

(صحیح مسلم کتاب الزہد والرقائق)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ یقیناً اللہ متقی، بے نیاز اور (لوگوں کی نظر سے) پوشیدہ بندہ کو پسند کرتا ہے۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

’’قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیز گاری کے لئے بڑی تاکید ہے۔ وجہ یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوت بخشتی ہے اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصنِ حصین ہے۔ ایک متقی انسان بہت سے ایسے فضول اور خطرناک جھگڑوں سے بچ سکتا ہے جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہو کر بسا اوقات ہلاکت تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور اپنی جلد بازیوں اور بدگمانیوں سے قوم میں تفرقہ ڈالتے اور مخالفین کو اعتراض کا موقعہ دیتے ہیں‘‘۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 342)

تقویٰ تعویذ کا کام دیتا ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

''ہم کیونکر خدا تعالیٰ کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو۔ اس کا اس نے مجھے بار بار یہی جواب دیا کہ تقویٰ سے۔ سو اے میرے پیارے بھائیو کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں۔ سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیز گاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو''۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 547)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

''متقی کے لئے ضروری ہے کہ اس کا ایمان سچا ایمان ہو اور اس کے عقائد نیک عقائد ہوں اور پھر اس پر اعمال بھی نیک ہوں۔ ایمان کے اصول صاف ہیں۔ قدّوس اور پاک خدا قدّوسیت چاہتا ہے۔ ناپاک انسان پاک ذات سے تعلق پیدا نہیں کر سکتا۔ تم اپنے اندر اس بات کو دیکھو کہ کیا کوئی بھلا مانس اور شریف پسند کرتا ہے کہ وہ بدمعاش اور بدنام آدمیوں کے ساتھ ملے اور تعلق پیدا کرے۔ پھر اس پر قیاس کرو کہ وہ خدا جو قدّوسوں کا قدّوس اور پاک ہے جو تمام محامد اور خوبیوں کا مجموعہ اور سرچشمہ ہے کب پسند کر سکتا ہے کہ گندے اور ناپاک لوگ اس سے تعلق رکھ سکیں، پس اگر خدا سے رشتہ قائم رکھنا چاہتے ہو اور اس کو خوش کرنا پسند کرتے اور ضروری سمجھتے ہو تو خود بھی پاک ہو جاؤ اور اس پر سچا ایمان لاؤ''۔ (خطبات نور صفحہ 43)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

''اصل معنی تقویٰ کے، حفاظت کے وہ سامان جمع کرنا ہیں جو ترقی کا موجب ہوں اور ہلاکت سے بچانے والے ہوں۔ اس بات کو مدّنظر رکھ کر تقویٰ اللہ کی حقیقت بخوبی معلوم ہو سکتی ہے۔ مگر جب انسان ہمیشہ اور ہر وقت کسی نہ کسی چیز کے حاصل کرنے اور کسی نہ کسی چیز کو مضر سمجھ کر اس سے بچنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے: یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ۔ (النساء:2) اے لوگو! اللہ کا تقویٰ لو۔ اس گُر کو حاصل کرو جس سے تمام مصیبتوں کے دروازے بند ہو جائیں اور تمام کامیابیوں کے دروازے کُھل جائیں۔ جب تم اس کے لئے اور کوششیں کرتے رہتے ہو تو کیوں خدا کو نہ کہو کہ ہماری سب مشکلات کو حل کر دے اور ہمیں ہر کام میں کامیاب کر دے۔ یہ کامیابی حاصل کرنے اور ہلاکتوں سے بچنے کا سب سے اعلیٰ گُر ہے''۔

(خطباتِ محمودؒ جلد سوم ص68۔ از فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں

''انسان کی سلامتی کے لئے یعنی خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے محفوظ رہنے کے لئے اور غفلت کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے قہر کے وارث ہونے سے بچنے کے لئے تقویٰ تعویذ کا کام دیتا ہے اور حفاظت کرتا ہے اور ہر قسم کے فتن اور فسادات سے اور ہر قسم کی بداعمالیوں سے محفوظ رہنے کے لئے تقویٰ ایک مضبوط قلعہ کا کام دیتا ہے۔ جو تقویٰ کی چار دیواری کے اندر داخل ہو گیا وہ اس قسم کے فتنوں اور فسادوں اور بدعملیوں اور کوتاہیوں اور غفلتوں سے محفوظ ہو گیا''۔ (خطبات ناصر جلد 5 صفحہ 739،738)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں

''تقویٰ کی دو ہی جڑیں ہیں ایک اللہ کی محبت اور ایک اللہ کا خوف۔ اس لئے تقویٰ کا یہ ترجمہ کہ ڈرنا، خدا سے ڈرنا یہ کافی نہیں۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ تقویٰ کی اعلیٰ قسم اللہ تعالیٰ کی محبت میں پیوستہ ہوتی ہے اور اس کی ثانوی قسم خدا تعالیٰ کے خوف میں پیوستہ ہوتی ہے اور جو قسم محبت میں پیوستہ ہوتی ہے جب وہ نشوونما پاتی ہے تو اسی سے خوف کی جڑ بھی نکلتی ہے اور جو خوف میں پیوستہ ہوتی ہے تقویٰ کی جڑ وہ جب حقیقی معنوں میں نشوونما پاتی ہے تو اسی سے ایک محبت کی جڑ بھی نکلتی ہے اور پھر تقویٰ کا مضمون مکمل ہو جاتا ہے لیکن حقیقی اور نہایت اعلیٰ پائے کا تقویٰ وہی ہے جس کا آغاز محبت سے ہوا ہو اور قرآن کریم بھی اس تقویٰ کو سب سے اعلیٰ درجہ کا تقویٰ قرار دیتا ہے''۔

(خطبات طاہر جلد 6 صفحہ 194)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

''تقویٰ کا مطلب ہے نفس کو خطرے سے محفوظ کرنا اور شرعی اصطلاح میں تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ نفس کو ہر اس چیز سے بچانا جو انسان کو گنہگار بنا دے۔ اور یہ تب ہوتا ہے جب ممنوعہ اشیاء سے بچا جائے بلکہ اس کے لئے بعض اوقات جائز چیزوں کو بھی چھوڑنا پڑتا ہے مثلاً رمضان میں پاک اور جائز چیزوں سے بھی مومن اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے رک جاتا ہے۔ تو بہر حال اصل تقویٰ یہ ہے کہ اپنے آپ کو ہر اس چیز سے بچانا جو گناہوں کی طرف لے جائے۔ اور یہ ہر مسلمان کے لئے فرض ہے چاہے وہ کسی قوم کا ہو۔۔۔ تمام بری باتوں سے اس وقت بچا جا سکتا ہے جب دل میں خدا تعالیٰ کی خشیت ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ایسا خوف ہو جس سے اس کی محبت بھی ظاہر ہوتی ہو۔ اور یہ باتیں تب ملتی ہیں جب اس کے آگے جھکا جائے، اس سے مانگا جائے''۔ (خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 220)

ہر اِک نیکی کی جڑ یہ اِتّقا ہے

ہمیں اُس یار سے تقویٰ عطا ہے
نہ یہ ہم سے کہ احسانِ خدا ہے

کرو کوشش اگر صدق و صفا ہے
کہ یہ حاصِل ہو جو شرطِ لِقا ہے

یہی آئینۂ خالق نما ہے
یہی اِک جوہرِ سیفِ دُعا ہے

ہر اِک نیکی کی جڑ یہ اِتّقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

یہی اک فخرِ شانِ اولیاء ہے
بجز تقویٰ زیادت اِن میں کیا ہے

ڈرو یارو کہ وہ بِینا خدا ہے
اگر سوچو، یہی دارُالجزاء ہے

مجھے تقویٰ سے اُس نے یہ جزا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ
مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ

سنو! ہے حاصِلِ اسلام تقویٰ
خدا کا عِشق مَے اور جام تقویٰ

مُسلمانو! بناؤ تام تقویٰ
کہاں اِیماں اگر ہے خام تقویٰ

یہ دَولت تو نے مجھ کو اے خدا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(انتخاب از درثمین ''بشیر احمد شریف احمد اور مبارکہ کی آمین'')

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

نیکی کی جڑ کو پکڑ لو جو تقویٰ ہے

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے افتتاحی خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 26 جولائی 2024ء کا مکمل متن

تشہد و تعوّذ و سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ ایک بار پھر ہمیں جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کی توفیق دے رہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ہم ایک بار پھر اپنے نفس کی اصلاح اور پاکیزگی اور آپس کی محبت اور بھائی چارے کو بڑھانے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق جلسہ کے انعقاد کا مقصد تھا۔ پس ان تین دنوں میں اس مقصد کو سامنے رکھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ جو فرمایا ہے کہ اسے کوئی معمولی جلسہ نہ سمجھو۔ (ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 341) تو یہ مقصد تو تبھی پورا ہو سکتا ہے جب ہم ایک غیر معمولی پاک تبدیلی پیدا کرنے کے لیے اس جلسہ میں شامل ہوں اور اس کے لیے بھرپور کوشش کریں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد اور خواہش کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے یہ تین دن گزاریں اور پھر اسے زندگی کا حصہ بنائیں۔ اگر ہم یہ سوچ نہیں رکھتے اور اس کے لیے کوشش نہیں کرتے تو ہمارا یہاں آنا فضول اور بے فائدہ ہے۔ جلسہ کا جو اتنا وسیع نظام کیا گیا ہے اور لاکھوں پاؤنڈز خرچ اور ہزاروں کارکنوں کی ہزاروں گھنٹوں کی محنت ہے یہ صرف دنیاوی میلے کے اظہار کا ذریعہ بنے گی۔ پس شاملینِ جلسہ ان دنوں میں مکمل طور پر دنیاوی معاملات کو دِلوں سے نکال کر اس جلسہ میں شامل ہونے کے مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ کے انعقاد کے جو مقاصد بیان فرمائے ہیں وہ مختصر بیان کر دیتا ہوں۔ ایک مقصد ہے زُہد، پھر تقویٰ، پھر خدا ترسی، پھر نرم دلی، پھر محبت و مواخات، پھر عاجزی، پھر سچائی اور راستبازی، پھر دینی مہمّات کے لیے سرگرمی دکھانا۔

(ماخوذ از شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394)

پس یہ وہ باتیں ہیں جن کو ان دنوں میں ہر ایک کو اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔ پہلی بات ہے زُہد۔ زُہد کیا ہے؟ ہم سادہ الفاظ میں کہہ دیں گے کہ زُہد نیکی اور تقویٰ ہے لیکن زُہد کے حقیقی اور گہرے معنی ہیں کہ ہر قسم کے جذبات کو قربان کرنا۔ ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ کیا اس حالت کو پیدا کرنے کی ہم کوشش کر رہے ہیں یا ہمارے دِلوں میں اس کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ پھر زُہد کے معنی ہیں اپنی دلی خواہش سے اور کسی دعوے سے دستبردار ہونا۔ جو ذاتی خواہشات ہیں ان سے دستبردار ہونا۔ اپنی خواہشات کو خدا تعالیٰ کی خاطر چھوڑنا۔ ہمیں اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کیا ہم یہ حالت پیدا کرنے کی طرف توجہ کرتے ہیں یا کر رہے ہیں یا یہ خواہش ہمارے دل میں ہے کہ ایسا ہو۔ پھر اس کے معنی ہیں مستقل مزاجی سے کسی بھی بری چیز سے بچتے چلے جانا اور اسے سختی سے ردّ کرنا۔ کیا یہ حالت ہمارے اندر ہے یا

دنیا کی خواہشات اور برائیاں اور لغویات ہمیں تھوڑی دیر بعد اس کی طرف، دنیاوی خواہشات کی طرف راغب کر دیتی ہیں۔ پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی خواہش نہ کرنا۔ دنیا کمانے سے خدا تعالیٰ نے منع نہیں فرمایا لیکن دنیا کو دین پر مقدّم کرنے سے منع فرماتا ہے اور یہ تو ہم اپنے عہد میں، ہر عہد میں کہتے ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدّم رکھوں گا یا عورتیں یہ عہد کرتی ہیں کہ مقدّم رکھوں گی لیکن کتنے ہیں جو اس عہد کا پاس کرتے ہیں، اسے ہمیشہ اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ اور پھر اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر بعض باتوں سے بچنا اور پھر یہ بھی ہے اس کا مطلب کہ اپنے معاملے خدا تعالیٰ پر چھوڑنا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقصود بنانا۔ نفسانی خواہشات سے مکمل طور پر بچنے کی کوشش کرنا۔ اب دیکھیں صرف اس ایک لفظ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے لیے اصلاح کے تمام پہلو بیان کر دیے۔ اگر ہم اس ایک لفظ کی گہرائی کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے لگ جائیں تو ہماری دنیا بھی سنور جائے اور دین و آخرت بھی سنور جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت یوں فرمائی کہ اسلام میں رہبانیت کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ (شرح السنۃ از علامہ بغوی جزء 2 صفحہ 371 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت) آپؐ نے فرمایا: حلال کو اپنے اوپر حرام کر لینا اور اپنے مال کو ضائع کر دینے سے بھی زُہد کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر کوئی دنیاوی جھمیلوں سے فرار حاصل کر کے جنگل میں چلا جاتا ہے، رشتوں کے حقوق سے بچتا ہے تو یہ بھی زُہد کے خلاف ہے۔ آپؐ نے فرمایا: دنیا میں رہتے ہوئے جذبات کی قربانی خدا تعالیٰ کی خاطر کی جائے یہ زُہد ہے۔ (ماخوذ از سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب الزھد فی الدنیا)

اگر کوئی حق چھوڑنا بھی ہے تو خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر چھوڑا جائے یہ زُہد ہے۔ دنیا کی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی رضا میں روک نہ بننے دیا جائے یہ زُہد ہے۔ دولت کو دین کی سربلندی کے لیے خرچ کرنا اور حقوق العباد کے لیے خرچ کرنا یہ زُہد ہے۔ پس دولت کمانے سے منع نہیں کیا گیا لیکن اس میں ہر ایک کا حق رکھنا اور اسے ادا کرنا ایک مومن کے لیے شرط رکھی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے خرچ کی یہ حالت آج بھی ہمیں بہت سے احمدیوں میں نظر آتی ہے۔ پس یہ وہ زُہد ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں اور جلسہ کے مقاصد میں بھی اسے شامل فرمایا۔ اگر یہی ایک بات ہم میں حقیقت میں پیدا ہو جائے تو ایک انقلاب ہم اپنی زندگیوں میں بھی لا سکتے ہیں اور اپنے ماحول میں بھی لا سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ''دین اور دنیا ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے سوائے اس حالت کے جب خدا چاہے تو کسی شخص کی فطرت کو ایسا سعید بنائے کہ وہ دنیا کے کاروبار میں پڑ کر بھی اپنے دین کو مقدّم رکھے۔ اور ایسے شخص بھی دنیا میں ہوتے ہیں''۔ اگر اللہ چاہے تو پھر ہی دین کو دنیا پر انسان مقدّم رکھ سکتا ہے اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا ضروری ہے۔ بہرحال آپؑ فرماتے ہیں: ''چنانچہ ایک شخص کا ذکر تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ ایک شخص ہزار ہا روپیہ کے لین دین کرنے میں مصروف تھا ایک ولی اللہ نے اس کو دیکھا اور کشفی نگاہ اس پر ڈالی تو اسے معلوم ہوا کہ اس کا دل'' یعنی اس کاروبار کرنے والے کا دل ''باوجود اس قدر لین دین روپیہ کے خدا تعالیٰ سے ایک دم غافل نہ تھا۔ ایسے ہی آدمیوں کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لَا تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيۡعٌ (النور:38) کوئی تجارت اور خرید و فروخت ان کو غافل نہیں کرتی اور انسان کا کمال بھی یہی ہے کہ دنیوی کاروبار میں بھی مصروفیت رکھے اور پھر خدا کو بھی نہ بھولے۔ وہ ٹٹو کس کام کا ہے جو بروقت بوجھ لادنے کے بیٹھ جاتا ہے اور جب خالی ہو تو خوب چلتا ہے وہ قابلِ تعریف نہیں۔ وہ فقیر جو دنیوی کاموں سے گھبرا کر گوشہ نشین بن جاتا ہے وہ ایک کمزوری دکھلاتا ہے۔ اسلام میں رہبانیت نہیں۔ ہم کبھی نہیں کہتے کہ عورتوں کو اور بال بچوں کو ترک کر دو اور دنیوی کاروبار کو چھوڑ دو۔ نہیں بلکہ ملازم کو چاہیے کہ اپنی ملازمت کے فرائض ادا کرے اور تاجر اپنی تجارت کے کاروبار کو پورا کرے لیکن دین کو مقدّم رکھے''۔
(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 105-106)

پس دنیا میں رہتے ہوئے دین کو مقدّم کرنے والے ہم بنیں گے تو تبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش اور آپؑ کی توقعات کو پورا کرنے والے بنیں گے۔ پس جیسا کہ میں نے کہا خلاصہ یہ کہ زُہد کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنا ضروری ہے۔ لغویات کو ردّ کرنا ضروری ہے۔ بداخلاقی سے رکنا اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنا یہ زُہد ہے۔ رنجشوں کو دُور کر کے صلح کی بنیاد ڈالنا یہ زُہد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر محبت اور بھائی چارے کو فروغ دینا یہ زُہد ہے۔ یہ میں نے زُہد کے متعلق مختصر بتایا ہے۔ اس کی مزید تفصیل میں جائیں تو مزید نیکی کے راستے کھلتے چلے جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ کے مقاصد میں سے یہ ایک عظیم مقصد بیان فرمایا۔ جیسا کہ میں نے کہا اگر ہم یہ باتیں اپنے اندر پیدا کریں تو ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے والے ہوں گے۔ باقی باتیں جو آپؑ نے بیان فرمائیں وہ زُہد کی ہی مزید تفصیل ہے۔ فرمایا: ایک مقصد جلسہ کا تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ ایک مصرعہ فرمایا کہ ؏

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اِتّقا ہے

ابھی نظم میں بھی یہ شعر پڑھا گیا۔ تو اس پر الہام ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ؏

''اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 228۔ ایڈیشن 2022ء)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار جگہ تقویٰ کی طرف توجہ دلائی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو قرآن کی حکومت دنیا میں قائم کرنے آئے تھے آپؑ کو بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے ماننے والوں کو بتا دو کہ نیکی کی جڑ کو پکڑ لو جو تقویٰ ہے تو پھر خدا ملے گا اور دنیا بھی مل جائے گی۔ اگر صرف دنیا کے پیچھے دوڑتے رہے تو شاید دنیا کا عارضی فائدہ تو حاصل کر لو لیکن خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کا کوئی انتظام نہیں ہو گا۔

ہمیں یہ بات بھی ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ صرف یہ کہہ دینا کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں

کافی نہیں اگر تقویٰ کی شرط پوری نہیں۔ خدا تعالیٰ کا خوف اور اس سے محبت کے لوازمات پورے نہیں ہوتے۔ جب یہ ہو گا تو پھر ہی حقیقی نمازیں بھی ہوں گی۔ جس شدّت سے ہم ذاتی ضرورت کے وقت دنیاوی ضرورت کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اس شدّت سے دینی بہتری کے لیے، اپنے اندر روحانیت پیدا کرنے کے لیے، تقویٰ میں بڑھنے کے لیے دعا نہیں کرتے تو پھر ایسی نمازوں اور دعاؤں کی اللہ تعالیٰ پرواہ نہیں کرتا۔ پس ہمیں اس لحاظ سے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم یہ جائزے لیں گے تو تبھی ہم اپنے مقصد کو پانے والے ہوں گے اور جماعتی لحاظ سے بھی اس شر سے محفوظ رہیں گے جو مخالفین ہمارے خلاف اکثر پھیلاتے رہتے ہیں۔ کہنے کو تو مخالفین بھی نمازیں پڑھتے ہیں اور پاکستان میں مخالفین کہتے ہیں کہ نماز پڑھنے کا حق صرف ہمیں ہے۔ احمدی نماز نہیں پڑھ سکتے لیکن ان مخالفین کی نیتوں میں فتور ہے۔ تقویٰ سے عاری ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک تو ایسے لوگوں کی عبادتیں قبول نہیں ہوتیں جو ظلم کرنے والے ہیں اور ظلم پھیلانے والے ہیں اور ظلم کی تعلیم دینے والے ہیں، جو کلمہ گوؤں کو قتل کے فتوے دینے والے ہیں اور اس پر عمل کرنے والے ہیں۔ پس ایسے لوگ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشاد کے مطابق اپنی آخرت برباد کرنے والے ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے۔

پس جب ایسے لوگوں کے نمونے ہم دیکھتے ہیں تو پھر ہمیں اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری کرتے ہوئے تقویٰ میں مزید بڑھنے اور ایمانوں کو مضبوط کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تبھی ہماری نمازیں بھی مقبول ہوں گی اور تبھی ہم اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم ہمیشہ حقیقی نیکی کی تلاش میں رہیں اور اسے بجالانے کی کوشش کرتے رہیں۔ وہ نیکی جو ایک حقیقی مومن کا خاصہ ہے۔ وہ نیکی جو خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور کیے گئے رکوع و سجود سے ملتی ہے۔ وہ نیکی جس میں اخلاص اور سوز و گداز ہے اور اس سوز و گداز سے کیے گئے رکوع و سجود ہوں۔ وہ نیکی جو ہمارے صبح و شام اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زبانوں کو تر کرنے والا بنانے والی ہو۔ وہ نیکی جس میں عبادت کے اعلیٰ معیار ہم حاصل کرنے والے ہوں۔ وہ نیکی جس میں نفس کی ملونی نہ ہو۔ وہ نیکی جس میں حقیقی رنگ میں حقوق العباد ادا کرنے کا جوش ہو۔ ان سے ہمدردی اور محبت کا جذبہ ہو۔ تقویٰ پر چلتے ہوئے غریبوں، یتیموں اور بے کسوں کی محبت میں ترقی کرنے والے ہوں اور یہ سب حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایمان باللہ میں ترقی کرو۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان میں ترقی کرو گے تو یہ چیزیں ملیں گی۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان کامل ہو گا تو برائیوں سے بچنے اور نیکیاں کرنے کی طرف بھی انسان توجہ کرے گا۔ اس کو سمجھنے کے لیے پھر یوم آخرت پر ایمان ہے۔ یہ قوی ہو گا تو برائیوں سے بچنے کی طرف بھی توجہ ہو گی کیونکہ یہی بات آخرت کے انجام کی طرف توجہ دلاتی ہے اور ان باتوں کو سمجھنے کے لیے قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ ضروری ہے۔ اگر یہ ہے اور یہ توجہ قائم رہے گی اور اسے سمجھنے کی طرف توجہ ہو گی تو اللہ تعالیٰ کے احکامات کا بھی پتہ چلے گا اور اس پر عمل کر کے انسان پھر تقویٰ میں بڑھتا ہے اور یہ وہ باتیں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں ورنہ صرف بیعت کر لینا اور کہہ دینا کہ الحمدللہ ہم احمدی مسلمان ہیں اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آنے والے مسیح موعود اور مہدی معہود کو ماننے والے ہیں کافی نہیں۔

پس ان جلسہ کے دنوں میں ہر ایک کو اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہیے کہ کس حد تک ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی باتوں پر عمل کرنے والے ہیں۔ جلسہ ہمیں کیا سکھا رہا ہے اور کیا انقلابی تبدیلی ہے جو ہم اپنے اندر پیدا کر رہے ہیں؟ کیا ہماری نمازوں اور عبادتوں کے معیار بلند ہوئے ہیں؟ کیا ہماری توجہ اب نماز کے دوران خالص اللہ تعالیٰ کی طرف رہتی ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کا معیار پہلے سے بلند ہوا ہے؟ حقوق العباد کی ادائیگی کا معیار پہلے سے بلند ہوا ہے؟ کیا ہمیں اپنے عہد پورا کرنے کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ ہوئی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں تمہارے عہدوں کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا۔ پس جیسا کہ میں نے کہا ہے ہم دین کو دنیا پر مقدّم کرنے کا عہد کرتے ہیں تو اس بات کا جائزہ لیں کہ کیا جب اللہ تعالیٰ ہمارے سے ہمارے عہد کے بارے میں پوچھے تو ہم اس کا مثبت جواب دے سکیں گے کہ ہاں ہم نے اس کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کی یا ادھر ادھر کے بہانے تلاش کریں گے۔

پھر آپس کے معاہدات میں عہد ہیں۔ انہیں بھی پورا کرنا ایک مومن کے لیے ضروری ہے۔ یہ احکام تو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیے ہیں۔ جب ہم قرآن کریم کو اس توجہ اور نیّت سے پڑھیں گے کہ اس پر عمل کرنا ہے تبھی ہم حقیقی ایمان لانے والے اور تقویٰ پر چلنے والے کہلا سکتے ہیں۔ پھر تقویٰ پر چلنے والے کے لیے ملکی قانون کی پاسداری بھی ضروری ہے سوائے اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکموں سے ٹکرائے جیسا کہ پاکستان میں احمدیوں کو نماز، قرآن پڑھنے سے روکنے کا حکم ہے۔ قانون میں مناسک دین ادا نہ کرنے کا حکم ہے۔ دین کے بارے میں حکومتوں کو دخل دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ملکی قانون پر عمل کرنا اور ملک سے وفا کا عہد ہے جسے ہر احمدی کو پورا کرنا چاہیے۔ بہرحال ہر بات جو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلانے والی اور اس کی مخلوق کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلانے والی ہے وہ تقویٰ ہے اور تقویٰ پر عمل کرنا ہر احمدی مسلمان کا فرض ہے۔

پھر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مقصد نرم دلی پیدا کرنا فرمایا ہے، اس طرف بھی توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر یہاں آ کر اس بارہ میں اپنی اصلاح نہیں کی تو پھر یہاں آنا بے مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کی خوشخبری انہیں دی ہے جن کے بارے میں فرمایا: وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ (آل عمران: 135) کہ یہ لوگ غصہ کو دبانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ پس غصّہ دبانا اور معاف کرنا ایک بہت بڑا وصف ہے۔ وہ لوگ جن کے دلوں میں رنجشیں ہیں اور ایک دوسرے کی باتوں سے وہ دل غصّہ سے بھرے ہوئے ہیں انہیں چاہیے کہ اس ماحول میں آ کر اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر غور کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے

مطابق دلوں میں نرمی اور عاجزی پیدا کریں۔ صلح کی بنیاد ڈالیں اور اس ماحول کو بھی اور بعد میں اپنی زندگیوں میں جہاں بھی وہ جائیں، جہاں بھی وہ رہیں اس ماحول کو بھی وہ ماحول بنائیں جو اسلامی معاشرے کا حقیقی نمونہ ہے۔ اس سے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں گے۔ معاف کرنے کا خلق اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند ہے کہ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت کی خواہش نہ رکھتا ہو۔ پس جن کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے کسی بھی قسم کی رنجشیں ہیں وہ ان دنوں کو معافی کے دن بنا کر رنجشوں کو ختم کرنے کی کوشش کریں اور سچے دل سے ایک دوسرے کو معاف کر کے سب کدورتیں دُور کریں۔ تب ہی ایک خوبصورت اسلامی معاشرے کو ہم قائم کر سکتے ہیں ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے کا مقصد پورا نہیں ہوتا بلکہ صرف رنجشیں دُور کرنے کا ہی حکم نہیں ہے بلکہ حکم تو یہ ہے کہ اس سے بھی آگے قدم بڑھاؤ اور احسان کا سلوک کرو۔ جب احسان کا سلوک ہو گا تو دوسرے کے دل میں بھی شرمندگی کے ساتھ حقیقی معافی کا خیال پیدا ہو گا۔

آنحضرت ﷺ نے محبّت پیدا کرنے کے لیے ایک علاج ایک دوسرے کو تحفے دینے کا بھی بتایا ہے۔ (المعجم الاوسط جلد 4 صفحہ 219 حدیث 5775 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت) پس اسے بھی استعمال کرنا چاہیے۔ غیر لوگ جو احمدی نہیں ہیں ہم سے بہت متاثر ہوتے ہیں اور اکثر دفعہ کہتے ہیں کہ ہم میں یعنی جماعت احمدیہ کے افراد میں ایک بھائی چارہ ہے اور ڈسپلن ہے۔ اس اثر کو ہر احمدی کو حقیقی زندگی میں قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ صرف یہ دکھاوا دوسروں کے سامنے نہ ہو بلکہ حقیقت میں ہماری زندگیوں کا یہ حصہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر جب ہم غصہ کا گھونٹ پی لیتے ہیں اور بدلہ نہیں لیتے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس کا اتنا بڑا اجر ہے کہ کسی اَور چیز کا نہیں۔
(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب من کظم غیظاً حدیث 4777)

پس یہ ہے وہ معیار کہ خدا تعالیٰ کی خاطر ہم نے اپنی ذاتی رنجشوں کو دُور کرنا ہے پھر وہ ثواب ملے گا جو اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو کر اس کے فضلوں کا وارث بناتا ہے۔ پھر خوش قسمت ہیں وہ جو اس پر عمل کرتے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں گے ورنہ دلوں کی سختی آہستہ آہستہ نرم دلی کو بالکل ختم کر دیتی ہے اور وہ نمونہ ہم قائم نہیں کر سکتے جس کے قائم کرنے کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس خلق کے معیار بڑھانے کی اس جلسہ میں کوشش کرو تبھی تم اس کے مقصد کو پورا کرنے والے بنو گے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلسہ پر آنے کا ایک مقصد آپس میں محبّت و مواخات کا پیدا ہونا بتایا ہے۔ مومنوں کی یہ خوبی بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ (الفتح:30) کہ آپس میں بے انتہا رحم کرنے والے ہیں۔ جب ہر ایک اس کا اظہار کر رہا ہو گا تو لازمی نتیجہ نکلے گا کہ محبت اور پیار بڑھے گا۔ بھائی چارے کی فضا قائم ہو گی اور انتظامیہ کے سامنے بھی جو جھگڑے پیش ہوتے ہیں وہ اگر ختم نہیں ہوتے تو نہ ہونے کے برابر رہ جائیں گے اور یہ معاشرہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلام کی تعلیم کی روشنی میں قائم کرنے آئے تھے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال اور میری عظمت کے لیے ایک دوسرے سے محبّت کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آج جبکہ میرے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں میں انہیں اپنے سایہ رحمت میں جگہ دوں گا۔
(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب فی فضل الحب فی اللہ)

کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ جو اس ارشاد پر عمل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے وارث بنتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سائے کے نیچے آتے ہیں۔ پھر جس بات کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توجہ دلائی ہے وہ ہے عاجزی کا خُلق۔ اس خُلق کا اظہار بھی اس وقت ہوتا ہے جب لوگوں سے واسطہ ہو۔ کہنے کو تو بہت لوگ ملتے ہیں عاجزی کا اظہار کرتے ہیں لیکن جب اپنے مفاد سے ٹکراؤ ہوتا ہے تو عاجزی پیچھے رہ جاتی ہے اور بڑائی اور تکبّر سامنے آجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو عبادالرحمٰن کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وہ عاجز ہوتے ہیں جیسا کہ وہ فرماتا ہے: وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ہَوۡنًا وَّ اِذَا خَاطَبَہُمُ الۡجٰہِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا (الفرقان:64) اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو جواباً کہتے ہیں سلام۔ پس مومن ہر حالت میں عاجزی کا مظاہرہ کرتا ہے اور ہر ایسی جگہ جہاں جذبات کو انگیخت کیا جائے، جہاں بڑائی بیان کر کے مقابلے کی صورت پیدا کی جائے وہاں عاجز لوگ سلام کر کے اٹھ جاتے ہیں۔ تکبّر دکھانے والے کو اللہ تعالیٰ نے جاہل ٹھہرایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک مقابلے سے انکار کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو فرمایا: ''تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں''۔
(تذکرہ صفحہ 595- ایڈیشن چہارم)

پس یہ وہ معیار ہے جسے ہمیں بھی اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بننے کی کوشش کرنی چاہیے اور معاشرے میں نیک نمونہ قائم کر کے اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے اور یہ کوشش ہو کہ حکمت اور نرمی سے اصلاح کی جائے۔ یہ تکبّر اور بڑائی کے اظہار ہیں جو جھگڑوں کو بڑھاتے ہیں۔ پس تم رحمان خدا کے بندے بن کر اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے عمل اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کو جذب کرنے والے بنانے کی کوشش کرو اور یہ چیز معاشرے میں امن وسلامتی کی بنیاد ہے۔ معاشرے میں ہر طرح کے سکون تکبّر کی وجہ سے، جھوٹی اَناؤں کی وجہ سے برباد ہوتے ہیں۔ آج دنیا جس فساد میں مبتلا ہے، ملک ملک پر چڑھائی کر رہے ہیں اس کی وجہ اپنی بڑائی اور برتری ثابت کرنا ہی ہے۔ جب تکبّر پیدا ہوتا ہے تو پھر دوسرے کے حق مارنے میں بھی یہ لوگ بڑھتے ہیں۔ یہی آجکل ان بڑی طاقتوں کا حال ہے اور یہی چیز دنیا کو عالمی جنگ کی طرف لے جا رہی ہے۔

پس ان دنوں میں جہاں یہ صفات اپنے اندر پیدا کریں یعنی عاجزی کی اور تکبّر سے بچنے کی وہاں دنیا کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو عقل دے اور اپنی اَنا کی خاطر دنیا کو تباہ نہ کریں۔ انسان کی حیثیت کچھ نہیں لیکن سمجھتا ہے

کہ میرے پاس تھوڑی سی جو طاقت آ گئی ہے تو میں سب کچھ بن گیا ہوں اور دوسرے کی میرے سامنے کوئی حیثیت نہیں۔ ہمیں عاجزی کی تلقین کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

پس اگر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے تو پھر عاجزی اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ تکبّر دنیاداروں کا شیوہ ہے اور ہم نے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت اللہ تعالیٰ کا قُرب پانے کے لیے کی ہے۔ پس اس اہم بات کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔ پھر سچائی کی اور راستی کی تعلیم ہے۔ اس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ دلائی ہے اور یہ حقیقی مومن اور احمدی مسلمان کا خاصہ ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی خاص تاکید فرمائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ''جس قدر راستی کے التزام کے لیے قرآن شریف میں تاکید ہے میں ہرگز باور نہیں کر سکتا کہ انجیل میں اس کا عُشر عشیر بھی تاکید ہو''۔

(نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 402)

پس ایک مومن کا شیوہ راستبازی ہے۔ جھوٹ اور دھوکا دہی سے مفاد حاصل کرنا دنیادار کا کام ہے۔ پس ہمیں جائزہ لینا ہوگا کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے سچائی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والے ہیں؟ اگر ہم یہ معیار حاصل کر لیں تو ہمارے گھروں کے مسائل بھی ختم ہو جائیں اور معاشرے کی لڑائیوں کے مسائل بھی حل ہو جائیں۔ رشتوں میں دراڑیں بھی سچائی میں کمی کی وجہ سے ہی پڑتی ہیں۔ پس اس بات پر ہر ایک کو بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ دین کو دنیا پر مقدّم کرو اور دینی مہمات کے لیے ایک جوش اور سرگرمی دکھاؤ۔

(ماخوذ از شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394)

اگر پہلے بیان کیے گئے اوصاف انسان میں پیدا ہو جائیں تو دین تو خود بخود دنیا پر مقدّم ہو جاتا ہے اور جب یہ ہو گا تو پھر ہی ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو پورا کرنے والے ہو سکتے ہیں۔ پھر ہی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے دنیا کو لانے والے بن سکتے ہیں۔ پھر ہی ہم خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم کر سکتے ہیں ورنہ ہمارے قول اور فعل کا تضاد ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے محروم کر دے گا۔ ہم نام کے بیعت کرنے والوں میں شامل ہوں گے۔ ہمارے عمل اس کے خلاف گواہی دے رہے ہوں گے۔ پس ہم نے اگر بیعت کا حق ادا کرنا ہے تو ہمیں اپنے اندر عملی تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی۔ بندے کو خدا تعالیٰ کی پہچان کروانے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانے اور دنیا کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے روشناس کروانے کے لیے ہر احمدی کو اپنی تمام تر استعدادیں اور صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہوئے اپنے اندر ایک خاص تبدیلی پیدا کرنی ہوگی۔ اپنی حالتوں کو بدلتے ہوئے ایک نئے عزم کے ساتھ دنیا کو اسلام کا خوبصورت پیغام پہنچانے کی کوشش کرنی ہوگی۔ جہاں اپنے لیے دعاؤں کی طرف توجہ دینی ہوگی وہاں دنیا کی اصلاح کے لیے بھی دعائیں کرنی ہوں گی۔ جب ہمارے مردوں، عورتوں، بوڑھوں، بچوں کی دعائیں ایک دَرد کے ساتھ عرش تک جائیں گی تب ہی ہم دنیا میں انقلاب لانے والے بن سکیں گے، تب ہی ہم دشمن کے مخالفانہ حملوں اور گھٹیا حملوں سے بچ سکیں گے۔ تب ہی ہم فتوحات کے نظارے دیکھیں گے۔ پس یہ بہت بڑا کام ہے جس کے کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے توقع کی ہے۔ اگر ہم خود ہی زُہد و تقویٰ سے دُور ہیں، اگر ہمارے اندر اعلیٰ اخلاق نہیں ہیں، اگر ہم میں وہ دَرد پیدا نہیں ہو رہا جس سے ہم تبلیغ کے میدان میں آگے بڑھنے کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں تو پھر ہم اپنے عہدِ بیعت کو بھی ادا نہیں کر رہے اور اس کا حق ادا نہیں کر رہے۔

پس اس جلسہ میں اپنے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے جو ہمیں ان مقاصد کے حاصل کرنے والا بنائے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد ہے ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یہ جلسہ ایک معصیت اور طریقہ ضلالت ہے اور بدعت شنیعہ ہے۔ (ماخوذ از شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395)

بڑے سخت الفاظ میں آپؑ نے تنبیہ فرمائی۔ پس اپنی عملی حالتوں کی بہتری کے لیے بہت دعا اور کوشش کی ضرورت ہے ورنہ آپؑ نے فرمایا کہ یہ جلسہ فائدہ مند نہیں ہے بلکہ گمراہی ہے۔ پس کتنے سخت الفاظ ہیں یہ۔ اور فرمایا یہ جلسہ ایک بدعت ہے۔ پہلے تھوڑی بدعات ہیں جو دنیا میں رائج ہو چکی ہیں جو ایک اَور کا اضافہ کر دیا جائے جلسہ کی صورت میں۔ پس ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہیے کہ اس جلسہ کو ہم برکات کا ذریعہ بنائیں نہ کہ گمراہی کا، نہ کہ بدعات کو پھیلانے کا، نہ کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے کا۔ اسے دنیا میں انقلاب کا ذریعہ بنائیں نہ کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ذریعہ اور یہ عہد کریں اور اس کے لیے ان دنوں میں دعائیں بھی کریں کہ ہم اس وقت تک چَین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک دنیا میں خدا تعالیٰ کی حکومت قائم نہ کر دیں۔ شیطان اور شیطان کے چیلوں کا خاتمہ نہ کر دیں۔ دنیا کو گمراہی سے نہ نکال دیں۔ یہ بہت بڑا کام ہے لیکن ہماری نیت اگر نیک ہے، ہم نے اپنی حالتوں کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق کر لیا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعائیں کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ یقیناً ہمارے کام میں برکت عطا فرمائے گا۔ پس دنیا کے ہر کونے میں بیٹھے ہوئے ہر احمدی کو یہ عہد کرنا چاہیے کہ اس کے حصول کے لیے ہم نے اپنے وسائل کے مطابق کوششیں کرنی ہیں اور اس کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور خاص تضرّع اور زاری کرنی ہے۔

ان دنوں میں درود بھی بہت پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان نیک مقاصد کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس کے لیے یہ جلسہ منعقد کیا گیا ہے اور ہم حقیقی معنوں میں اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کا اظہار کرنے والے بن جائیں اور دنیا کے لیے ایک نمونہ بن جائیں۔ ان دنوں میں مظلوم فلسطینیوں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے بھی جلد آسانیاں پیدا فرمائے۔ پاکستان کے مظلوم احمدیوں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں جنہیں جلسوں سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد ان کے لیے بھی آزادی اور آسانی کے سامان پیدا فرمائے۔

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 14 ستمبر 2024ء)

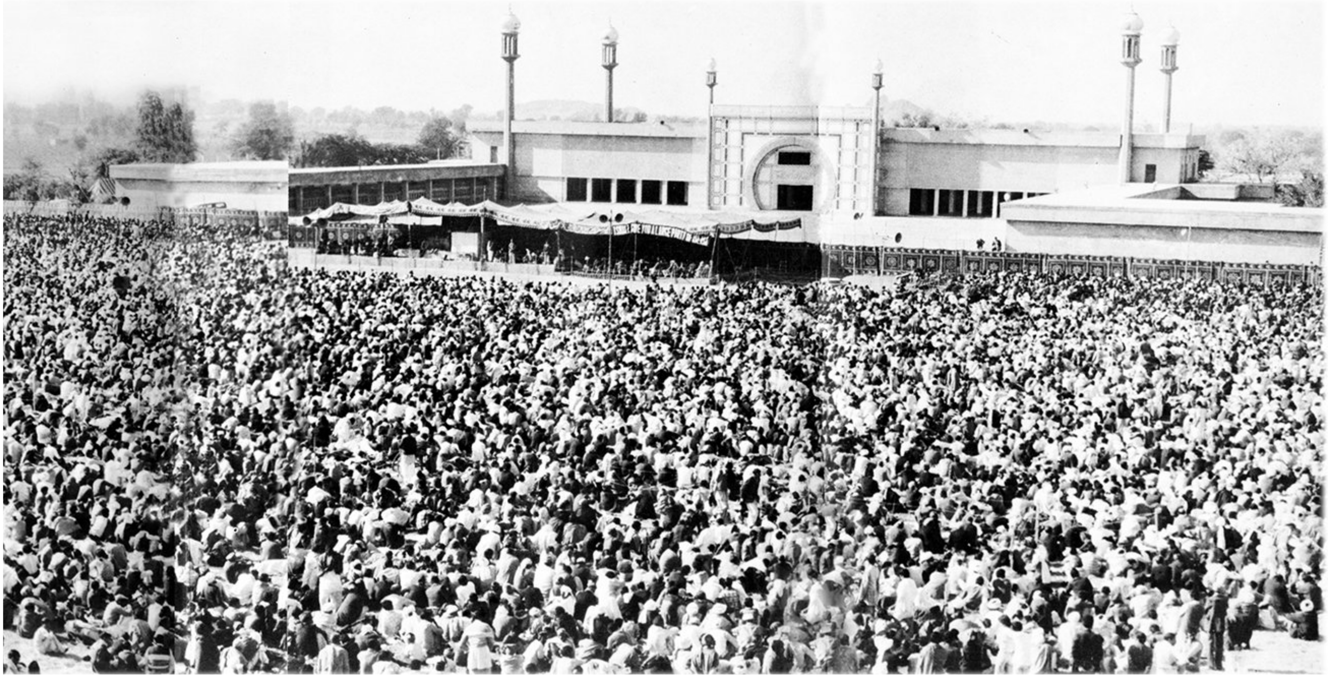

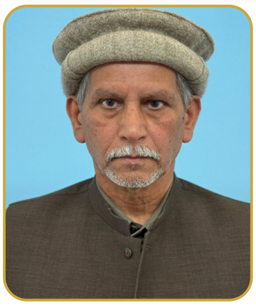

مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب

ربوہ کے سالانہ جلسے

جماعت احمدیہ میں جلسہ سالانہ کا آغاز 1891ء سے قادیان میں ہوا۔ پہلا جلسہ سالانہ 27 دسمبر کو صرف ایک دن کے لیے مسجد اقصیٰ قادیان میں منعقد ہوا جس میں 75 افراد شامل ہوئے اور اس میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ''آسمانی فیصلہ'' پڑھ کر سنائی۔ پھر اکّادکّا ناغے کے ساتھ قادیان میں جلسہ سالانہ کا یہ سلسلہ تقسیم ملک تک جاری رہا۔

قیام پاکستان کے بعد پہلے دو سال لاہور میں جلسہ سالانہ منعقد ہوا پھر نئے مرکز سلسلہ ربوہ کا افتتاح 20 ستمبر 1948ء کو ہوا تو یہاں پہلا جلسہ سالانہ 15 تا 17 اپریل 1949ء کو ہوا جس میں 16 ہزار سے زائد افراد شامل ہوئے۔ (الفضل 23 اپریل 1949ء صفحہ 2) اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے ربوہ میں بڑی باقاعدگی اور شاندار مربوط انتظام کے ساتھ یہ جلسے منعقد ہوتے رہے یہاں تک کہ 1984ء میں پاکستان پر مسلّط فوجی حکومت کی طرف سے ظالمانہ آرڈیننس نمبر 20 کے نفاذ کے بعد یہ جلسہ ربوہ میں تو منعقد نہ ہو سکا تاہم محض اللہ کے فضل سے دنیا بھر کے بیسیوں ممالک میں ہونے والے جلسوں کی رونق کہیں زیادہ ہو گئی کیونکہ ان میں سے بہت سے جلسوں میں حضرت خلیفۃ المسیح بھی شامل ہونے لگے۔

1973ء کے جلسہ سالانہ میں پہلی بار خاکسار کو شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی۔ اسی سال خاکسار زندگی وقف کر کے چونڈہ ضلع سیالکوٹ (پاکستان) سے جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہوا تھا۔ اس طرح 1983ء تک ہر جلسہ میں شامل ہونے کا موقع ملا، الحمدللہ۔

جلسہ سالانہ کی تیاری کے کئی مراحل ہوتے تھے مثلاً وقارِعمل سے ربوہ کی صفائی، رہائشوں کا انتظام، ڈیوٹیوں کی تقسیم، جلسہ گاہ کی تیاری اور مہمان نوازی وغیرہ اہم مراحل ہوتے تھے۔ جلسہ کے اختتام پر وائنڈ اَپ کا مرحلہ شروع ہو جاتا تھا۔ اہل ربوہ سب چھوٹے بڑے، مرد و زن سبھی بڑے فعّال اور متحرک نظر آتے تھے۔ بڑے ذوق و شوق کے ساتھ ہر کوئی خدمت میں مصروف ہوتا۔ مجھے یاد ہے بعض دفعہ رات دیر تک ہم وقارِعمل کرتے تھے۔ تھکاوٹ اور آرام کی پروا نہیں ہوتی تھی۔ یہ سب جلسہ کی روحانی تاثیرات کا نتیجہ ہوتا تھا۔ جو رونق جلسہ کے ایام میں ربوہ میں دیکھنے کو ملتی اُس کا رنگ ہی نرالا ہوتا تھا۔ ہر طرف مہمان ہی مہمان، مختلف ممالک سے مختلف رنگ و نسل اور اقوام کے مہمان ایک خوشنما خوبصورت گلدستہ کا منظر پیش کرتے نظر آتے۔ ہر چہرہ کھلے ہوئے پھولوں کی طرح اپنی محبت واخلاص کی خوشبو سے مرکز احمدیت کو معطّر کر رہا ہوتا۔ ہر سال مہمانوں کی تعداد بڑھتی رہی۔ 1973ء کے جلسہ سالانہ میں ایک لاکھ پچیس ہزار احباب نے شرکت کی سعادت پائی۔ یہ تعداد بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ آخری جلسہ سالانہ 1983ء کی حاضری دو لاکھ پچھتر ہزار تھی۔

جوں جوں مہمان زیادہ ہوتے گئے 'وَسِّعْ مَكَانَكَ' کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ تمام مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام نہایت خوش اسلوبی سے ہوتا رہا۔

خلیفہ وقت اور احباب کی دعاؤں سے بظاہر مشکل نظر آنے والے مراحل بھی آسانی سے طے ہوتے رہے۔

جلسہ سالانہ باہمی رابطوں اور میل ملاقات کا بھی بہت بڑا ذریعہ بنتا۔ ایک ساتھ بہت سے عزیز و اقارب جو عرصہ دراز سے نہیں مل پاتے تھے جلسہ کی برکت سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا تھا۔ جلسہ کے موقع پر جماعت احمدیہ کے معروف اور معزز لوگ جب تشریف لاتے تو بڑی آسانی سے ان سے ملاقات ہو جاتی۔ دو دفعہ مجھے جنرل عبدالعلی ملک صاحب سے ملنے کا موقع ملا۔ آپ 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے موقعہ پر چونڈہ کے محاذ پر تعینات تھے۔ جس جرأت اور بہادری سے آپ نے اس محاذ پر مقابلہ کیا اس کو بے حد سراہا گیا۔ آپ کو چونڈہ محاذ کا فاتح اور ہیرو کہا جاتا ہے۔ میرا تعلق بھی چونڈہ سے ہے، اس ناتے بڑی محبت سے ملتے تھے اور اس جنگ کے حوالے سے کئی باتیں بھی بتائیں کہ کس طرح بھارت کے قبضے سے اس علاقے کو واپس لیا گیا اور دشمن کو جانی نقصان بھی بہت زیادہ پہنچا اور کئی ٹینک بھی تباہ ہوئے۔ متعدد تباہ شدہ ٹینک کچھ عرصہ تک چونڈہ ریلوے اسٹیشن کے پاس پڑے رہے تھے۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ احمدی افسر جہاں جہاں بھی جنگ میں تعینات تھے ان کی کارکردگی نمایاں رہی۔

مکرم جنرل عبدالعلی ملک صاحب

اسی طرح بہت سے بزرگوں کو ملنے کا موقع ملتا رہا جو مختلف ممالک سے جلسہ پر تشریف لاتے تھے۔ ربوہ کی مساجد ایام جلسہ میں نمازیوں سے بھری ہوتی تھیں۔ تقریباً ہر مسجد میں درس کا انتظام ہوتا۔ ربوہ میں موجود بزرگان سلسلہ مہمانوں کو بہت وقت دیتے اور مہمان ان کی صحبت سے خوب فیض یاب ہوتے۔

جلسہ کا پروگرام قبل از وقت فولڈر کی شکل میں مل جاتا تھا۔ بڑی دلچسپی سے سارے پروگراموں میں احباب شامل ہوتے تھے۔ خلیفہ وقت اور بزرگان سلسلہ کی تقاریر علمی اور روحانی پیاس بجھاتی تھیں۔ ایک جلسہ پر حضرت سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کی تقریر سنی جس کا موضوع 'سیالکوٹ کے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام' تھا۔ اس تقریر میں آپ نے بتایا کہ ضلع سیالکوٹ میں باجوہ قوم نے کافی تعداد میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام قبول کیا۔ تلونڈی عنایت خاں کے ایک صحابی جو باجوہ خاندان سے تھے، کے بارہ میں بتایا کہ وہ کہا کرتے تھے جب بھی میرا کوئی کام ہوتا یا مسئلہ ہوتا تو اپنے کمرے کی کُنڈی لگا کر اللہ میاں سے جپھی ڈال لیتا ہوں اور اپنا مسئلہ حل کرا کے چھوڑتا ہوں۔ اس خاندان کے ایک بزرگ چوہدری غلام اللہ باجوہ صاحب نے 'باجوہ خاندان' کتاب لکھی ہے۔ اس میں بھی اس خاندان کے دیگر صحابہ کا ذکر موجود ہے۔

جلسہ سالانہ ربوہ کی مسحور کن یادوں میں وہ لمحات بھی شامل ہیں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی نظم ''دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو!'' محترم منیر احمد جاوید صاحب آف لاہور نے نہایت دلگداز انداز میں پڑھی۔ شاملین پُر جوش نعرہائے تکبیر سے اپنے جذبات کا خوب اظہار کرتے۔ ان نعروں کی گونج نے ربوہ کے ماحول میں نئی روح پیدا کر دی۔ ربوہ کا آخری جلسہ سالانہ 1983ء کا تھا۔ خلفاء احمدیت اور بزرگان سلسلہ کی تقاریر سے علمی اضافہ کے ساتھ ساتھ تسکین قلب و روح کے سامان بھی پیدا ہوتے تھے۔ ''اسلام کے نظام عدل'' پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جب تقریر فرما رہے تھے تو فضا میں ایک مسحور کن سکوت تھا۔ پوری تقریر بڑی توجہ اور یکسوئی سے سنی گئی۔

محترم غلام باری سیف صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ میں حدیث کے استاد تھے۔ سیرت صحابہؓ کے موضوع پر جب آپ تقریر کرتے تو یوں لگتا کہ وہ زمانہ اور ماحول ہمارے سامنے ہے اور ہم ان حالات کو خود مشاہدہ کر رہے ہیں۔ آپ

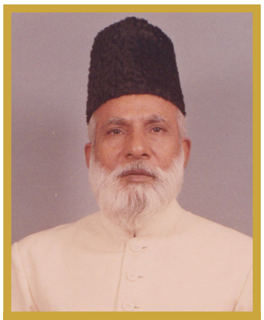
مکرم مولانا غلام باری سیف صاحب

مکرم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سابق صدر انصار اللہ پاکستان کے والد محترم تھے۔

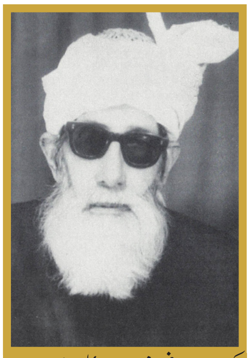
مکرم مولانا قاضی محمد نذیر لائلپوری صاحب

محترم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری ناظر اشاعت بظاہر جسمانی لحاظ سے کمزور نظر آتے تھے لیکن جب تقریر شروع کرتے تو ایسا لگتا جیسے کوئی شیر گرج رہا ہے۔ مؤرخ احمدیت محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب کی تقریر کا انداز بھی جوش و جذبہ والا ہوتا تھا۔ ساری تقریر مفید مواد اور معلومات پر مشتمل ہوتی تھی۔

اسی طرح دیگر مقررین میں حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری، محترم مولانا عبدالمالک خاں صاحب ابن حضرت مولانا ذوالفقار علی گوہر صاحبؓ کی تقاریر کا اپنا اپنا انداز تھا۔ بڑے بارُعب اور باوقار بزرگ تھے۔ گلشن احمد کے یہ بزرگ خوشنما پھولوں کی طرح تھے۔ اپنے علم اور تجربوں سے گلشن احمد کی آبیاری کا ان بزرگوں نے بلاشبہ حق ادا کیا۔ یہ بزرگ مجالس کی خاص رونق تھے۔ ان کو مل کر، ان کو دیکھ کر اور ان کی تقاریر سن کر ایمان مضبوط ہوتا تھا۔ جلسہ سالانہ کی برکات میں ان مبارک وجودوں سے بھی اضافہ ہوتا تھا۔

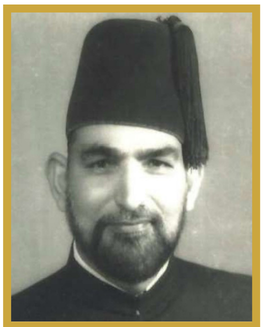
مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب

جلسے قادیان کے ہوں، ربوہ کے ہوں یا دیگر ممالک کے، سماوی برکات کی برسات کے نظارے سب شاملین کے مشاہدات کا حصہ رہے ہیں۔ خاکسار کو پانچ دفعہ قادیان دارالامان کے جلسوں میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ قادیان میں جاتے ہی قلبی کیفیات میں غیر معمولی تبدیلی محسوس ہوتی تھی۔ احباب دن رات

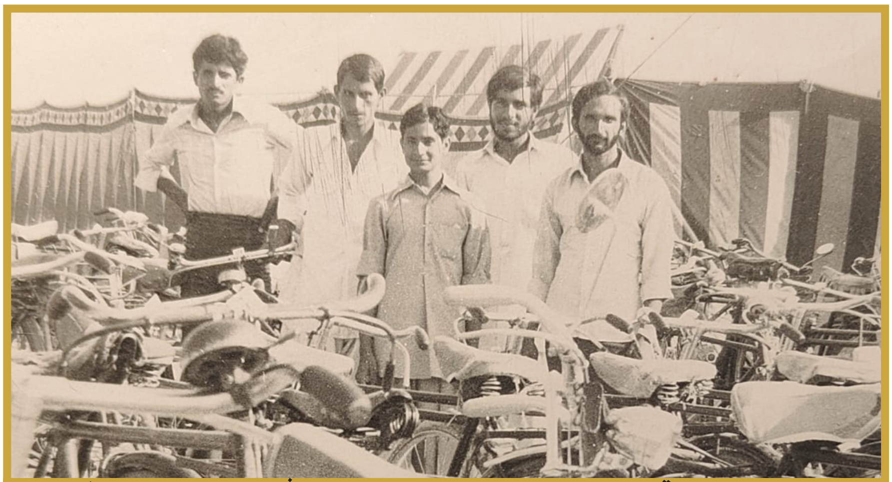

جلسہ سالانہ ربوہ 1977ء کے موقع پر (دائیں سے بائیں): مکرم محمد صفدر عباسی صاحب، مکرم فضیل احمد عیاض صاحب، مکرم فہیم احمد خالد صاحب (مربیان سلسلہ)، مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب ریٹائرڈ مربی سلسلہ مکرم نعیم احمد کھوکھر صاحب حال ڈار مشٹڈ

عبادت میں مشغول نظر آتے۔ تقریباً ایک ہفتے کا یہ روحانی ریفریشر کورس اصلاح نفس کے نہایت مجرّب نسخہ کی مانند ہوتا تھا۔ اخوّت و مودّت کے ماحول میں سارا وقت گزرتا جو کسی سہانے سپنے کی طرح دل و دماغ میں گہرے اور انمٹ نقوش ثبت کر جاتا۔ اسی طرح چار دفعہ جلسہ سالانہ انگلستان میں شامل ہوا۔ حضور انور سے متعدد ملاقاتیں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوئیں، الحمد للہ۔ یو کے جلسوں کا اپنا خاص ماحول ہوتا ہے۔ دنیا بھر سے آئے ہوئے لوگ عرصہ دراز کے بعد جب ملتے ہیں تو بڑی خوشی ہوتی ہے۔

اکثر واقفین زندگی سابق طلباء جامعہ احمدیہ ربوہ سے مل کر یادیں تازہ ہو جاتی تھیں۔ مکرم امداد الرحمٰن بنگالی صاحب، مکرم محمد علی کائرے صاحب نیشنل امیر یوگنڈا، مکرم محمد بن صالح صاحب نیشنل امیر غانا، مکرم عبدالباسط صاحب مرحوم امیر انڈونیشیا وغیرہ۔ ان سب کے ساتھ جلسے کی برکات سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے جرمنی کے علاوہ سوئٹزرلینڈ اور بیلجیم کے سالانہ جلسوں میں بھی شرکت کی توفیق ملی اور ان کی برکات سے فیض یاب ہونے کا موقع ملا۔

جن جلسوں کے انعقاد کا فیصلہ آسمان سے ہوا ہو اُن کی عظمت و اہمیت غیر معمولی ہوتی ہے۔ گویا برکاتِ سماوی کے حصول کا یہ بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ ان جلسوں میں شامل ہونے والوں کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت دعائیں کی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ جلسے اصلاح نفس، علمی اضافے اور ایمان و ایقان کی مضبوطی کے لیے نہایت موئثر ثابت ہوتے ہیں۔ اکنافِ عالم سے پیشگوئیوں کے مطابق متفرق آبادیوں میں آباد مختلف رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والی اقوام کے قافلے جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسوں میں شامل ہوتے ہیں اور محبت و پیار کے جذبوں سے سرشار ہو کر واپس جاتے ہیں اور دنیا بھر میں محبت کی، پیار کی خوشبو ان جلسوں کی بدولت پھیل جاتی ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ سالانہ جلسوں کی برکات کا سلسلہ لامتناہی ہے لیکن فیض وہی پاتے ہیں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء احمدیت کی زرّیں نصائح پر عمل کرتے ہیں۔ نیکی تقویٰ کی باتیں سن کر انہیں اپنی زندگیوں کا مستقل حصہ بناتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا:

''اگر یہ اثر جو جلسہ کے دوران ہوا ہمیں اس عہد کے ساتھ جلسے کی ہر مجلس سے اٹھاتا ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں وہ انقلاب لانے کی اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ کوشش کرنی ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے چاہتے ہیں، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بیان فرمائی ہیں تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث بنتے چلے جانے والے ہوں گے ... پس جلسے کے ماحول سے اپنے اندر ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے کی کوشش اور پھر اس کے حصول کے لئے دعا ہمیں پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بنائے گی۔ پس کوشش اور دعا یہ دونوں چیزیں ضروری ہیں تا کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بن سکیں''۔

(خطبہ جمعہ 26 دسمبر 2014ء)

آباد کریں گے اب دیوانے یہ ویرانے

تعریف کے قابل ہیں یا ربّ ترے دیوانے
آباد ہوئے جن سے دنیا کے ہیں ویرانے

کب پیٹ کے دھندوں سے مسلم کو بھلا فرصت
ہے دین کی کیا حالت یہ اس کی بلا جانے

جو جاننے کی باتیں تھیں اُن کو بھلایا ہے
جب پوچھیں سبب کیا ہے کہتے ہیں خدا جانے

سرمستی سے خالی ہے دل عشق سے عاری ہے
بیکار گئے ان کے سب ساغر و پیمانے

خاموشی سی طاری ہے مجلس کی فضاؤں پر
فانوس ہی اندھا ہے یا اندھے ہیں پروانے

فرزانوں نے دنیا کے شہروں کو اُجاڑا ہے
آباد کریں گے اب دیوانے یہ ویرانے

ہوتی نہ اگر روشن وہ شمعِ رُخِ انور
کیوں جمع یہاں ہوتے سب دنیا کے پروانے

ہے ساعتِ سعد آئی اسلام کی جنگوں کی
آغاز تو مَیں کر دوں انجام خدا جانے

(کلامِ محمودؓ)

مکرم ذیشان محمود صاحب۔ مبلغ سلسلہ سیرالیون

جلسہ سالانہ
بکھری یاداشتوں کی ایک ڈائری

بچپن سے ہم نے ربوہ کے جلسوں کا تذکرہ ہی سنا تھا اور ایمان بالغیب کی طرح جلسے کی رونقوں کے شاہد تھے۔ جلسہ تو جیسے تھا ہی بکھری یادوں کا ایک کیلنڈر اور خاندانوں کی یاداشتوں کا مجموعہ! فلاں سال کے جلسے پر یہ ہوا تھا اور فلاں سال وہ۔ کسی کی شادی 1974ء کے جلسے پر طے تھی اور کسی کی 1978ء جلسے کے بعد۔ کسی کے نکاح کا اعلان حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فلاں جلسے پر کیا اور کسی کو حضرت مصلح موعودؓ کے مبارک دَور کے جلسے پر نکاح کا سال یاد تھا۔ پھر فلاں کی پیدائش فلاں جلسے کے ایام میں تھی۔ اُذْکُرُوْا مَوْتَاکُمْ کا عملی نمونہ بھی جلسے ہی ہوا کرتے تھے۔ پھر وہ کمرہ اس جلسے پر بنا تھا۔ گھر کی چھت ڈَلی تھی۔ کچی دیواروں کو پکا کیا تھا، اتنے بستر بنے تھے۔ فلاں فلاں نے مل کر اس کا جہیز تیار کیا تھا، فلاں سٹیل کا سیٹ اس کی شادی پر لیا تھا جو فلاں جلسے پر ہوئی تھی۔ تو ایک احمدیت کی نسل کی ڈائری اور یادیں جلسے کے گرد گھومتی ہیں۔

ہمارا کراچی سے تعلق ہونے کی وجہ سے ابوجان اور امی جان سے کئی بزرگان سلسلہ کے صرف نام سنے اور جماعتی رسائل سے تصاویر دکھا دکھا کر انہوں نے ایسے ازبر کرائے تھے کہ ان سب سے الفت پیدا ہو چکی تھی۔ ان میں سرفہرست ثاقب زیروی صاحب تھے۔ ان کی نظموں کی کیسٹیں گھر میں موجود رہتیں اور گاہے گاہے ریڈیو کے سپیکر کو زندہ رکھتیں۔ وائے حسرت کہ ربوہ میں پیدا ہونے کے باوجود میں نے ربوہ کی یہ رونقیں نہ دیکھیں۔ پیاسے کو جیسے پانی چاہیے ہوتا ہے۔ اسی طرح قادیان کے جلسے میں شمولیت اس تشنگی کی سیرابی کا باعث بنی۔

خوشانصیب کہ 2010ء اور 2013ء کے جلسے میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ 2010ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ درجہ خامسہ میں اپنے سیکشن کے پانچ خوش نصیب طلباء کی فہرست میں نام نکلا۔ پھر 2013ء میں شادی کے سبب بروقت درخواست جمع نہ کروا سکا لیکن چونکہ پاسپورٹ میعادی تھا اور پاکستان میں پاسپورٹ کا کاغذ نہ ہونے کے سبب اکثر ایسے احباب کی درخواستیں مسترد ہوئیں جو نئے پاسپورٹ کے ٹوکن پر درخواست دہند تھے۔ چنانچہ درخواست اوپر آئی اور خوش نصیب ٹھہرا۔

ویزا لگا اور دونوں بار ہی 18 دسمبر کو پہلے قافلے میں علی الصبح ہم عازمِ قادیان ہوئے۔ واہگہ بارڈر کی دوسری جانب تمام ضروری مراحل سے گزر کر بس میں بیٹھ گئے۔ دسمبر کے چھوٹے دن تھے۔ بس چلی اور نماز ظہر و عصر کی جماعت ہوئی۔ اس سفر میں صرف مَیں ہی اکیلا نہ تھا جو بے چین ہو کر منارۃ المسیح کے نظارے کے لیے لمحہ بہ لمحہ کھڑکیوں سے جھانک جھانک کر گزرتی دکانوں، سنگِ میلوں، بورڈز پر سے شہروں اور قصبوں کے نام انگریزی حروف میں تلاش کر کر کے پڑھ رہا تھا اور قادیان سے دوری کا راستہ ماپ رہا تھا۔ جو احباب پہلے ہو آئے تھے وہ تسلّی بھی دیتے رہے کہ ابھی اتنا سفر رہتا ہے۔ لیکن اتنا قرار نہ تھا۔ کوشش تھی کہ وقت کی سُوئیاں گاڑی کے ٹائر

کی طرح رفتار پکڑیں یا بس محوِ پرواز ہو کر سوئے دارالامان چلے۔ ابھی اسی کشمکش میں تھے کہ ایک دوست نے آواز لگائی کہ وہ رہا منارۃ المسیح۔

خاکسار دائیں جانب بیٹھا تھا اور منارہ بائیں جانب کی کھڑکی سے نظر آیا۔ لیکن سال 2013ء کے جلسے میں گزشتہ تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نہ صرف دونوں طرف کے سسٹم جلد مکمل کیے بلکہ بارڈر کے دوسری جانب پہلی بس بھی پکڑی اور بس میں دائیں بائیں کھڑکی کا بھی خصوصی خیال رکھا۔

بہرحال منارۃ المسیح کا نظر آنا تھا کہ نعرہ ہائے تکبیر بلند ہونا شروع ہو گئے۔ شوقِ لقائے قادیان میں تمام احباب کی آنکھوں سے اشک چھلکے جا رہے تھے۔ جب بس قادیان میں مقررہ جگہ پر رکی تو ایک بار پھر نعرے بلند ہوئے۔ کسی کے چہرے کی خوشی دیدنی تھی تو کسی کی چشمِ تر پروانہ وار بہشتی مقبرہ کی جانب جانے کو بے قرار۔ ابھی زادِ راہ اتارا ہی تھا کہ نمازِ مغرب کی اذان سماعتوں سے ٹکرائی۔ ہم نے سامان لیا۔ پاس کی مسجد میں نمازِ مغرب ادا کی اور بہشتی مقبرہ کی جانب چل دیے۔

بہشتی مقبرہ کی جانب بڑھتا ہر قدم دل کی دھڑکن بڑھا رہا تھا۔ دل اور دماغ کی سرگوشی جاری تھی کہ پُر از معاصی ہو! تم کہاں چلے عالی مقام حضرت کے مزار کے دیدار کے واسطے۔ اس سے قبل کہ سرگوشیوں کا تلاطم برپا ہوتا۔ ایک استادِ محترم کی نصیحت یاد آئی اور فوراً کچھ صدقہ نکالا۔ قدم پھر بھی بھاری تھے لیکن دل و دماغ پر سکوت طاری ہو چکا تھا۔ مسیح دوراں کے مزار پر حاضر ہوئے اور سلام پیش کیا۔ لیکن مَیں کہاں تھا کچھ ہوش نہیں۔ احاطہ خاص کے باہر سے دستِ دعا بلند کیے لیکن کامل تشفی نہ ہونے کا احساس نمایاں تھا۔ یکم جنوری 2011ء جامعہ احمدیہ ربوہ و قادیان کے طلباء کے مشترکہ اجلاس میں پرنسپل صاحب سے درخواست کی کہ ہمیں احاطہ کے اندر جاکر دعا کی اجازت لے دیں۔ پرنسپل صاحب نے وہاں سے ہی فون کر کے اجازت لے دی۔ جلسے کے بعد جبکہ رش بہت کم تھا اور صرف ڈیوٹی والے احباب باقی تھے یہ سعادت ملی کہ مسیح الزمان کے اتنے پاس سے سلام پہنچایا اور خوب دعا کی۔

ابتدائی ایام میں جانے اور آخری ایام میں واپسی کی وجہ سے یہ سہولت میسر آئی کہ رَش نہ ہونے کی وجہ سے پہلے دن ہی تقریباً ہر جگہ آزادانہ دیکھ ڈالی۔ دورانِ قیام بہشتی مقبرہ و عام قبرستان میں مختلف صحابہ کی قبور پر دعا کا موقع ملا، مسجد مبارک، دارالفکر، مسجد اقصیٰ، منارۃ المسیح اور دارالمسیح کا چپہ چپہ دیکھا۔ پھر دیگر چند مقامات یا دُور کے مقامات وقت ملنے کے ساتھ ساتھ دیکھتے رہے۔ 2013ء میں دوبارہ ان تمام مقامات پر گئے اور 2010ء کے مقابل پر ہی قادیان کی ترقی کا تقابل کرتے رہے لیکن بعد میں خیال آیا کہ جو اپنے قادیان سے ہجرت کر کے گئے اور سالوں بعد لوٹے ان کے کیا جذبات ہوتے ہوں گے۔

ڈیوٹیز

خاکسار کو جلسہ سالانہ قادیان 2010ء کے موقع پر دارالضیافت میں خدمت کی سعادت ملی۔ گو کہ ڈیوٹی پر مامور تمام افراد مسیح الزماں کی بستی میں مسیح کے مہمانوں کی خدمت پر مامور تھے۔ لیکن لنگر خانے میں مہمانوں کی خدمت کا ایک الگ مزا تھا اور قادیان پہنچتے ہی ضیافت کی ڈیوٹی رات کے کھانے سے شروع بھی ہوگئی جبکہ باقی احباب ابھی ڈیوٹیز کی جگہ تلاش ہی کر رہے تھے۔

دارالضیافت میں پاکستان سے ڈیوٹی دینے والے چند احباب کے علاوہ قادیان کے جامعہ احمدیہ کے طلبہ بھی تھے۔ چند دنوں میں ان سب سے ایسا رشتہ تعارف و تودّد پیدا ہوا کہ اب تک قائم ہے۔ ڈیوٹیز کے معائنہ تک ایسے ہی دن گزرتے رہے اور ڈیوٹی مزید سخت ہوتی رہی۔ شروع میں تھکاوٹ محسوس ہوئی تو یہ خیال آیا کہ آج صرف کھانا تقسیم کرنا ہے جبکہ ابتدائی جلسوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھانا بنوانے سے لے کر تقسیم کرنے تک کا کام خود کرتے رہے یا اپنی نگرانی میں کرواتے رہے۔

آج تو ہر ایک امر کے لیے سینکڑوں فدائیان موجود ہیں اور میں صرف ان میں سے ایک معمولی کام کے لیے تھکاوٹ کیوں محسوس کروں۔ یہ سوچ اگلے ہی لمحہ تازہ دم کر دیتی۔

اس ضمن میں دلچسپ امر یہ رہا کہ ربوہ سے چلتے وقت ایک دوست نے گوش گزار کیا تھا کہ اپنا چمچ لیتے جانا ورنہ ہاتھ سے کھانا پڑے گا۔ یہ مشورہ بہت مفید رہا۔ کشمیری اور بنگالی بھائیوں کے چاول کھانے کا انداز دلچسپ تھا لیکن میں نے چمچ کو ترجیح دی۔

قادیان میں روزمرہ معمول یہ رہا کہ نماز تہجد و فجر کی ادائیگی کے بعد درس سننا، پھر دعا کے لیے بہشتی مقبرہ چلے جانا۔ احباب کی کثرت کے ایام میں پہلے ناشتہ کروا کر تسلی سے بہشتی مقبرہ جاتے کیونکہ رش کے سبب لنگر خانے واپسی میں تاخیر ہو جاتی۔ عموماً دو کھانے ہوتے لیکن دارالضیافت میں تین وقت ہی کھانا ہوتا۔ اس لیے جلسے کی کارروائی کے دوران نماز ظہر و عصر کے فوراً بعد دارالضیافت میں پہنچ کر کھانا تقسیم کر کے فوراً ہی جلسہ گاہ پہنچنا ہوتا۔ کھانا شروع ہوتا احباب آتے رہتے کھانا ختم ہونے کے بعد جو آتے اور یہ سن کر کہ کھانا یا وقت ختم ہو گیا خاموشی سے واپسی کی راہ لیتے۔ 2013ء میں دارالمسیح میں خدمتِ خلق کی ڈیوٹی سپرد ہوئی۔ اور قیام حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے مکان میں تھا۔ وہاں سے نکلے اور دارالمسیح پہنچ گئے۔ دارالمسیح اور یہ گھر اتنا قریب ہونے کی وجہ یہ بھی سمجھ آئی کہ کیونکر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ حضرت مسیح الزماںؑ کے بلاوے پر فوری حاضر ہو جاتے۔ اس گھر میں بھی ایک بیت الدعا ہے جہاں نوافل کی ادائیگی کا موقع ملا۔

تعارف مقامات

مکرم مولانا اعظم اکسیر صاحب مرحوم چونکہ ہمارے نگران متخصصین تھے۔ قادیان میں ہماری درخواست پر یہ پروگرام طے ہوا کہ وہ جلسہ سالانہ کے مختلف مقامات کا تعارف کروائیں گے۔ چونکہ مولانا کو زیادہ چلنے میں مشکل کا سامنا تھا۔ اس لیے جلسے کے بعد آپ روزانہ ایک ایسی جگہ منتخب کرتے جہاں چاروں طرف تعارف کروایا جاسکے مثلاً مسجد اقصیٰ کی موجودہ لفٹ کی جگہ کونسی کوٹھی تھی۔ آپ نے لفٹ کی طرف پیٹھ کر کے مسجد مبارک کے دائیں جانب دارالمسیح کی چھت پر مسجد البیت کی تعیین سمجھائی۔ مسجد البیت سے مراد وہ برآمدہ ہے جہاں حضرت مسیح موعودؑ نے آخری ایام

میں نمازیں ادا کیں اور اب حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم کے احاطہ میں موجود ہے۔

مولانا موصوف ہجرت کی مختلف وجوہات کے ساتھ یہ بات بیان کرتے کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو مسیح دوراں کے گھر کو اس طرح محفوظ نہ کیا جاسکتا تھا۔ جیسے دنیا کا قانون ہے کہ اولاد ماں باپ کے گھر کو یا گرا کر تعمیر کر لیتے ہیں یا ترقی دے کر وسیع کرتے ہیں۔ ہر دو صورت میں مکان میں تبدیلی ہوتی ہے۔ لیکن ہجرت میں یہ بھی حکمت پنہاں تھی کہ مسیح دوراں کی طرز رہائش اور حالات محفوظ ہوں۔ اور قادیان کے ہندوستان میں رہ جانے کے جواب میں بھی یہ دلیل دیتے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ گھر خود ان مکینوں سے خالی کروائے ہیں تا بعد میں آنے والے احمدی ان دَر و دیوار سے متبرک ہوں اور خدا کی باتیں پوری ہوں جو الہامات میں موجود ہیں۔

دارالمسیح میں مختلف علماء اپنے عزیز و اقارب یا دفاتر کے کارکنان کو مقدس مقامات کا تعارف کرواتے رہتے تھے۔ ان کے ساتھ ابتدائی گروپ مختصر ہوتا جس کا دائرہ احباب کی کثرت سے اتنا وسیع ہو چکا ہوتا کہ تعارف کروانے والے کو جلد جلد آگے بڑھنا پڑتا تا کہ رستہ مسدود نہ ہو جائے۔

مسجد مبارک کی سیڑھیوں کے پاس سے گھوم کر استاذی المحترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب نے مقدمہ دیوار کے حوالہ سے دیوار کی تعیین اور اس دوران نماز کے لیے آنے جانے والا راستہ سمجھایا۔ اسی طرح مکرم اسفند یار منیب صاحب انچارج شعبہ تاریخ احمدیت، مکرم مبشر ایاز صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ اور مکرم حمید کوثر صاحب کے ان تعارفی لیکچرز میں ساتھ شامل ہو کر مستفید ہونے کا موقع ملا۔ 2013ء میں مکرم حمید کوثر صاحب عرب اور قزاقستانی احمدی احباب کے ایک وفد کو بزبان عربی تعارف کروا رہے تھے اور وفد میں شامل مکرم دامیر صفی اللینا صاحب (قزاقستان) کی اہلیہ مکرمہ غزیل صفی اللینا صاحبہ اسے عربی سے رشین میں ترجمہ کر رہی تھیں۔ ہم بھی ساتھ ہو لیے۔ طرفہ یہ ہوا کہ ہماری طرح گزرتے کئی احباب جنہیں سمجھ آ رہی تھی یا نہیں اسے شاید تماشہ یا دلچسپ نظارہ سمجھ کر شامل ہوتے گئے۔ اور جب منارۃ المسیح پر وفد پہنچا تو دیگر احباب کی کثرت کوثر صاحب کے گرد تھی اور وفد کے احباب گردن اونچی کر کر کے کوثر صاحب کو تلاش کر رہے تھے۔ بہر حال دو جلسوں کی بے شمار یادیں ہیں جو بیان سے باہر ہیں۔

رشتہ تودّد و تعارف میں ترقی کی پیشگوئی

آخری بات یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک الفاظ کہ ''آپس میں رشتہ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا'' جہاں جلسے کا ایک بنیادی مقصد رکھتے ہیں وہیں ایک پیشگوئی کے بھی حامل ہیں۔ پیشگوئی اس طرح کہ جلسہ پر کئی احباب کا باہمی تعارف پیدا ہوتا ہے اور پھر دو خاندانوں میں رشتے قائم ہو جاتے ہیں۔ پھر دو خاندان ایک ہو جاتے ہیں اور آگے سے آگے یہ سلسلہ ترقی پذیر رہتا ہے۔ ہمارا خاندان بھی اسی طرح 1903ء اور 1904ء کے جلسہ پر دو اصحابِ مسیح الزماں میں قائم ہونے والے ایک تعارف کے نتیجہ میں باہمی رشتوں کے نتیجہ میں وسیع تر ہوتا گیا۔

قادیان میں طلباء جامعہ، مربیان سلسلہ، کشمیری، بنگالی، عرب، افریقی اور انڈونیشین احباب سے تعارف ہوا جن میں اکثر سے آج کئی سال بعد بھی رابطہ بحال ہے۔ جلسے کی یہ ساری برکات اور یادوں کے ذخیرہ سے یہ بات آج بھی ہمارے لیے رہنما ہے کہ جلسہ سالانہ صرف دنیاوی میلہ نہیں کہ آئے، تفریح کی اور چل دیے۔ بلکہ جلسہ ہماری تعلیم و تربیت کے لیے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ آج بھی جلسے سے جماعت کی ترقیات کا نیا دور شروع ہوتا ہے۔ نو مبائعین کی سالانہ گنتی شروع ہوتی ہے۔ عالمی بیعت ہوتی ہے۔ خلافت احمدیہ کے دیدار کے واسطے جلسہ سالانہ کے مرکزی پنڈال میں ایم ٹی اے کے ذریعہ نئے ممالک کی کھڑکیاں کھلتی ہیں۔ اس لیے آج بھی جلسہ سالانہ ایک کیلنڈر اور ڈائری ہے، ہماری گزشتہ زندگی، ہماری موجودہ ترقیات کی اور آئندہ ترقی پانے والے رشتہ تودّد و تعارف کی۔

ایک غلطی کی اصلاح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 6 مارچ 1932ء کو محترم خان صاحب منشی برکت علی صاحب کی الوداعی دعوت پر پڑھے جانے والے ایڈریس کے ایک فقرہ کی اصلاح کرتے ہوئے فرمایا:

''وہ فقرہ اس رنگ کا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور خلیفہ کی دعاؤں سے ایسا ہوا یعنی خدا کے فضل کے ساتھ خلیفہ کی دعاؤں کو شریک بنایا گیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کسی خدا کے بندے کو شریک کرنا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ یہ شرک ہے۔ یہ تو کہا جاسکتا ہے کہ خلیفہ کی دعاؤں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہوا۔ لیکن جس فقرہ کا میں ذکر کر رہا ہوں اس میں خلیفہ کی دعاؤں کو خدا کے فضل کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ ہر کام خدا کے فضل کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کی مجالس میں بھی بعض لوگوں نے اس قسم کے فقرے کہے تو آپ نے اصلاح فرما دی۔ اور فرمایا اللہ کے ساتھ ہمارا ذکر مت کرو۔ ہاں دعاؤں کے ساتھ خدا کا فضل نازل ہوتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ لکھنے والے کے دل میں یہ خیالات نہ تھے لیکن میرا بحیثیت خلیفہ فرض ہے کہ اس غلطی کی طرف توجہ دلاؤں''۔

(زرّیں ہدایات (برائے مبلغین) صفحہ 47 جلد دوم)

تقریر جلسہ سالانہ یوکے 2025ء

مکرم ڈاکٹر فہیم یونس قریشی صاحب، امریکہ

خداتعالیٰ کی ہستی کے بارہ میں
عصرِ حاضر کی شہادتیں

کون ہے جو فقیری کی ذلت گوارا کرے؟ گردن جھکائے، سردی سے ٹھٹھرتا ہوا بدن، ہاتھ میں کاسہ گدائی لیے مگر ردّ کئے جانے کے اندیشے سے خوفزدہ... یہ محض ایک خیال نہیں بلکہ ایک ہیبت ناک تصوّر ہے۔ خصوصاً اِس سوشل میڈیا کے دَور میں جب عدمِ تحفظ کے خوف سے گھبرایا ہوا ہر انسان اپنی ذات سے ناآشنا ہے۔ ہر کوئی اس سوچ میں گھرا ہوا ہے کہ کیا میں دولت مند ہوں؟ کیا میں دوسروں کے لیے پُرکشش ہوں؟ کیا میں کسی کا محبوب ہوں؟ کیا واقعی میری کچھ حیثیت ہے؟ اپنی انہی کمزوریوں کی پردہ پوشی کے لیے لوگ تحسین کے خواہش مند اور دوسروں کی توجہ حاصل کرنے کے طلبگار بن جاتے ہیں[1]۔

جب انسان کی ساری توجہ خود نمائی پر مرکوز ہو کہ ’’مجھے دیکھا جائے‘‘ تو ان رجحانات کی موجودگی میں خدا کی معرفت حاصل کرنا اتنا آسان نہیں ہوتا۔ تاہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں اُمید کی کرن دکھائی ہے کہ قرآن کریم کی پیروی سے زندہ خدا کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے، فرمایا: ’’اس کی پیروی سے زندہ خدا کا چہرہ نظر آجاتا ہے‘‘[2]۔

یہ اس لیے ممکن ہے کہ قرآن مجید آئندہ زمانوں کی پیش گوئیوں کا وہ آئینہ ہے جس میں صداقت جھلکتی ہے۔ انسان دریائے حیرت میں ڈُوب جاتا ہے کہ چودہ سو برس قبل ایک اُمّی نے ایسی بے نظیر کتاب کیسے پیش کی[3]؟ میں آج کسی مخالفِ دین سے مناظرہ کے لئے نہیں بلکہ خود اپنے آپ سے، اپنے نوجوانوں سے اور اپنے بزرگوں سے مخاطب ہوں، جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ دوسروں کو تبلیغ کرنے سے قبل خدا سے اپنا مضبوط تعلق باندھو، فرمایا: ’’خود اپنا تعلق اللہ تعالیٰ سے جوڑیں‘‘[4]۔ حضورانور کے اس ارشاد کے مطابق ہم اپنے تعلق باللہ کو مضبوط کرنے کے لئے آئیں قرآن کریم کی مندرجہ ذیل تین مثالوں پر غور کرتے ہیں۔

مَیں نے قرآنِ حکیم سے پہلی مثال کے طور پر فرعون کے واقعہ کو لیا ہے۔ قرآن میں آتا ہے کہ فرعون نے موت کو سامنے پا کر سرِتسلیم خم کر لیا اور خدا سے اپنی زندگی کی بھیک مانگی۔ جواباً اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً (یونس: 93) ترجمہ: ’’آج کے دن ہم تیرے بدن کو بچالیں گے تاکہ تو آنے والوں کے لیے عبرت کا ایک نشان بن جائے‘‘۔

تقریباً تین ہزار سال بعد فرانس کا مشہور ماہر آثارِ مصریہ وکٹر لوریٹ (Victor Loret) 1898ء میں وادیٔ الملوک

1- https://psycnet.apa.org/record/2014-33471-001
2- مکتوبات احمد جلد اوّل صفحہ 90
3- براہین احمدیہ جلد 3 صفحہ 158
4- خطبہ جمعہ 12 مئی 2006ء

(Valley of Kings) میں کھدائی کر رہا تھا[5]۔ اُسے کیا معلوم تھا کہ وہ اس وقت خدا کے وجود کی ایک ناقابلِ تردید دلیل زمین سے کھود کر نکال رہا ہے۔ ماہرینِ آثارِ قدیمہ نے جب اس لاش کے کفن پر کندہ نام ''مِرنی پتاح'' (Merneptah) پڑھا تو ثابت ہو گیا کہ یہ وہی فرعون ہے جس کا ذکر قرآن مجید نے کیا ہوا ہے کہ تیرے بدن کو آنے والوں کے لئے عبرت کے نشان کے طور پر محفوظ رکھا جائے گا۔ اس لاش کا دریافت ہونا اور قاہرہ کے National Museum of Egyptian Civilization میں محفوظ ہونا قرآن کریم کی سچائی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اگر خدا موجود نہیں تو پھر یہ راز ایک یتیم اُمّی کو کس نے بتایا تھا؟ اور کسی اَور کتاب نے ایسی تحقیق کیوں پیش نہ کی؟

مَیں نے دوسری دلیل بظاہر ایک معمولی سی مخلوق ''مکھی'' کی لی ہے۔ دُنیا کے 99.9 فیصد حیوانات وہ ہیں جن کا نظامِ انہضام انسان کی طرح اندرونی ہوتا ہے یعنی وہ خوراک کو منہ سے نگلتے ہیں اور پھر جسم کے اندر لے جا کر اسے ہضم کرتے ہیں۔ لیکن مکھی ان 0.1 فیصد مخلوقات میں سے ہے جس کا ایک بیرونی نظامِ انہضام بھی ہوتا ہے۔ وہ خوراک پر اپنا لُعاب ڈالتی ہے جس میں ایسے خامرے (Enzymes) ہوتے ہیں جو کھانے کو جزوی طور پر ہضم کرنے کے لئے تحلیل کر دیتے ہیں یعنی وہ خامرے اس کھانے کی کیمیائی ترکیب کو تبدیل کر دیتے ہیں۔ پھر وہ اسی تحلیل شدہ خوراک کو اپنے باریک نلکی جیسے منہ سے جسے خرطوم (Proboscis) کہا جاتا ہے کے ذریعے چوس لیتی ہے۔ چونکہ خوراک چُوسے جانے سے قبل ہی خامروں کے ذریعے سے تحلیل ہو چکی ہوتی ہے۔ پھر جب مکھی اس خوراک کو چُوس چکتی ہے تو پھر وہ خوراک کسی طور پر بھی مکھی سے اصلی حالت میں واپس نہیں لی جا سکتی۔ گویا شیر کے جبڑوں سے نوالہ چھین لینا آسان ہے مگر مکھی کے منہ سے اس خوراک کو بعینہٖ حاصل کرنا ناممکن۔ اللہ تعالیٰ چیلنج دیتے ہوئے فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ لَنۡ یَّخۡلُقُوۡا ذُبَابًا وَّلَوِ اجۡتَمَعُوۡا لَہٗ ؕ وَاِنۡ یَّسۡلُبۡہُمُ الذُّبَابُ شَیۡئًا لَّا یَسۡتَنۡقِذُوۡہُ مِنۡہُ (سورہ الحج: 74)

ترجمہ: وہ لوگ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو ہرگز ایک مکھی بھی نہ بنا سکیں گے خواہ وہ اِس کے لئے اکٹھے ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے تو وہ اُس کو اس سے چھڑا نہیں سکتے۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ماہرینِ حشرات الارض کو مکھی کے اس عجیب و غریب نظامِ انہضام کا علم صرف ایک صدی قبل ہوا۔ تو پھر ایک اُمّی اور ناخواندہ شخص نے چودہ سو سال قبل اتنی سائنسی دُرستگی سے یہ مثال کس طرح بیان کر دی تھی؟ لاکھوں میں سے نہیں بلکہ امکانی طور پر تقریباً آٹھ ملین جانوروں میں سے اس اُمّی نے مکھی کی مثال کو کیسے چُن کر پیش کیا؟

میری تیسری دلیل ہمیں اسکول کے دِنوں کی یاد دلاتی ہے۔ یاد کیجیے ہمارے اسکول بیگ کتنے وزنی ہوا کرتے تھے، دس بارہ کتابوں کا بوجھ کاندھوں پر کافی بھاری محسوس ہوا کرتا تھا۔ لیکن آج ایک چھوٹے سے 256GB کے موبائل فون میں نہ صرف دس یا سو بلکہ ایک لاکھ سے زائد کتابیں بآسانی محفوظ کی جاسکتی ہیں[6]، اور ہم اُسے جیب میں ڈال کر گھومتے پھرتے ہیں۔ آج یہ بات ہمیں معمولی لگتی ہے لیکن قرآن مجید نے صدیوں پہلے اس حیرت انگیز حقیقت کی طرف یوں اشارہ فرمایا تھا کہ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ (التکویر 11) یعنی جب صحیفے (کتابیں) پھیلا دیئے جائیں گے۔ سوچئے! یہ پیشگوئی بھی اُس ہستی نے کی تھی جس نے خود کسی قسم کے چھپے ہوئے کاغذ کو اپنی آنکھ سے کبھی بھی نہ دیکھا تھا تو پھر یہ حیرت انگیز پیش گوئی کیسے کر دی؟ وہ کون سا ذریعہ تھا جس نے اُسے یہ خبر دی تھی کہ ایک وقت ایسا آئے گا جب کتابیں پھیلائی جائیں گی حالانکہ انسانی تاریخ میں پہلی کتاب آنحضور ﷺ کے دو سو سال بعد چین میں چھپی تھی۔[7]

قرآنِ کریم محض ان تین دلائل پر ہی موقوف نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہینِ احمدیہ میں قرآن مجید کے الٰہی ہونے پر تین سو دلائل پیش فرمائے ہیں۔ قرآن مجید کائنات کی معلومات پر مبنی ایسی کتاب ہے جو Big Bang اور Big Crunch کا ذکر کرتی ہے، پھیلتی ہوئی کائنات کی خبر دیتی ہے، بارش کے نظام اور آبی گردش کو بیان کرتی ہے، سمندروں کے درمیان پردوں کی حقیقت سے پردہ اٹھاتی ہے، گہرے سمندروں کی تاریکیوں کا ذکر کرتی ہے، تخلیق میں جوڑوں کا بیان کرتی ہے، انسانی جنین (Embryo) کی نشوونما کو تفصیل سے بیان کرتی ہے، ارتقائے حیات کو بیان کرتی ہے بلکہ ایٹمی تباہی کا نقشہ بھی کھینچتی ہے۔ کیا یہ سب محض اتفاقات ہیں؟ اور اگر یہ اتفاقات ہیں تو پھر یہ ''اتفاقات'' دیگر آسمانی صحائف میں کیوں نہیں پائے جاتے؟ کیوں کوئی اور کتاب سائنس کے ان عجائبات کے متعلق پیشگوئیاں نہیں کرتی؟

مخالف تنقید کرتے ہیں کہ ہم قرآن کریم کی آیات کو سائنسی دریافتوں پر زبردستی منطبق کرتے ہیں۔ ''اگر قرآن واقعی سچا ہے تو پھر ایسی باتیں دکھاؤ جو آج نہیں بلکہ کل ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہوں گی''۔ تو سن لو! ہمارا ربّ طاقتور ہے اور کسی سوال سے گھبراتا نہیں۔ اِسی غرض سے میں آپ کے سامنے قرآن کی تین مزید ایسی پیشگوئیاں پیش کرنے جا رہا ہوں جو ہمارے حال یا مستقبل میں پوری ہونے والی ہیں۔

اگر آپ فلکیات میں دلچسپی لیتے ہیں تو جانتے ہوں گے کہ زمین کے علاوہ کسی اور سیارے پر زندگی کا اب تک کوئی قطعی ثبوت نہیں ملا لیکن اگر مستقبل میں کسی دن سائنس دان کسی دوسرے سیارے پر زندگی کا وجود دریافت کر لیں تو اُس وقت ہماری آئندہ نسلوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ Mars Rover کے اترنے سے بہت پہلے قرآن کریم نے اعلان کر دیا تھا کہ ہم کائنات میں تنہا نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمِنۡ اٰیٰتِہٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَثَّ فِیۡہِمَا مِنۡ دَآبَّۃٍ (سورہ الشوریٰ: 30)

ترجمہ: اور اس کے نشانات میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے اور جو اس نے ان دونوں میں چلنے پھرنے والے جاندار پھیلا دیئے۔

اگر آپ ٹیکنالوجی سے واقف ہیں تو جانتے ہوں گے کہ مصنوعی ذہانت (AI) زندگی کو ہر پہلو سے بدل رہی ہے خواہ وہ ہماری ملازمتیں ہوں یا تاریخ کا کوئی واقعہ ہو

5-https://www.reviewofreligions.org/18967/the-pharaoh-of-mosesas/

6-https://www.digitalwarroom.com/blog/how-many-pages-in-a-gigabyte

7-https://sfbook.com/the-evolution-of-the-book.htm

یا مجرّد حقیقت کا تصوّر ہو۔ اور اگر مستقبل میں ان لسانی ماڈلز (Language Models) کو بگڑی ہوئی معلومات پر تربیت دی گئی تو سچ اور جھوٹ کے درمیان فرق مٹنے لگے گا۔ ایک ایسا خطرناک دَور آئے گا جسے ماہرین Truth Decay یعنی ''سچ کا زوال'' کہتے ہیں۔ ایسے میں کوئی شخص قرآن میں جھوٹے الفاظ داخل کرنے یا جعلی آیات گھڑنے کی کوشش بھی کرسکتا ہے۔ مگر ہمارا ربّ پہلے ہی یہ اعلان کر چکا ہے: اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (سورۃ الحجر: 10)

ترجمہ: یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر اُتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ یہ کوئی معمولی دعویٰ نہیں۔ مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ ہر مقدّس کتاب بھی تحریف کا شکار ہوتی آئی ہے۔ انسانوں نے اُنہیں اپنی خواہشات کے مطابق خوب تراشا اور اپنے مزاج کے مطابق ڈھالا۔ لیکن قرآن کو نہ وقت بدل سکا ہے اور نہ ہی ان شاءاللہ مصنوعی ذہانت اِسے بدل سکے گی۔

تیسری مثال اُن ایک اَرب سے زائد مسلمانوں اور عیسائیوں کے لیے ہے جو آج بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے جسمانی نزول کے منتظر ہیں۔ مگر قرآن کریم کا فیصلہ قطعی اور واضح ہے کہ آسمان سے کوئی نہیں اُترے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 120 برس سے زائد عرصہ قبل پیشگوئی فرمائی تھی کہ ''یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور اُن میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا''[8]۔

اندازہ لگائیں کہ کیا ہم اس پیشگوئی میں مذکور زمانۂ اضطراب سے گزر رہے ہیں؟ کون ہے جو خدا کے وجود پر کامل یقین کے بغیر تحدّی کے ساتھ ایسی جرأتمندانہ بات کرسکتا ہے؟ ChatGPT, Meta AI اور Gemini کے دَور میں خدا کے ہونے کے ثبوت اکٹھا کرنا آسان ہے مگر حق الیقین کی سیڑھی پر چڑھنے کے لئے ذاتی تجربہ کی ضرورت ہے۔ جس طرح سائنس دان مشاہدے پر زور دیتے ہیں اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی ہم سے یہی چاہتے ہیں کہ ہم خدا کا مشاہدہ کریں۔ سمارٹ فون پر بارش کی خبر پڑھ لینا ایک بات ہے اور باہر نکل کر اُس بارش میں بھیگ جانا بالکل اور بات ہے۔ تو پھر ہم ایسا کیوں نہیں کرتے؟ کیونکہ یہ آسان کام نہیں ہے بلکہ ایک بے حد مشکل امر ہے۔ اس کے حصول کے لئے ہمیں اپنی نفسانی خواہشوں کو ذبح کرنا ہوگا۔ فنا، بقا، لقا یہی وہ راستہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آئینہ کمالاتِ اسلام میں بیان فرمایا ہے[9]۔

کیا آپ کو وہ ہولناک، لرزا دینے والا اور فقیر بن جانے والا تصوّر یاد ہے؟ اللہ کو پانے کے لیے فقیر کی طرح اُس کے دَر پر گرنا پڑے گا۔ یہی وہ طریق ہے جسے تمام انبیاء نے اپنایا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے یہی عرض کی تھی کہ رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ (سورۃ القصص:25) ترجمہ: اے میرے ربّ! یقیناً میں ہر اچھی چیز کے لئے جو تُو میری طرف نازل کرے ایک فقیر ہوں۔

اسی عاجزی اور خاکساری کا سبق سیکھنے کے لئے وقت کی طنابیں کھینچتے ہوئے ہم ماضی کی طرف پلٹتے ہیں اور لمحہ بھر کے لئے انسانِ کامل کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں۔ یہ 632 عیسوی کا سال ہے اور مکہ فتح ہو چکا ہے۔ حجۃ الوداع کا منظر ہے اور رسولِ اکرم ﷺ عرفات کے میدان میں جلوہ افروز ہیں۔ چاروں طرف مسلمانوں کا جمِ غفیر ہے۔ اتنا ہجوم جتنا لندن کے ویمبلے اسٹیڈیم میں کسی بھرپور محفل میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ مگر اس شان و شوکت کے عالم میں بھی آپ ﷺ نے اپنی مدح سرائی نہیں کی اور نہ بڑائی کا ذکر کیا بلکہ اس کے برعکس اللہ کے محبوب ﷺ اپنے ربّ کے حضور نہایت عجز سے فریاد کرتے ہیں:

''میں ایک بدحال، فقیر اور محتاج ہی تو ہوں۔ تیری پناہ اور مدد کا طالب، سہا ہوا، ڈرا ہوا، اپنے گناہوں کا اقراری اور معترف ہو کر تیرے پاس آیا ہوں۔ میں تجھ سے ایک عاجز مسکین کی طرح سوال کرتا ہوں۔ ہاں تیرے حضور میں ایک ذلیل گناہگار کی طرح زاری کرتا ہوں۔ ایک اندھے کی طرح ٹھوکروں سے خوفزدہ ہوکر تجھ سے دعا کرتا ہوں۔ میری گردن تیرے آگے جھکی ہوئی ہے۔ میرے آنسو تیرے حضور بہہ رہے ہیں اور میرا جسم تیرا مطیع ہو کر سجدے میں گرا پڑا ہے اور ناک خاک آلود ہے۔ اے اللہ! تو مجھے اپنے حضور دعا کرنے میں بدبخت نہ ٹھہرا دینا اور میرے ساتھ مہربانی اور رحم کا سلوک فرمانا۔ اے وہ جو سب سے بڑھ کر التجاؤں کو قبول کرنے والا اور سب سے بہتر عطا فرمانے والا ہے میری دعا قبول فرمالینا''[10]۔

حق الیقین حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ دعا کی قبولیت ہے۔ کیا کبھی کسی نے رسول اللہ ﷺ کی طرح برسوں گڑگڑا کر دعا کی ہو اور پھر خدا کے دیدار سے محروم رہا ہو؟ اللہ کے دَر کے فقیر کبھی ردّ کیے جانے سے نہیں ڈرتے۔ ردّ ہونے کا خوف تو انسٹاگرام اور ٹک ٹاک پر ہوتا ہے جہاں ہم Likes کے لیے لوگوں کے آگے گڑگڑاتے ہیں۔ ردّ تو ڈیٹنگ ایپس پر ہوتا ہے جہاں لوگ جھوٹی محبّت کی بھیک مانگتے ہیں۔ لیکن اللہ کی محبّت مانگنے میں کوئی اندیشہ ہے اور نہ ہی کوئی خطرہ ہوتا ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ یہ دروازہ استقامت اور یقین کی کنجی سے کھلتا ہے کہ ''ایک ادنیٰ درجہ کا فقیر بھی ایک بخیل سے بخیل انسان کے دروازے پر جب دھرنا مارتا ہے تو کچھ نہ کچھ لے کر ہی اُٹھتا ہے''[11]۔ پھر اللہ تعالیٰ تو کریم و رحیم خدا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی اس کے دروازہ پر گرے اور خالی اُٹھے۔

تاہم غزہ میں جاری ظلم و ستم ہمارے نوجوانوں کو سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ کیا دعا کا یہ طریق کار واقعی موثّر ہے؟ اگر دعائیں ہمیشہ قبول ہوتی ہیں تو وہ پوچھتے ہیں کہ فلسطینی والدین کی دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟ اللہ تعالیٰ بچوں کو ٹکڑے ٹکڑے ہوتے کیوں دیکھ رہا ہے؟ ظالم اتنی درندگی کے بعد سزا سے کیسے بچ سکتا ہے؟ یہ سوالات درد کو مٹا تو نہیں سکتے مگر اس کی شدت کو کم ضرور کر سکتے ہیں۔

8- تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 67

9- آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 63

10- خطبہ جمعہ 2 جنوری 2004، مجمع الزوائد ھیثمی مطبوعہ بیروت جلد نمبر 3 صفحہ 252

11- ملفوظات جلد 7 صفحہ 95

اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ارادہ کا اختیار دے رکھا ہے، خواہ وہ اس ارادے کا کتنا ہی غلط استعمال کیوں نہ کرے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی اپنے کئی کمسن بچوں کے بچھڑنے کا صدمہ سہا۔ کیا ہم سمجھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا نہ کی ہوگی؟ لیکن پھر بھی کبھی اللہ پر شک نہ کیا کیونکہ اللہ کوئی خودکار مشین نہیں ہے کہ ادھر پیسے ڈالے اور ادھر شئ مطلوب حاضر۔ بعض دعائیں مختلف انداز میں اور مختلف اوقات میں قبول ہوتی ہیں۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے غزہ کے ان معصوم بچوں کو شہید قرار دیا ہے[12] جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (سورۃ البقرہ: 155)

ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو مُردے نہ کہو بلکہ (وہ تو) زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

ہم تمام تفاصیل سے واقف نہیں، ہم نہیں جانتے کہ وہ بچے کس شان سے زندہ ہیں اور کیسے کیسے انعامات پا رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک حدیث کی طرف ہماری توجہ دلاتے ہیں کہ ''قیامت کے دن جب اہلِ مصیبت کو ان کا اجر دیا جائے گا تو وہ لوگ جو دنیا میں تندرست رہے تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں ہماری کھالیں ادھیڑ دی گئی ہوتیں''۔[13] اور یقین رکھیں کہ کوئی بھی ظلم کرکے بچ نہیں سکتا۔ ہم حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ہر جمعہ کی نماز میں سنتے ہیں کہ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ (سورۃ الغاشیہ 27-25) ترجمہ: اللہ اُسے سب سے بڑا عذاب دے گا۔ یقیناً ہماری طرف ہی ان کا لوٹنا ہے، پھر یقیناً ہم پر ہی ان کا حساب ہے۔ کسی کا ظلم کرنا حاکم کی غیرموجودگی کا ثبوت نہیں ہوتا بلکہ ظلم اس بات کا اعلان ہوتا ہے کہ لوگوں نے حاکم کی موجودگی کو فراموش کر دیا ہے۔

حاکم کی موجودگی کو پھر سے محسوس کرنے کا ایک ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بتایا ہے کہ عاجزی سے خدا کے حضور گڑگڑانا اور استقامت کے ساتھ اس سے مانگتے چلے جانا۔

12- خطبہ جمعہ 8 دسمبر 2023ء
13- مشکوٰۃ۔ کتاب الجنائز

عاجزی، ایک ادنیٰ درجے کا فقیر ... عاجزی اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب ہم دوسروں کے ساتھ میل جول اور برتاؤ کرتے ہیں۔ کون ہے جو سب سے پہلے معافی مانگتا ہے؟ کون ہے جو سب سے پہلے بحث سے دستبردار ہوتا ہے؟ کون ہے جو سب سے پہلے صلح کی پیشکش کرتا ہے؟ کون ہے جو سب سے پہلے سلام کہتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے سب سے قریب وہ ہے جو سلام کہنے میں پہل کرتا ہے۔[14] گویا اللہ کی مخلوق کے ساتھ عاجزی اور شفقت راہِ معرفت کی پہلی شرط ہے۔

دوسرا ذریعہ استقلال واستقامت ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مَیں دعا کرتا ہوں مگر کچھ ہوتا ہی نہیں۔ LIGO کے سائنسدانوں کی ٹیم نے چالیس سال مسلسل تحقیق و تجربات کیے تب جا کر کششی لہر (Gravitational Wave) کا پہلا سراغ ملا۔[15] حضرت یعقوبؑ بھی اپنے یوسفؑ کے لیے چالیس سال تک اللہ کے حضور گڑگڑاتے رہے[16]۔ دھونی رمانا پڑتی ہے، عمل کو بار بار دہراتے رہنا پڑتا ہے۔ اور انہی مجرّب نسخوں میں سے ایک نسخہ خود رسولِ اکرم ﷺ نے نمازِ تہجد کا بتایا ہے۔ ہم خدا کے متعلق صرف علمی باتیں کیوں کریں جب کہ ہم براہِ راست خدا سے بات کر سکتے ہیں؟ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب آدھی رات یا اس سے کچھ زائد گزر جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور ندا دیتا ہے کہ هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَأُعْطِيَهُ؟ ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اُسے عطا کروں؟ ہے کوئی دعا کرنے والا کہ میں اُس کی دعا قبول کروں؟ اور یہ ندا طلوعِ فجر تک مسلسل جاری رہتی ہے[17]۔

اگر کوئی ارب پتی روزانہ ساڑھے تین بجے صبح یہ اعلان کرے کہ وہ لوگوں کو خاص فنڈنگ دے گا تو ہر تاجر اور ہر سرمایہ کار صبح سویرے وہاں موجود ہوگا۔ لیکن اگر اُس وقت ہم نیٹ فلکس (Netflix) پر مصروف ہوں اور ہم وہاں حاضر ہی نہ ہوں جہاں پر خزانے بانٹے جا رہے ہوں اور نہ ہی ہم مانگ رہے ہوں تو پھر ہم کیسے یہ امید

14- سنن ابی داؤد ابواب السلام
15- https://www.ligo.caltech.edu/page/what-are-gw
16- ملفوظات جلد 2 صفحہ 151
17- صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا

رکھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے جواب سے ہمیں مشرف کرے گا؟ علی الصبح ساڑھے تین بجے اُٹھنا بہت مشکل ہے مگر اپنی تعریفیں کرنا اور دکھاوا کرنا آسان ہے۔ کسی ایسے شخص کو سلام میں پہل کرنا جس نے ہمیں نقصان پہنچایا ہو یہ مشکل کام ہے۔ یوٹیوب پر خدا کا مذاق اُڑانا آسان ہے لیکن رسولِ اکرم ﷺ کی طرح دعا کرنا مشکل امر ہے۔ ایسی محنت ہمیں چبھتی ہے اور ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ مولانا رومی نے کیا خوب کہا کہ۔

اگر از ہر خراش و نالایمی برآشوبی
چگونہ آئینہ ات شفاف و درخشاں خواہد شد؟

یعنی اگر تُو ہر خراش اور ناپسندیدہ چیز سے پریشان ہو جاتا ہے تو تیرا آئینہ کیسے شفاف اور چمکدار بنے گا؟

تعلق باللہ کا تیسرا ذریعہ یقین کے ساتھ مانگنا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی اُس کے چوکھٹ پر گرے اور خالی دامن لے کر واپس لوٹے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک حدیثِ قدسی میں فرمایا أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي مَیں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں۔[18] یعنی جیسے میرا بندہ میرے متعلق گمان کرتا ہے میں اس سے ویسا ہی سلوک کرتا ہوں۔ کوئی فقیر سردی میں اس لیے کھڑا نہیں ہوتا کہ اُس نے کسی دینے والے کو آتے دیکھ لیا ہوتا ہے بلکہ وہ اس یقین کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے کہ کوئی دینے والا ضرور آئے گا۔ وہ یقین رکھتا ہے کہ اگر وہ کانپتا ہوا کھڑا رہے گا اور اپنا کشکول گدائی دیر تک تھامے رکھے گا تو کوئی سکہ اس میں ضرور آ گرے گا۔ یہ طریقہ کار ہمیں کامیابی سے ہمکنار کر سکتا ہے۔ ہر نبی کی زندگی میں اسی بات کا ثبوت ملتا ہے۔ آئیے اب ہم ایک زندہ ثبوت پر غور کریں۔

کتنا پاکیزہ اُس کا دل ہوگا۔ اللہ کی مخلوق کے ساتھ کتنا عاجزانہ سلوک کیا ہوگا اس نے۔ کتنی راتیں وہ تہجد میں کھڑا رہا ہوگا اور کیسا کامل یقین ہوگا اُسے اپنے ربّ پر، اُس ربّ پر جس نے اُسے خلافتِ خامسہ کی رداء اُڑھائی؟ حضرت مسیح موعودؑ نے خلافت کو قدرتِ ثانیہ قرار دیا ہے[19] گویا ہم اللہ کی قدرت[20] کے اس زندہ نشان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ یہ طریق کار بےشمار لوگوں کے لیے کامیاب

18- صحیح بخاری کتاب التوحید
19- رسالہ الوصیت صفحہ 7

رہا ہے اور یقیناً ہمارے لیے بھی کارگر رہے گا۔ 1939ء کی بات ہے جب مولوی نذیر احمد صاحب مبشر غانا میں اسلام احمدیت کی تبلیغ کر رہے تھے۔ لوگوں نے اعتراض کیا کہ مسیح کے زمانے میں جیسا کہ پیشگوئیوں میں آیا ہے زلزلے آیا کرتے ہیں مگر غانا میں تو زلزلے آتے ہی نہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ غانا افریقہ کی اُس زمین پر واقع ہے جو متحرک زمینی پلیٹوں (Tectonic Plates) سے 3000 کلومیٹر دور ہے۔ اس وجہ سے وہاں شدید زلزلے شاذ کے طور پر آتے ہیں اور آخری بڑا زلزلہ 1939ء سے 75 برس پہلے آیا تھا۔ مگر مولوی صاحب نے زمین کی خاموشی کو نہیں دیکھا انہوں نے اپنے ربّ کی قدرت کو دیکھا۔ چنانچہ

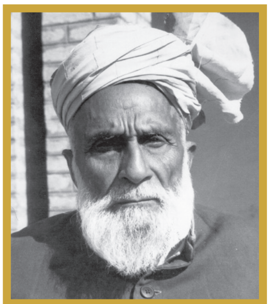

مکرم مولانا نذیر احمد مبشر صاحب

انہوں نے یقین کے ساتھ گڑگڑاتے ہوئے عرض کیا کہ اے اللہ! یہ لوگ زلزلے کو نشان کے طور پر مانگتے ہیں۔ اور محض ایک ہفتے کے اندر غانا 6.6 شدت کے زلزلے سے لرز اُٹھا۔ 17 افراد جاں بحق ہوئے اور 180 افراد نے فوراً احمدیت قبول کر لی[20]۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ 1939ء کے اُس دن سے لے کر آج تک غانا میں اتنی شدت کا زلزلہ دوبارہ نہیں آیا کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ أَنَا عِندَ ظَنِّ عَبْدِي بِي میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس سے معاملہ کرتا ہوں۔

یہ طریقہ ہمارے لیے بھی کارگر اور مفید ہو سکتا ہے مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج کے دورِ خودنمائی میں ہم یہ راستہ کیوں اپنائیں؟ کیوں خود کو فقر کی راہ پر ڈالیں؟ اس لیے کہ یہ نرگسیت (خودپسندی) ہمیں کچھ نہیں دے رہی۔ جھوٹی تعریفیں، جھوٹی دوستیاں، جھوٹی حقیقتیں ہمیں خوشی دینے کی بجائے بے چینی میں مبتلا کر رہی ہیں جبکہ حصولِ سکون کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے کہ أَلَا بِذِكْرِ اللهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (الرعد 29) دلوں کو سکون صرف اللہ کے ذکر میں ملتا ہے۔ اللہ کے دَر کا فقیر بننا ہمارے عدمِ تحفظ کے احساس کو تسکین میں بدل سکتا ہے۔ یادِ الٰہی دنیاوی خواہشات اور لذّات کو ختم نہیں کرتی بلکہ انہیں پاکیزہ بناتی ہے۔ اللہ کے حضور حاضر ہوتے ہوئے ہمیں خود کو کامل ثابت کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے بلکہ ہم جیسے کیسے ہیں ویسے ہی اُس کے رستے کے فقیر بن سکتے ہیں۔ جو اللہ کے رستے کے سچے فقیر ہوتے ہیں انہیں کبھی کسی اور کے آگے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اور جو ہم سوشل میڈیا پر "Likes" کے پیچھے دوڑ رہے ہیں وہ ہمیں کسی سنجیدہ محبت کا احساس نہیں دلاتے۔ ایک تحقیق کے مطابق تقریباً 90 فیصد افراد کے لیے "Like" ملنے کی خوشی ایک گھنٹے سے بھی کم برقرار رہتی ہے[21]۔ مگر اللہ کی محبت ہمیشہ دلوں میں باقی رہتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں پس تُو بھی اُس سے محبت کر۔ پھر جبرئیل اہلِ آسمان میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے پس تم بھی اُس سے محبت کرو۔ پھر آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور زمین والوں کے دلوں میں بھی اس شخص کی محبت ڈال دی جاتی ہے[22]۔

اگر آپ میری اس بات کی تصدیق چاہتے ہیں تو آج کے آخری اجلاس کا منظر دیکھ لیجیے گا۔ کیسے بچے اپنی پاؤں کی انگلیوں کے سِروں پر کھڑے ہو کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیارت کرنا چاہیں گے؟ کیسے لوگ اپنے فونوں کے کیمرے زوم کریں گے اور کیسے بعض لوگ باوجود ضبط کے اپنے آنسو نہیں روک پائیں گے۔ انسان کو ایسی تادیر محبت Algorithm سے قطعاً نہیں ملتی بلکہ یہ محبّت تو آسمان سے نازل کی جاتی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ جب تم پورے طور پر خدا کے آگے جھک جاؤ گے تب "تم میں وہ خدا ظاہر ہو گا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے"[23]۔ مراد یہ ہے کہ جب ہم پورے طور پر خدا کی رضا کے تابع ہو جاتے ہیں تو پھر ہم خود ہی خدا کی صداقت کا نشان بن جاتے ہیں۔ یعنی جس خدا کو ہم ڈھونڈ رہے ہیں وہ ہمارے اندر نظر آئے گا اور لوگوں کے لئے خدانمائی ہی سب سے مؤثر نشان بن سکتا ہے چاہے وہ کسی ملحد کے لئے ہو یا ہمارے نوجوانوں کے لئے کیونکہ اگر وہ قرآن پڑھ کر ان نشانوں کو نہیں پا سکتے تو وہ ہمیں تو پڑھ رہے ہوں گے۔

میں آخر میں یہ کہوں گا کہ مسئلہ ہستی باری تعالیٰ کے دلائل کی کمی کا نہیں بلکہ انسان میں تکبر کی زیادتی کا مسئلہ ہے خواہ وہ تکبر ذاتی، علمی یا پھر نیکی کا ہو۔ قرآن مجید تو نشانوں سے بھرا پڑا ہے مگر اس دورِ جدید میں محض نشان سننا کافی نہیں کیونکہ کوئی سکہ کشکول میں تبھی گرتا ہے جب فقیر پہلے کانپتے ہوئے اپنی گردن جھکا کر سوالی نہیں بنتا ہے۔ اور ہمیں معلوم ہے کہ یہ عمل ہر رات دوہرایا جاتا ہے جب خدائے بزرگ و برتر آسمانِ دنیا پر نزول فرما کر پکارتا ہے کہ هَلْ مِنْ سَائِلٍ؟ ہے کوئی مانگنے والا تا کہ اُسے عطاء کیا جائے؟ ہر رات صلائے عام لگائی جاتی ہے آؤ میرے ہونے کی دلیل اور ثبوت کو پالو۔ آئیں اس دلیل کا عملی تجربہ کریں، پہلے اللہ کی مخلوق کے ساتھ عاجزی اور شفقت سے پیش آئیں اور پھر تہجد کی نماز میں فقیروں کی طرح اپنے کشکول گدائی پھیلائیں، اپنے ربِّ رحیم کی معرفت حاصل کرنے کے لیے اور اس کے حیّ ہونے کے ثبوت کے لئے دعائیں مانگیں مگر یہ دعائیں ردّ کئے جانے کے خوف سے ماورا ہو کر مانگنا ہوں گی کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی اُس سخی کے در پر خیرات کے لئے دھونی رما کر بیٹھے اور کاسۂ گدائی خالی لے کر اُٹھے، وہ تو خود فرماتا ہے أَنَا عِندَ ظَنِّ عَبْدِي بِي میں اپنے بندے کے اس گمان کے مطابق برتاؤ کرتا ہوں جو وہ میرے بارے میں رکھتا ہے۔

نوٹ: مکرم ڈاکٹر فہیم یونس قریشی صاحب کی تقریر کا انگریزی سے اردو ترجمہ مکرم اویس احمد نوید صاحب مربی سلسلہ نے کیا جس کی نظر ثانی مکرم عبدالماجد وڑائچ صاحب (کینیڈا) نے کی، فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ (ادارہ)

20-https://youtu.be/qWx4ZHbFd2E?feature=shared Minute mark 33

21-https://www.newstatesman.com/science-tech/2017/01/both-hugely-uplifting-and-depressing-how-do-social-media-likes?utm_source=chatgpt.com

22- صحیح بخاری۔ کتاب بدء الخلق

23- کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 11

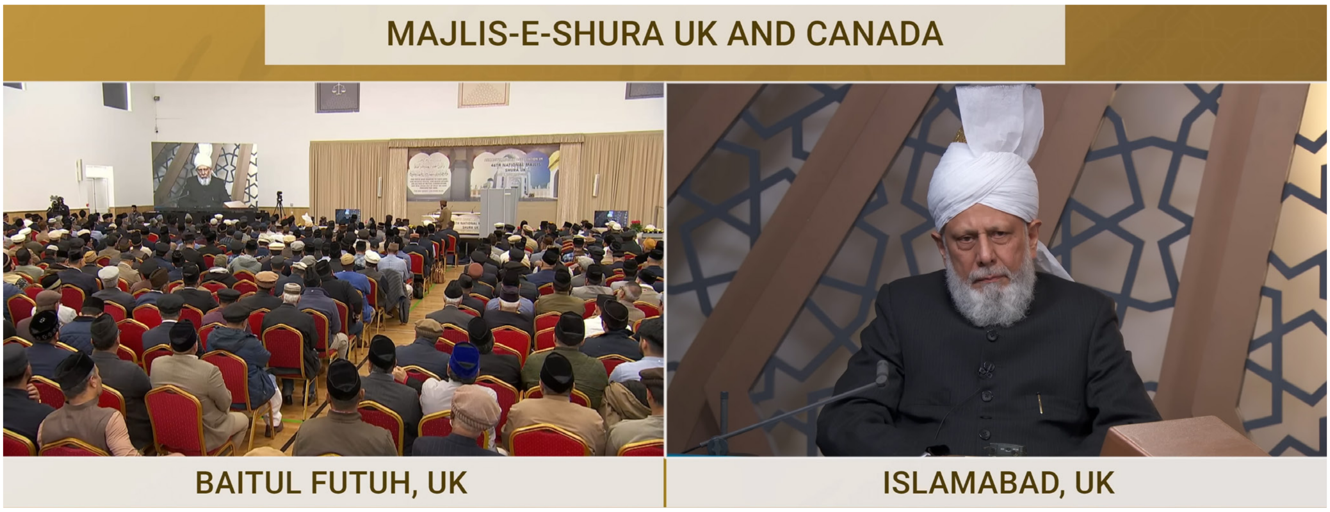

اپنے تمام کاموں میں خداتعالیٰ کی رضا کو مدّنظر رکھیں

عہدیداران کے لئے زرّیں نصائح

مجلس شوریٰ برطانیہ، کینیڈا و بیلجیئم 2025ء سے خطاب کرتے ہوئے سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃالمسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اگلے تین سال کے لئے مقرر کئے جانے والے عہدیداران کو بھی ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

’’ہمارے لئے نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنے تمام کاموں میں خداتعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کو مدّنظر رکھیں اور اپنے نفس کو درمیان سے مٹا دیں۔ پس اگر یہ بات ہر شوریٰ ممبر اپنے سامنے رکھے بلکہ ہر عہدیدار اپنے سامنے رکھے تو ہماری جماعت کے اندر ایک عظیم نظام قائم ہو سکتا ہے۔ اس کی مثال کہیں اَور نہیں مل سکتی۔ اسی تسلسل میں حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ فرمایا کہ خداتعالیٰ کا ملنا معمولی بات نہیں ہے، اس لئے ایسی قربانی کی ضرورت ہے جس کی نظیر اَور قربانیوں میں نہ ہو۔ … جو عہدیدار ہیں ان کو چاہئے کہ اس بات کو یاد رکھیں اور اپنے نفس کو مٹانے کی کوشش کریں۔ بہت سارے ایسے ہیں، جو اس وقت عہدیدار ہیں، دوبارہ بھی اپنی جماعتوں میں عہدیدار منتخب ہو جائیں گے، ان میں سے بعض اپنی جماعتوں میں بعض مرکزی سطح پر، سوچیں کہ گزشتہ تین سالوں میں جو گزرے ہیں، آپ نے خداتعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کتنے کام کئے تھے اور اپنی مَیں کی تسکین کے لئے کتنے کام کئے تھے۔ اگر اپنی اَنا کی اور مَیں کی تسکین کے لئے کام کئے تھے تو ان کا کوئی ثواب نہیں اور اس میں برکت بھی نہیں پڑتی۔ … آپ نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کام کرنا ہے نہ کہ لوگوں کو دکھانے کے لئے یا یہ بتانے کے لئے کہ دیکھو میرے اندر یہ قابلیت تھی تو میں نے تبلیغ کا کام کر دیا، میرے اندر یہ قابلیت تھی تو میں نے مال کا کام کر دیا، اتنے لوگوں سے اتنا چندہ وصول کر لیا، میرے اندر یہ قابلیت تھی تو میں نے امورعامہ کے شعبہ میں اتنے مسائل کو حل کر دیا، میرے اندر یہ قابلیت تھی تو میں نے تربیت کا ایسا ماحول پیدا کر دیا کہ لوگوں کی اصلاح ہو جائے۔ اگر یہ بات ہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اگر یہ خیال ہو کہ میں نے جو کچھ کیا، اللہ تعالیٰ کے فضل سے کیا اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کیا اور اس کے فضلوں کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں تھا، اور حقیقت میں دل سے یہ آواز نکل رہی ہو تبھی یہ قربانی اور یہ کام ہے جس میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرماتا ہے اور پھر اس برکت سے آئندہ ایسے پھل لگیں گے جو یقیناً جماعت کی ترقی کے لئے مفید ہوں گے، اللہ تعالیٰ کی نظر میں آپ کے مقام کو بلند کرنے کے لئے بھی مفید ہوں گے۔ ورنہ اگر انانیت ہے تو بجائے نفع کے نقصان والا سودا ہے۔ پس ہر شعبہ کا جو آدمی ہے اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارا اصل مقصد جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آپ کی بعثت کا مقصد بندوں کو خداتعالیٰ کے قریب لانا اور خداتعالیٰ کی توحید کو قائم کرنا ہے۔ لیکن ہمارے دل میں انانیت ہے اور مَیں کا بُت موجود ہے تو پھر ہم نے خداتعالیٰ کی توحید کیا قائم کرنی ہے، کیا کوئی مندر کا پجاری توحید قائم کر سکتا ہے؟ اگر ہمارے نفسوں میں مَیں باقی ہے تو ہم بھی کچھ نہیں کر سکیں گے۔ پس جب تک ہمارے دل کے اندر، مندر میں مَیں کا بُت یا انانیت کا بُت ہے، ہم خداتعالیٰ کی توحید قائم نہیں کر سکتے۔ اَنا کو توڑ کر کام کریں گے تو پھر دیکھیں کیسی برکت پڑتی ہے اور جماعت میں وہ برکت کے نظارے نظر بھی آئیں گے اور پھر یہی وہ لوگ ہیں جو پھر خلافت کے لئے بھی دست و بازو بنتے ہیں اور خلافت کے مددگار بھی بنتے ہیں۔ عہد کریں کہ ہماری زندگی میں جو بھی خدمت ہمارے سپرد کی جائے گی، جو بھی کام سپرد کئے جائیں گے، چاہے عہدیدار کی حیثیت سے یا نائب عہدیدار کی حیثیت

سے یا کسی بھی حیثیت سے، اس کو چلانے کے لئے ہر طرح تیار ہیں۔ ہمارے سپرد جو خدا تعالیٰ نے کیا ہے یا جماعت کی طرف سے یا خلیفہ وقت کی طرف سے جو کام بھی سپرد کیا جائے گا، اس کو یہی سمجھنا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور خدا تعالیٰ کی خاطر ہم نے کرنا ہے۔ پس جب یہ سوچ رکھیں گے تو پھر ہماری کامیابی ہے اور یہ عہد کریں کہ میں اس طرح خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہوں نہ کہ اپنی انانیت کو قائم کرنے کے لئے۔۔۔

اسی طرح عہدیداروں کو بھی اور یہاں سب مشورہ دینے والوں کو بھی ایک بات یہ بھی یاد رکھنی چاہئے کہ تکبّر اور خُودی بہت بڑی برائی ہے اس سے بچنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور نعمتیں جو ہم پر ہیں ان کو دیکھ کر ہمیں تکبّر نہیں آنا چاہئے۔ سیکرٹری مال کے دل میں اگر یہ خیال آتا ہے کہ میرے کسی علم کی وجہ سے میں نے یہ بجٹ پورا کر لیا یا جو میں نے پہلے مثالیں دی ہیں سیکرٹری تبلیغ کے دل میں خیال آتا ہے یا کسی بھی سیکرٹری کے دل میں یہ خیال آتا ہے یا کسی بھی عہدیدار کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ اپنی کسی قابلیت کی وجہ سے کام کیا ہے میں نے تو اس میں تکبّر پیدا ہو جائے گا۔ اور جب تکبّر پیدا ہو جائے پھر اللہ تعالیٰ کا فضل نہیں آتا۔۔۔ بعض لوگ ایسے ہیں جو بظاہر تو یہی کہتے ہیں کہ میری حیثیت کیا ہے بس اللہ کا فضل ہے میں نے جو کام کیا بس ہو گیا لیکن ان کے دل میں وہ مقام نہیں ہے جو ایک اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والے کا ہونا چاہئے اصل میں تو منکسر المزاج وہ ہے جو دل میں بھی اقرار کرتا ہے کہ وہ کچھ نہیں کرتا، نہ کہ وہ جو صرف زبان سے کہتا ہے اور دل میں سمجھتا ہے کہ میں یہ کر سکتا ہوں، وہ کر سکتا ہوں۔ جب ہم خالی ذہن ہو کر یہ سوچیں گے کہ ہم میں کوئی لیاقت یا قابلیت ہے یا نہیں اس وقت دل یہ کہے کہ میرے اندر کوئی قابلیت نہیں تب وہ برکات حاصل ہوں گی جن کی وجہ سے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ کا فضل انسان کو پہنچے گا۔۔۔ پس اصل برکت اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اپنی اَنانیت کو ختم کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے ان فیصلوں پر عمل درآمد کروانے کی کوشش کریں۔۔۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اسے سمجھنے والے بھی آپ ہوں اور اس مقصد کو حاصل کرنے والے بھی آپ ہوں، آمین''۔

نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ جرمنی

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یکم جولائی 2025ء سے آئندہ تین سال کے لئے مجلس عاملہ جماعت احمدیہ جرمنی کی مندرجہ ذیل فہرست کے مطابق منظوری عطا فرمائی ہے۔

امیر جماعت احمدیہ جرمنی	مکرم عبداللہ واگس ہاوزر صاحب
مبلغ انچارج و نائب امیر	مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مربی سلسلہ
نائب امیر و محاسب	مکرم عمران ذکاء صاحب
نائب امیر	مکرم سعید احمد گیسلر صاحب
جنرل سیکرٹری	مکرم محمد جری اللہ خان صاحب مربی سلسلہ
سیکرٹری تبلیغ	مکرم حافظ فرید احمد خالد صاحب
سیکرٹری تربیت	مکرم طاہر احمد صاحب مربی سلسلہ
ایڈیشنل سیکرٹری تربیت	مکرم سعید احمد عارف صاحب مربی سلسلہ
سیکرٹری تعلیم	مکرم وسیم غفار صاحب
سیکرٹری اشاعت و انچارج تصنیف	مکرم صداقت احمد صاحب مربی سلسلہ
سیکرٹری اشاعت و سمعی بصری	مکرم احسن فہیم بھٹی صاحب مربی سلسلہ
سیکرٹری رشتہ ناطہ (Mitte)	مکرم بہزاد احمد چودھری صاحب مربی سلسلہ
سیکرٹری رشتہ ناطہ (Nord)	مکرم کامران احمد صاحب مربی سلسلہ
سیکرٹری رشتہ ناطہ (Süd)	مکرم آفتاب اسلم صاحب مربی سلسلہ
سیکرٹری امورِ خارجیہ	مکرم ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ صاحب
سیکرٹری امورِ عامہ	مکرم ڈاکٹر محمود احمد طاہر صاحب
ایڈیشنل سیکرٹری امورِ عامہ	مکرم عدیل عباسی صاحب
سیکرٹری مال	مکرم طارق محمود صاحب
ایڈیشنل سیکرٹری مال و ایڈیشنل سیکرٹری مال برائے آمد	مکرم منصور احمد صاحب
سیکرٹری ضیافت	مکرم ملک ابرار الحق صاحب
سیکرٹری وصایا	مکرم اکرام اللہ چیمہ صاحب
سیکرٹری تعلیم القرآن و وقفِ عارضی	مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب
سیکرٹری تحریک جدید	مکرم حمید اللہ ظفر صاحب
سیکرٹری وقفِ جدید	مکرم ملک سکندر حیات صاحب
ایڈیشنل سیکرٹری تربیت و وقف جدید نومبائعین	مکرم چنگیز وارلی صاحب
سیکرٹری جائیداد	مکرم حماد احمد صاحب
ایڈیشنل سیکرٹری جائیداد برائے سو مساجد	مکرم حافظ مظفر عمران صاحب
ایڈیشنل سیکرٹری جائیداد برائے سو مساجد فنڈ	مکرم راشد ارشد خان صاحب
سیکرٹری وقفِ نَو	مکرم سعادت احمد صاحب
سیکرٹری صنعت و تجارت	مکرم عطاء الحلیم احمد صاحب
امین	مکرم چودھری افتخار احمد صاحب
انٹرنل آڈیٹر	مکرم افتخار احمد صاحب
صدر مجلس انصاراللہ	مکرم بشیر احمد رہان صاحب
صدر مجلس خدام الاحمدیہ	مکرم امتیاز احمد شاہین صاحب مربی سلسلہ

ادارہ اخبار احمدیہ جرمنی کی طرف سے جملہ عہدیداران کی خدمت میں اس دعا کے ساتھ مبارکباد پیش ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب عہدیداران کو خدمت کے جذبہ سے معمور ہو کر اپنی بھرپور صلاحیتوں کے ساتھ جملہ ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی کوششوں کے نیک نتائج ظاہر فرمائے، آمین۔

قسط نمبر 1

حضرت قمر الانبیاءؓ کی ٹھنڈی میٹھی چاندنی

محترمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ حال امریکہ

''آپ کے اباجان حفاظت مرکز کے لیے قادیان میں ہیں۔ یہاں صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ آپ کے والد ہیں''۔

اپنے اباجان کے بارے میں ہمارے استفسار کے جواب میں امی جان کا یہ جملہ اس کا مکمل شعور ہونے سے پہلے شعور کا حصہ بن گیا تھا۔ اندازہ نہیں ہو سکتا کہ کس طرح ہمت جمع کرتی ہوں گی، کیسے اپنے جذبات اور بچوں کے احساسات میں توازن رکھتی ہوں گی، ہمیں تسلی دیتیں کہ میاں صاحب ہمارے باپ کی جگہ ہیں۔ اب سوچتی ہوں تو لگتا ہے آپ سے باپ کا پیار بھی ملا اور ماں کی ممتا بھی پائی۔ اللہ تعالیٰ کی کرم فرمائی کے نرالے انداز ہوتے ہیں۔ جسمانی باپ کی گود چھٹی تو روحانی باپ کی گود میں ڈال دیا۔

آپ کے بارے میں الہام تھا: يَأْتِيْ قَمَرُ الْأَنْبِيَاءِ وَأَمْرُكَ يَتَأَتّٰى۔ يُسِرُّ اللّٰهُ وَجْهَكَ وَيُنِيْرُ بُرْهَانَكَ۔ یعنی نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام تجھے حاصل ہو جائے گا۔ خدا تیرے منہ کو بشاش کرے گا اور تیرے بُرہان کو روشن کر دے گا۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحات 266-269)

اس نبیوں کے چاند سے نہ صرف حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے برہان روشن ہوئے اور آپؑ بشاش ہوئے بلکہ اس چاند کی چاندنی میں ساری جماعت نہا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے ہوئے اور حضرت میاں صاحبؓ کے درجات کی بلندی کی دعا کرتے ہوئے صرف اپنے خاندان پر آپ کے احسانات اور شفقتوں کا ذکر کروں گی۔

تقسیم برصغیر کے بعد ہمارا خاندان قادیان سے ہجرت کر کے لاہور آیا جہاں جماعتی انتظام کے تحت رتن باغ میں قیام رہا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ربوہ آباد کیا تو قادیان کے مہاجرین کو بذریعہ ٹرین ربوہ منتقل فرمایا۔ ربوہ میں ایسے خاندانوں کے لیے جن کے سربراہ ساتھ نہیں تھے ایک بڑے سے احاطہ میں جسے دارالخواتین کہتے تھے ٹھہرایا گیا۔ ہمارے اباجان مکرم میاں عبدالرحیم دیانت صاحب قادیان میں درویش ہو گئے تھے اس لئے ہماری امی جان مکرمہ آمنہ بیگم صاحبہ کو آٹھ بچوں کے ساتھ اس احاطے میں داخلی دروازے کے بائیں طرف پہلے دو کمرے دیے گئے۔ ہم نے ان کے سامنے گیلی مٹی تھوپ تھوپ کے ایک چھوٹی سی دیوار کھڑی کر لی اور بیرونی دیوار میں ایک دروازہ بنا لیا جس سے یہ حصہ ایک چھوٹا سا مکان بن گیا۔ امی جان اور بڑی بہن مکرمہ امۃ اللطیف صاحبہ اس احاطہ میں خواتین کی نگران تھیں۔ اس محل وقوع کا ذکر اس لیے ضروری تھا کہ اس کے دروازے کو حضرت میاں صاحبؓ کی دستک کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔

ربوہ کے ابتدائی زمانہ کی بات ہے، ایک رات دس بجے کے قریب دروازہ کھٹکا امی جان نے پوچھا کون؟ جواب ملا: ''بشیر احمد''۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایک خادم کے ہمراہ دروازے پر ایک لحاف لیے کھڑے تھے۔ فرمایا کہ مجھے مصروفیت رہی اب خیال آیا کہ بچے سردی میں نہ سوئے ہوں۔ ان کے لئے لحاف لے کر آیا ہوں۔ سبحان اللہ کس قدر اپنی ذمہ داری کا احساس تھا کہ ایک درویش کی ذمہ داری خدا نے مجھ پر ڈالی ہے کوتاہی نہ ہو۔ اس چھوٹے سے واقعہ کے کئی پہلو ہیں۔ ابھی ربوہ پوری طرح آباد نہ ہوا تھا۔ راستے خراب تھے، اندھیرا تھا۔ ہاتھ میں لیمپ لے کر مخلوق خدا کی عملی ہمدردی کے لئے نکلے۔ احسان مند دل سے دُعا نکلتی ہے۔

اللہ تبارک تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے کہ اس نے کم عمری سے ہمارا رُخ حضرت میاں صاحبؓ کی طرف پھیر دیا۔ آپ کے دیدار کی میری پہلی یاد ربوہ کے ابتدائی دنوں کی ہے جب میں چوتھی پانچویں میں ہوں گی۔ آپ ابھی کچے مکان میں رہتے تھے۔ شام کا وقت تھا امی جان نے مجھے کسی کام سے آپ کے گھر بھیجا۔ دروازہ کھلا تھا۔ میں اندر چلی گئی آپ صحن میں بنے ایک چبوترے پر دسترخوان بچھا کر اپنے خاندان کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ سلام عرض کیا، آپ نے شفقت سے بات کی۔ جانے لگی تو اپنے سامنے سے اٹھا کر ایک بڑا سا ٹھنڈا آم دیا جو میں خوشی خوشی گھر لائی۔ سب نے یہ تبرک مل بانٹ کے

کھایا۔ آپ سے ملاقات کے لیے آپ کے گھر یا دفتر میں بے دھڑک چلے جاتے آپ بے حد شفقت سے پیش آتے۔ ہماری بات بہت توجہ سے سنتے اور مکمل جواب دیتے۔ آپ کے دفتر کا پہلا نام دفتر حفاظت مرکز تھا جو بدل کر دفتر خدمت درویشاں رکھا گیا۔

(حیات بشیر صفحہ 153)

ایک مزیدار یاد تصویریں کھنچوانے کی ہے۔ قادیان کے درویشان کرام کی دلجوئی کے لیے جماعتی انتظام کے تحت ان کے عزیزوں کی تصویریں کھینچنے کا انتظام کیا گیا۔ ہمیں میسر لباس میں سے بہترین پہنایا گیا۔ ہمارے داداجان حضرت میاں فضل محمد صاحبؓ حیات تھے۔ ان کو درمیان میں بٹھا کر اور ہم بچوں کو ارد گرد کھڑا کر کے تصویریں لی گئیں جو قادیان بھیجی گئیں۔ ان دنوں

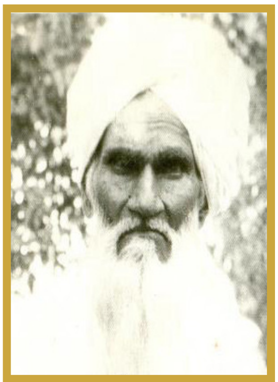

حضرت میاں فضل محمد صاحبؓ

تصویریں کھنچوانے کا بہت رواج نہ تھا یا وسائل نہ تھے۔ ہمارے بچپن کی یہی چند ایک تصویریں ہیں جو خوش قسمتی سے ایک صحابی کے ساتھ بنائی گئیں۔ اس دن بڑی خوشی ہوئی تھی۔ ہمارا ایک بھائی پاکستان آ کر پیدا ہوا تھا۔ اباجان نے اسے انہیں تصویروں میں دیکھا۔

خدمت درویشاں کے تحت گزارے کے لئے سال بھر کی گندم اور پندرہ روپے ماہوار وظیفہ ملتا۔ تعلیم اور علاج کی سہولتیں بھی تھیں۔ آپا نے قادیان میں تعلیم حاصل کی تھی۔ دو بڑے بھائی جامعۃ المبشرین میں پڑھتے تھے اور ہم چار بہنیں زیر تعلیم تھیں۔ وسائل محدود تھے لیکن اللہ پاک نے وسیلے بنا دئے اور ہم سب نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ ہم پاس ہونے کی خوشی میں اباجان کو یاد کرتے تو امی جان کہتیں جا کے میاں صاحبؓ کو نتیجہ دکھاؤ۔ یقیناً آپ ہمیں اباجان کے دوری کے احساس سے بچانے کے لئے کہتی ہوں گی۔

میاں صاحب ہمارا نتیجے کا کارڈ دیکھ کر حوصلہ افزائی فرماتے۔ اکثر اسی کارڈ پر یا ہماری درخواست پر اگلے سال کی فیس معافی کا بھی لکھ دیتے۔ آپ کو تعلیم سے بہت دلچسپی تھی نمبر اچھے لیے ہوتے تو بہت خوش ہوتے۔ سکول کی تعلیم میں ترقی سے بھی خوش ہوتے اور دینی کلاسز میں بھی ہم بہنوں کے نام دیکھ کر حوصلہ افزائی فرماتے۔ بلکہ اس خیال سے کہ اباجان خوش ہوں گے ان کو بھی اس بارے میں تحریر فرماتے۔ اللہ کے فضل و کرم سے جامعہ نصرت سے اچھے نمبروں سے بی اے پاس کر کے ایم اے میں داخلہ لیا تو آپؓ نے تعلیمی وظیفہ منظور فرمایا۔ ایک سال مکمل ہوا تو اگلے سال کے لیے وظیفہ جاری رکھنے سے پہلے یونیورسٹی سے تعلیمی رپورٹ طلب کی جو پرنسپل صاحب نے بہت شاندار لکھ کر دی۔ اس طرح دونوں سال مجھے وظیفہ ملتا رہا۔ درویش کی بیٹی نے ایم اے کر لیا، الحمدللہ۔

1961ء کی بات ہے پنجاب یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھی۔ علم ہوا کہ آپ بیمار ہیں اور علاج کے لئے لاہور تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ آپ سے ملنے گئی علیل اور کمزور تھے۔ پھر بھی بشاشت اور اپنائیت سے ملے۔ سب سے تھوڑی تھوڑی بات کی۔ تعلیم کے بارے میں پوچھا اور بہت دعائیں دیں۔

جامعہ نصرت میں تدریس کے دوران جامعہ کا پہلا رسالہ 'النصرت' تیار کرنے کا موقع ملا جس کے لئے پیغام لینے کے لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے دیر تک باتیں کیں جن کا موضوع جامعہ نصرت میں تعلیمی حالت تھا۔ بہت سے مشورے دئے جن میں سرفہرست جماعتی کتب کا مطالعہ تھا۔ خاص طور پر آپ نے اپنی تصنیف 'تبلیغ ہدایت' کا نام لیا۔ بعد میں خصوصی پیغام بھی بھیجا جو 'النصرت' کی زینت بنا۔ اس ملاقات میں آپ نے مجھ سے ایک سوال پوچھا کہ اردو تنقید کی کس کتاب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نثر نگاری کا ذکر ہے؟ اللہ تعالیٰ کے کرم سے مجھے اس کا جواب آتا تھا عرض کیا موجِ کوثر از شیخ محمد اکرام صفحات 176 تا 178۔ مجھے اس وقت صفحات نمبر بھی یاد تھے کیونکہ حضرت اقدسؑ کا ذکر جہاں بھی ہو قدم روک لیتا ہے اور ہم محبت سے بار بار پڑھتے ہیں۔ اس کتاب میں انیسویں صدی کے آغاز سے قیامِ پاکستان تک کی اہم مذہبی، فکری اور قومی تحریکوں اور رہنماؤں کا ذکر ہے۔ یہ 1962ء میں شائع ہوئی تھی۔

2 ستمبر 1963ء کو نبیوں کا یہ چاند ڈوب گیا مگر اپنی یادوں اور دعاؤں کی روشنی ہماری ہمسفر چھوڑ گیا۔ ہم تہہِ دل سے آپ کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کرتے ہیں۔ حضرت میاں صاحبؓ کی شفقتوں کا ذکر ہمارے گھر کا موضوع رہتا ہے۔ اس مضمون میں تحدیث نعمت کے لئے کچھ واقعات کا ذکر کروں گی۔

اباجان کو بورڈ کی تحریر پر داد اور اصلاح

قادیان کے ماحول میں خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے بابرکت وجودوں سے میل ملاقات رہتی۔ اباجان مسجد مبارک کے پاس مرکزی جگہ پر کاروبار کرتے تھے اس لئے آتے جاتے بھی ملاقات ہوجاتی۔ حضرت میاں صاحبؓ سے بھی عقیدت مندی سے دوستانہ تعلقات تھے۔ اباجان کا طریق تھا کہ جب دکان پر کوئی مشہور خاص چیز تیار ہوتی تو گاہکوں کی آگاہی کے لئے بورڈ پر چاک سے اشتہار لکھ دیتے۔ اشتہار بے حد دلچسپ اور اچھوتے ہوتے جو گاہکوں کے قدم روک لیتے۔ بکری بھی اچھی ہوجاتی۔ اس ضمن میں متعدد یادگار واقعات میں سے ایک جس کا تعلق حضرت میاں صاحبؓ سے ہے درج ہے۔ ایک دن دکان کے بورڈ پر اباجان نے چاک سے لکھا ''ہمارا دعویٰ ہے کہ فالودہ ہم سے بہتر کوئی نہیں بنا سکتا''۔ حضرت میاں صاحبؓ وہاں سے گزرے۔ حسبِ معمول بورڈ کی تحریر پڑھی اور اپنے دفتر چلے گئے۔ پھر اباجان کو دفتر میں بلایا۔ اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا میاں! بعض الفاظ مخصوص ہوتے ہیں۔ اباجان سمجھ گئے۔ واپس آ کر اوپر کے الفاظ ''ہمارا دعویٰ ہے'' مٹا دیئے۔ سبحان اللہ ادب اور احترام سکھانے کا کیسا پُرحکمت طریق تھا۔

دکان کے بورڈ پر تحریر کی ایک اور انداز میں داد

اباجان زمانۂ درویشی میں جس دکان میں کام کرتے تھے حضرت نواب محمد علی خانؓ کی ملکیت تھی۔ اس کے مختار

حضرت مرزا بشیر احمدؓ تھے۔ ایک دفعہ دُکان کے کرایہ پر بات ہو رہی تھی جو چھ روپے تھا اور اباجان کو زیادہ لگ رہا تھا۔ آپؓ نے سمجھایا کہ کرایہ مناسب ہے۔ نیز فرمایا میاں میں جانتا ہوں آپ کو خدا نے ایسا دماغ عطا کیا ہے کہ اگر ایک بورڈ تحریر کریں (بطور اشتہار) تو شہر کے ایک سِرے سے دوسرے سِرے تک آپ کے پُرلطف و جذب بورڈ پڑھنے لوگ آجاتے ہیں جس سے بکری میں ماشاءاللہ اضافہ ہوتا ہے۔ آپ کے لئے یہ کرایہ کیا مشکل ہے۔

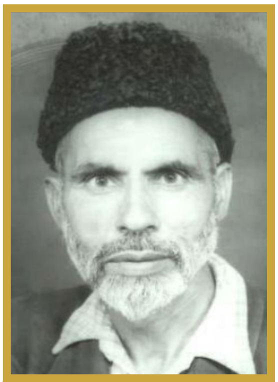

میاں عبدالرحیم صاحب دیانت درویش

جائیداد بنانے کا مشورہ

حضرت میاں صاحبؓ نے ایک دفعہ اباجان کو بلا کر فرمایا ''میاں آپ صاحب اولاد ہیں جائیداد بنانے کی طرف توجہ دیں''۔ تعمیل میں اباجان نے پس انداز کرنا شروع کیا اور چار مکان، چار دکانیں اور ایک پلاٹ بھینی میں جائیداد بنالی۔ اگرچہ اس جائیداد میں سے کچھ بھی ہمارے کام نہ آیا۔ میرے صاحب جائیداد اباجان نے زمانہ درویشی ایک چھوٹے سے کمرے میں انتہائی سادگی سے گزار دیا۔ لیکن ہمارے نصیب میں اس سے بہت زیادہ قیمتی روحانی جائیداد لکھی تھی۔ حضرت میاں صاحبؓ کی سرپرستی اور دعائیں اور پھر اباجان کی دارالامان کے چپے چپے پر دعائیں۔ دینے والے نے کوئی کمی نہ رکھی، الحمدللہ۔

شامتِ اعمال سے ایک مشکل وقت اور حضرت میاں صاحبؓ کی شفقت

1962ء میں اباجان ربوہ آئے تھے۔ واپس قادیان جانے پر علم ہوا کہ ناظر صاحب بیت المال (مکرم عبدالحمید عاجز صاحب) کی دعوت پر بھارت کے وزیر صحت قادیان آنے والے ہیں۔ اس روز اباجان نے دن بھر شدید سخت اور تھکا دینے والا کام کیا تھا مگر یہ جان کر کہ بڑے مہمان کی آمد آمد ہے، خوب تیاریاں ہو رہی ہیں، اپنی تھکن کو پس پشت ڈال کر منتظم جلسہ سے ملے۔ انہوں نے سامان وغیرہ لانے پر ڈیوٹی لگا دی۔ یہ جلسہ مکرم چودھری خدا بخش صاحب مرحوم کے مکان کے ساتھ ڈی بی اسکول قادیان کے ملحقہ میدان میں تھا۔ مہمان کا استقبال مہمان خانہ کے صحن میں تھا۔ لوگ قطاریں باندھے دورویہ کھڑے تھے۔ اباجان بھی قطار میں کھڑے ہوگئے۔ کسی نے کہا نعرہ کون لگائے گا (اباجان لمبے عرصے سے نعرے لگانے پر مقرر ہوتے تھے۔ جوش سے مناسب وقت پر نعرے لگانے کے لئے مشہور تھے) مکرم امیر صاحب نے اباجان کی طرف دیکھ کر کہا کہ یہ نعروں کے لئے پیٹنٹ ہیں یہی لگائیں گے۔ اتنے میں مہمان خصوصی آگئے۔ اباجان نے بآوازِ بلند نعرہ لگایا 'طیب علی' سب نے کہا زندہ باد۔ اس کے بعد نعرہ لگایا پاکستان، سب جو زندہ باد کہنے کے لئے تیار بیٹھے تھے بیک زبان کہا زندہ باد۔ دراصل ہندوستان کہنا تھا مگر سہواً منہ سے نکلا ''پاکستان'' اور سب نے بے ساختہ کہا زندہ باد۔ سب نے اباجان کو قہر آلود نظروں سے دیکھا تو احساس ہوا کہ کوئی غلطی ہوگئی ہے اور وہ بھی بہت بڑی۔ بعد میں علم ہوا کہ حکومت کو وائرلیس پر اُسی وقت خبر کر دی گئی تھی اور پولیس حرکت میں آگئی تھی۔ اپنے پرائے سب پریشان ہو گئے۔ غلطی نادانستہ ہوئی تھی مگر ہوئی تو تھی۔ لوگ بھی یہی کہہ رہے تھے کہ آدمی ایسا نہیں ہے یہ کیا ہوگیا۔ انجمن والوں نے اجلاس بلایا اور تجویز کیا کہ قادیان سے باہر بھیج دیا جائے۔ کہیں زیرزمین ہوجائیں تاکہ کوئی انکوائری ہو تو کہا جاسکے کہ ہم نے خود کارروائی کر لی ہے۔ اباجان قادیان سے باہر جانا نہ چاہتے تھے۔ مگر دباؤ بہت تھا۔ ہمیں خط لکھا کہ ابھی قادیان کے پتے پر خط نہ لکھنا جب تک دوسرا پتہ نہ دوں۔ حضرت میاں صاحبؓ نے خط لکھ کر سارے حالات دریافت فرمائے۔ مگر کسی وجہ سے دفتر سے جواب دینے میں تاخیر ہوگئی۔ امی جان کو پراسرار سا خط ملا تھا فکرمند ہوگئیں اور قادیان

پشیماں ہوں

مرے دادا صحابی تھے مرے نانا صحابی تھے
خدا بخشے مرے ماں باپ قربانی کے عادی تھے

تہجد کے بہت پابند تھے پکے نمازی تھے
خدا کے فضل سے دونوں صفِ اول کے غازی تھے

پشیماں ہوں بھرم ان نسبتوں کا رکھ نہیں پائی
تہی داماں ہوں بے مایہ عمل کچھ کر نہیں پائی

مری کوتاہیوں پر عیب پوشی کی رِدا رکھنا
مرے ستّار! عاصی پر ترحّم ہی روا رکھنا

مجھے اک نسبتِ اخلاص احمد مجتبیٰؐ سے ہے
شفاعت کی توقع ذاتِ اقدس مصطفیٰؐ سے ہے

(امۃالباری ناصر)

جانے کی اجازت اور مشورہ کے لئے میاں صاحب کے پاس گئیں۔ میاں صاحب نے فرمایا میں نے خط لکھا ہوا ہے حالات سے آگاہی ہوجائے تو پھر جانا۔ چند دن ٹھہر کر پھر اجازت کے لئے گئیں تو میاں صاحب نے فرمایا اب تو آپ کو جانا ہی چاہیے۔ نیز فرمایا اُن سے کہہ دیں کہ میں میاں عبدالرحیم کو جانتا ہوں۔ وہ بہت مخلص ہے۔ سہواً منہ سے غلط نعرہ نکلا ہے۔ یہ بھی کہیں کہ اُن کے کیس کے لئے یہاں لڑیں، وہاں لڑیں، اوپر لڑیں مگر اس کو قادیان سے باہر نہ بھیجیں اور اگر باہر بھیجنا ہے تو میرا بندہ مجھے واپس بھیج دیں۔ لمبا عرصہ پاسپورٹ ضبط رہا پھر اللہ کے کرم سے معاملہ صاف ہوگیا، پاسپورٹ واپس مل گیا۔ اس مشکل میں میاں صاحب نے بہت ہمدردی سے دعائیں کیں، الحمدللہ۔

قسط نمبر 8

مکرمہ درثمین احمد صاحبہ، جرمنی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم تعبیر الرویا

سرمہ دانی مانگنا

(الف) اگست 1903ء میں بنوں کا ایک عیسائی گل محمد نام قادیان آیا۔ بہت گستاخی سے جھگڑتا اور بحث کرتا رہا اور اسی حالت میں چلا گیا۔ اُس کے چلا جانے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک رؤیا دیکھا کہ گل محمد آنکھوں میں سرمہ لگا رہا ہے۔ فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسے ہدایت ہوجائے گی چنانچہ بہت سالوں کے بعد سنا گیا تھا کہ اُس نے پھر اسلام قبول کیا تھا۔ بنوں کے مشہور ڈاکٹر پینل کی بیوہ نے بھی مجھے اپنے کارڈ میں لکھا ہے کہ گل محمد نے عیسائیت کو ترک کر دیا تھا اور اپنے پہلے مذہب میں داخل ہو گیا تھا۔

(ب) مولوی محمد دین صاحب ناظر تعلیم و تربیت صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے یوں بیان کیا کہ ''اُس کے چلے جانے کے بعد دوسرے دن یا چند روز بعد ایک دن آپؑ نے فرمایا میں نے اس شخص کو رؤیا میں دیکھا کہ مجھ سے سرمہ دانی یا سرمہ کی سلائی مانگتا ہے۔ فرمایا کہ اس کے معنی ہیں کہ وہ مجھ سے نور و ہدایت کا طلب گار ہے''۔

(تذکرہ صفحہ 767 مطبوعہ 2023ء)

سفید کپڑے

30 اگست 1905ء: حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کی علالت کے بارے میں فرمایا: ''مولوی صاحب کی زیادہ علالت کے وقت مَیں بہت دعا کرتا تھا اور بعض نقشے میرے آگے ایسے آئے جن سے نااُمیدی ظاہر ہوتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا موت کا وقت ہے... یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بشارت نازل کی، اور عبداللہ سنوری والا خواب مَیں نے دیکھا جس سے نہایت درجہ غمناک دل کو تشفّی ہوئی... اِس دعا میں مَیں نے ایک شفاعت کی تھی جیسا کہ خواب کے الفاظ سے بھی ظاہر ہے کہ یہ شخص میرا دوست ہے۔ خدا کی قدرت اور اس کا عالم الغیب ہونا ظاہر ہونا تھا کہ مولوی صاحب بچ گئے۔ خدا کی کتب میں نبی کے ماتحت اُمّت کو عورت کہا جاتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ایک جگہ نیک بندوں کی تشبیہ فرعون کی عورت سے دی گئی ہے اور دوسری جگہ عمران کی بیوی سے مشابہت دی گئی ہے۔ اناجیل میں بھی مسیح کو دولہا اور اُمّت کو دُلہن قرار دیا ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ اُمّت کے واسطے نبی کی ایسی ہی اطاعت لازم ہے جیسی کہ عورت کو مرد کی اطاعت کا حکم ہے۔ اِسی واسطے ہماری رؤیا میں عبداللہ نے کہا کہ میری بیوی بیمار ہے۔ عبداللہ نبی کا نام ہے۔ قرآن شریف میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عبداللہ آیا ہے۔ متّھن سے مراد وہ لذّت اور راحت صحت کی ہے جو بیماری کی تلخی کے بعد نصیب ہوتی ہے۔ مقبول سے مراد ہے کہ دعا قبول ہوگئی۔ یہ سب گہرے استعارات ہیں اور تمثّلات ہیں''۔ (تذکرہ صفحہ 526 طبع 2023ء)

10 ستمبر 1905ء: رؤیا۔ ''ایک جگہ ایک بڑی حویلی ہے۔ اس کے آگے ایک بڑا چبوترہ ہے جس کی

گُرسی بہت بلند ہے۔ اس پر مولوی عبدالکریم صاحب سفید کپڑے پہنے ہوئے دروازہ پر بیٹھے ہیں۔ اسی جگہ مَیں ہوں اور پانچ چار اَور دوست ہیں جو ہر وقت اسی فکر میں رہتے ہیں۔ مَیں نے کہا مولوی صاحب مَیں آپ کو آپ کی صحت کی مبارکباد دیتا ہوں اور پھر مَیں رو پڑا اور میرے ساتھ کے دوست بھی رو پڑے اور مولوی صاحب بھی رو پڑے۔ پھر مَیں نے کہا دعا کرو اور دعا میں تین دفعہ سورہ فاتحہ پڑھی''۔ (تذکرہ صفحہ 530 حاشیہ طبع 2023ء)

نوٹ از مولانا جلال الدین شمس صاحبؓ: خواب کے دو حصے ہیں ابتدائی حصہ میں مولوی صاحب کی درمیانی حالت صحت طبع کی طرف اشارہ تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کاربنکل سے بالکل نجات دے دی اور آخری حصہ میں آپ کی وفات کے متعلق خبر تھی۔ ابتدائی حصہ کے متعلق ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب لکھتے ہیں کہ ''آپریشن کے بعد زخم کی حالت کئی روز تک خراب رہی اور انگور کا نام ونشان نظر نہ آتا تھا۔حضرت نے دعا کی۔ صبح کو رؤیا سنایا... اُسی روز قریب دس بجے کے مَیں جو پٹّی لگانے کے لیے گیا تو یہ دیکھ کر مجھے بڑی حیرانی ہوئی کہ قریباً تمام زخم پر انگور آ گیا تھا۔ اِس سے پہلے روز انگور کا نام ونشان نہ تھا اور سڑا ہوا مواد اس کے اندر سے نکلتا تھا۔ یہ بالکل عجوبہ اور خارق عادت بات تھی کہ اتنے بڑے زخم پر جو اس وقت قریب 8 انچ لمبا اور 6 انچ چوڑا تھا ایک دن میں انگور آ جائے۔ میرے اور ڈاکٹر رشید الدین صاحب کے خیال میں یہ قریباً آٹھ دس روز کا کام تھا جو ایک دن میں ظہور پذیر ہوا تھا اور یہ دعا کا نتیجہ تھا''۔

(تذکرہ صفحہ 530، 531 حاشیہ طبع 2023ء)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے بارہ میں ایک دوست کا خواب: شیخ نور احمد صاحب جالندھر سے اور منشی نبی بخش صاحب کوئٹہ سے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ نور احمد صاحب نے اپنا ایک خواب عرض کیا کہ میں نے دیکھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مسجد میں کھڑے ہیں اور وعظ کرتے ہیں اور یہ آیت پڑھتے ہیں: أُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنۡ رَّبِّهِمۡ ۖ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ (البقرۃ:6)

فرمایا: ''اس سے بظاہر مولوی صاحب کی صحت کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم''۔

فرمایا: ''یہ مرض مہلک ہے اور آثار مرض بھی خطرناک ہیں، لیکن دعا بہت کی گئی ہے۔ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جب وہ چاہتا ہے ایک تنکے سے شفا ہو جاتی ہے اور جب وہ نہیں چاہتا لاکھ دوائی بے سُود ہے''۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 234 مطبوعہ 2018ء)

26 نومبر 1905ء: حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ''ان کی بڑی بیوی نے رؤیا دیکھا تھا کہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں احمدی ہو گیا ہوں۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ میری محبّت میں فنا ہو گئے تھے۔ اچھا۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کرے۔ آمین ثم آمین۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 571)

سفید رنگ کے پرندے پکڑنا

مذکورہ الہام (نصرت وفتح وظفر تا بست سال) میں 1924ء کی طرف اشارہ ہے جب مسجد فضل لندن کا قیام عمل میں آیا تھا۔ چنانچہ اب جو عظیم عالمی فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا ہے ان کا تعلق اسی مسجد سے ہے اور یہی سال طُلُوۡعُ الشَّمۡسِ مِنَ الۡمَغۡرِبِ کا آغاز اور عالمی فتح وظفر کی ابتدا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس رؤیا کی تعبیر ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے حضور تحریر فرماتے ہیں: ''ایسا ہی طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا ہم اس پر بہرحال ایمان لاتے ہیں۔ لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر وضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منوّر کیے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا اور میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے''۔

(تذکرہ صفحہ 469 مطبوعہ 2023ء)

سلام علیکم

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے اپنا ایک خواب عرض کیا کہ کوئی کہتا ہے کہ مولوی صاحب کو خیر ہے۔ استغفار اور لَاحَوۡلَ پڑھنا چاہیے اور پھر میں نے ایک آواز سنی۔ ''سلام علیکم''۔

فرمایا: ''لَاحَوۡلَ سے یہ مراد ہے کہ بغیر فضل الٰہی کے کوئی حیلہ باقی نہیں رہا۔ اور سلام علیکم سے مراد سلامتی ہے''۔ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 252 طبع 2018ء)

سلطان

''20 اکتوبر 1899ء کو خواب میں مجھے یہ دکھایا گیا کہ ایک لڑکا ہے جس کا نام عزیز ہے اور اس کے باپ کے نام کے سر پر سلطان کا لفظ ہے۔ وہ لڑکا پکڑ کر میرے پاس لایا گیا اور میرے سامنے بٹھایا گیا۔ مَیں نے دیکھا کہ وہ ایک پتلا سا لڑکا گورے رنگ کا ہے۔

مَیں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی ہے کہ عزیز عزت پانے والے کو کہتے ہیں اور سلطان جو خواب میں اس لڑکے کا باپ سمجھا گیا ہے۔ یہ لفظ یعنی سلطان عربی زبان میں اُس دلیل کو کہتے ہیں کہ جو ایسی بیّن الظہور ہو جو بباعث اپنے نہایت درجہ کے روشن ہونے کے دلوں پر اپنا تسلّط کرلے گویا سلطان کا لفظ تسلّط سے لیا گیا ہے اور سلطان عربی زبان میں ہر ایک قسم کی دلیل کو نہیں کہتے بلکہ ایسی دلیل کو کہتے ہیں جو اپنی قبولیت اور روشنی کی وجہ سے دِلوں پر قبضہ کر لے اور طبائع سلیمہ پر اُس کا تسلّط تام ہو جائے پس اس لحاظ سے کہ خواب میں عزیز جو سلطان کا لڑکا معلوم ہوا، اس کی یہ تعبیر ہوئی کہ ایسا نشان جو لوگوں کے دلوں پر تسلّط کرنے والا ہوگا، ظہور میں آئے گا اور اس نشان کے ظہور کا نتیجہ جس کو دوسرے لفظوں میں اس نشان کا بچہ کہہ سکتے ہیں، دِلوں میں میرا عزیز ہونا ہوگا، جس کو خواب میں عزیز کے تمثّل سے ظاہر کیا گیا''۔

(ضمیمہ تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 505، 506)

3 اپریل 1905ء: ''دیکھا کہ مرزا نظام الدین کے مکان پر مرزا سلطان احمد کھڑا ہے اور سب لباس سر تا پا سیاہ ہے۔ ایسی گاڑھی سیاہی کہ دیکھی نہیں جاتی۔ اسی وقت معلوم ہوا کہ یہ ایک فرشتہ ہے جو سلطان احمد کا لباس پہن کر کھڑا ہے۔ اُس وقت مَیں نے گھر میں مخاطب ہو کر کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ تب دو فرشتے اَور ظاہر ہو گئے اور تین کرسیاں معلوم ہوئیں اور تینوں پر وہ تین فرشتے بیٹھ گئے اور بہت تیز قلم سے کچھ لکھنا شروع کیا جس کی تیز آواز سنائی دیتی تھی۔ ان کے اس طرز کے لکھنے میں ایک رُعب تھا۔ مَیں پاس کھڑا ہوں (کہ بیداری ہو گئی)۔

اُسی وقت حضرت اقدسؑ نے یہ خواب سنایا اور فرمایا کہ کوئی ہیبت ناک نشان ہونے والا ہے۔ اِس کی تعبیر یوں ہے کہ سلطان احمد سے مراد ایسے دلائل اور براہین ہیں جو دلوں پر تسلّط کرتے اور دِلوں کو پکڑ لیتے ہیں اور نظام الدین سے مراد ایسا نشان ہے جس سے دینِ اسلام کی صلاحیت ہوگی اور اُس کا نظام درست ہو جائے گا۔ سیاہ کپڑے ظاہر کرتے ہیں کہ اَب کوئی ڈرانے والا نشان ظاہر ہونے والا ہے۔ اور یہ جو کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ یہ ہماری دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ نتیجہ بچے کو بھی کہتے ہیں''۔ (تذکرہ صفحہ 497، 498 طبع 2023ء)

سونٹا/بندوق

فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ زار روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں آ گیا ہے وہ بڑا لمبا اور خوبصورت ہے۔ پھر میں نے غور سے دیکھا تو وہ بندوق ہے اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ بندوق ہے بلکہ اس میں پوشیدہ نالیاں بھی ہیں گویا بظاہر سونٹا معلوم ہوتا ہے اور وہ بندوق بھی ہے''۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 160 حاشیہ طبع 2018ء)

سَیف

1881ء: ''ایک بزرگ غایت درجہ کے صالح جو مردانِ خدا میں سے تھے اور مکالمہ الٰہیہ کے شرف سے بھی مشرف تھے اور بمرتبہ کمال اتباع سنّت کرنے والے اور تقویٰ اور طہارت کے جمیع مراتب اور مدارج کو ملحوظ اور مرعی رکھنے والے تھے اور اُن صادقوں اور راست بازوں میں سے تھے جن کو خدائے تعالیٰ نے اپنی طرف کھینچا ہوا ہوتا ہے اور پرلے درجہ کے معمور الاوقات اور یاد الٰہی میں محو اور غریق اور اسی راہ میں کھوئے گئے تھے جن کا نامِ نامی عبداللہ غزنوی تھا۔ ایک مرتبہ میں نے اس بزرگ باصفا کو خواب میں اُن کی وفات کے بعد دیکھا کہ سپاہیوں کی صورت پر بڑی عظمت اور شان کے ساتھ بڑے پہلوانوں کی مانند مسلّح ہونے کی حالت میں کھڑے ہیں تب میں نے کچھ اپنے الہامات کا ذکر کر کے اُن سے پوچھا کہ مجھے ایک خواب آئی ہے اُس کی تعبیر فرمائیے۔ میں نے خواب میں یہ دیکھا ہے کہ ایک تلوار میرے ہاتھ ہے جس کا قبضہ میرے پنجہ میں اور نوک آسمان تک پہنچی ہوئی ہے۔ جب میں اُس کو دائیں طرف چلاتا ہوں تو ہزاروں مخالف اُس سے قتل ہو جاتے ہیں۔ اور جب میں بائیں طرف چلاتا ہوں تو ہزارہا دشمن اُس سے مارے جاتے ہیں۔ تب حضرت عبداللہ صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ اس میری خواب کو سن کر بہت خوش ہوئے اور بشاشت اور انبساط اور انشراح صدر کے علامات و امارات اُن کے چہرہ میں نمودار ہو گئے اور فرمانے لگے کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ آپ سے بڑے بڑے کام لے گا۔ اور یہ جو دیکھا کہ دائیں طرف تلوار چلا کر مخالفوں کو قتل کیا جاتا ہے اس سے مراد وہ اتمام حجّت کا کام ہے کہ جو روحانی طور پر انوار و برکات کے ذریعہ سے انجام پذیر ہوگا۔ اور یہ جو دیکھا کہ بائیں طرف تلوار چلا کر ہزارہا دشمنوں کو مارا جاتا ہے۔ اِس سے مراد یہ ہے کہ آپ کے ذریعہ سے عقلی طور پر خدائے تعالیٰ الزام و اِسکاتِ خصم کرے گا۔ اور دنیا پر دونوں طور سے اپنی حجّت پوری کر دے گا۔ پھر بعد اس کے اُنہوں نے فرمایا کہ جب میں دنیا میں تھا تو میں امیدوار تھا کہ خدائے تعالیٰ ضرور کوئی ایسا آدمی پیدا کرے گا۔ پھر حضرت عبداللہ صاحب مرحوم مجھ کو ایک وسیع مکان کی طرف لے گئے جس میں ایک جماعت راست بازوں اور کامل لوگوں کی بیٹھی ہوئی تھی۔ لیکن سب کے سب مسلّح اور سپاہیانہ صورت میں ایسی چُستی کی طرز سے بیٹھے ہوئے معلوم ہوتے تھے کہ گویا کوئی جنگی خدمت بجا لانے کے لیے کسی ایسے حکم کے منتظر بیٹھے ہیں جو بہت جلد آنے والا ہے... یہ رؤیا صالحہ جو درحقیقت ایک کشف کی قسم ہے استعارہ کے طور پر اُنہیں علامات پر دلالت کر رہی ہے جو مسیح کی نسبت ہم ابھی بیان کر آئے ہیں۔ یعنی مسیح کا خنزیروں کو قتل کرنا اور علی العموم تمام کفّار کو مارنا انہیں معنوں کی رُو سے ہے کہ وہ حجّت الٰہی اُن پر پوری کرے گا اور بیّنہ کی تلوار سے ان کو قتل کر دے گا۔ واللہ اعلم بالصواب''۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 143، 147 حاشیہ)

شربت

26 ستمبر 1898ء: ''رات مَیں نے دیکھا کہ ایک بڑا پیالہ شربت کا پیا۔ اس کی حلاوت اس قدر ہے کہ میری طبیعت برداشت نہیں کرتی با ایں ہمہ مَیں اس کو پیے جاتا ہوں اور میرے دل میں یہ خیال بھی گذرتا ہے کہ مجھے پیشاب کثرت سے آتا ہے، اتنا میٹھا اور کثیر شربت مَیں کیوں پی رہا ہوں۔ مگر اس پر بھی مَیں اُس پیالے کو پی گیا''۔ فرمایا: ''شربت سے مراد کامیابی ہوتی ہے اور یہ اسلام اور ہماری جماعت کی کامیابی کی بشارت ہے''۔

(تذکرہ صفحہ 287 طبع 2023ء)

شیرینی

خواب میں نماز پڑھنے اور شیرینی کھانے کی تعبیر میں حضرت اقدسؑ نے فرمایا: ''اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ کسی وقت چاہے گا تو نماز میں حلاوت عطا کرے گا''۔

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ خواب میں پڑھنے پر فرمایا کہ ''کسی دشمن پر فتح ہوگی۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 489 طبع 2018ء)

صادق

فرمایا: ''میں نے خواب میں محبّی اخویم مفتی محمد صادق کو دیکھا ہے اور قبل اس کے جو میں اس خواب کی تفصیل بیان کروں اس قدر لکھنا فائدہ سے خالی نہیں ہوگا کہ مفتی محمد صادق میری جماعت میں سے اور میرے مخلص دوستوں میں سے ہیں جن کا گھر بھیرہ ضلع شاہ پور میں ہے۔ مگر ان دنوں میں ان کی ملازمت لاہور میں ہے۔ یہ اپنے

نام کی طرح ایک محبِّ صادق ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اپنے اشتہار 6 اکتوبر 1899ء میں سہواً اُن کا تذکرہ کرنا بھول گیا وہ ہمیشہ میری دینی خدمات میں نہایت جوش سے مصروف ہیں خدا اُن کو جزاءِ خیر دے۔ اب خواب کی تفصیل یہ ہے کہ میں نے خواب میں محبّی اخویم مفتی محمد صادق کو دیکھا کہ نہایت روشن اور چمکتا ہوا ان کا چہرہ ہے اور ایک لباس فاخرہ جو سفید ہے پہنے ہوئے ہیں اور ہم دونوں ایک بگھی میں سوار ہیں اور وہ لیٹے ہوئے ہیں اور ان کی کمر پر مَیں نے ہاتھ رکھا ہوا ہے۔ یہ خواب ہے اور اس کی تعبیر جو خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالی ہے یہ ہے کہ صدق جس سے مَیں محبّت رکھتا ہوں ایک چمک کے ساتھ ظاہر ہوگا اور جیسا کہ مَیں نے صادق کو دیکھا ہے کہ اس کا چہرہ چمکتا ہے اسی طرح وہ وقت قریب ہے کہ مَیں صادق سمجھا جاؤں گا اور صدق کی چمک لوگوں پر پڑے گی۔‘‘

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 505،506)

صاعقہ

’’29 جولائی 1897ء کو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاعقہ مغرب کی طرف سے میرے مکان کی طرف چلی آتی ہے اور نہ اُس کے ساتھ کوئی آواز ہے اور نہ اُس نے کچھ نقصان کیا ہے بلکہ وہ ایک ستارہ روشن کی طرح آہستہ حرکت سے میرے مکان کی طرف متوجہ ہوئی ہے اور مَیں اُس کو دُور سے دیکھ رہا ہوں اور جبکہ وہ قریب پہنچی تو میرے دل میں تو یہی ہے کہ یہ صاعقہ ہے مگر میری آنکھوں نے صرف ایک چھوٹا سا ستارہ دیکھا جس کو میرا دل صاعقہ سمجھتا ہے۔ پھر بعد اس کے میرا دل اس کشف سے الہام کی طرف منتقل کیا گیا اور مجھے الہام ہوا کہ مَا ھٰذَآ اِلَّا تَھْدِیْدُ الْحُکَّامِ یعنی یہ جو دیکھا اس کا بجز اس کے کچھ اثر نہیں کہ حکام کی طرف سے کچھ ڈرانے کی کارروائی ہوگی اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوگا۔ پھر بعد اس کے الہام ہوا: قَدِ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ ترجمہ: مومنوں پر ایک ابتلا آیا یعنی بوجہ اس مقدمہ کے تمہاری جماعت ایک امتحان میں پڑے گی۔ (تذکرہ صفحہ 273 طبع 2023ء)

معلومات برائے جلسہ سالانہ جرمنی 2025ء

امسال 49 ویں جلسہ سالانہ جرمنی کا انعقاد مورخہ 29 تا 31 اگست 2025ء بمقام Flugplatz Mendig ہوگا۔ اس سلسلہ میں وقفِ عارضی کا وقت 22 اگست تا 7 ستمبر 2025ء تک مقرر کیا گیا ہے۔

یہ دوسرا موقع ہے کہ Mendig شہر کو جلسہ سالانہ کی میزبانی کا موقع مل رہا ہے۔ امسال جلسہ سالانہ پر بروز ہفتہ جہاں غیر از جماعت مہمانوں کے لئے مخصوص کیا جاتا ہے اس دن مختلف تبلیغی پروگرامز کا انعقاد کیا جائے گا۔

گزشتہ سال کچھ کمیاں رہ گئی تھیں جنہیں امسال بہتر کیا جا رہا ہے۔ مثلاً ٹریفک کے مسائل کو بہتر رنگ میں حل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس حوالہ سے آمد کے مختلف راستے بنائے گئے ہیں جہاں سے جلسہ کے مہمان آسکتے ہیں۔ مہمانوں سے بھی گزارش ہے کہ دی گئی ہدایات پر عمل کریں تاکہ منصوبہ بندی کے مطابق سب کو سہولت دی جاسکے۔ اسی طرح یہ کوشش بھی کی جائے کہ جو احباب جمعرات کو آسکیں وہ جمعرات کے دن آجائیں تاکہ بروز جمعہ زیادہ رَش نہ ہو۔

سوشل میڈیا کے ذریعہ مہمانانِ کرام کو جلسہ گاہ تک پہنچنے کی معلومات فراہم کی جائیں گی۔ اسی طرح ایک ویڈیو بھی تیار کی جائے گی جس میں گاڑی یا ٹرین کے ذریعہ آنے والے احباب کے لیے مکمل راستہ وضاحت سے دکھایا جائے گا۔ مزید برآں، ڈیوٹی پر موجود خدام جلسہ گاہ تک رہنمائی کے لیے ہر ممکن معاونت فراہم کریں گے۔ پارکنگ کے حوالہ سے انتظام بہتر کیا جا رہا ہے مختلف راستوں کے ذریعہ سے پارکنگ کو معین کر دیا جائے گا تاکہ پارکنگ پر رش نہ ہو۔ پارکنگ سے جلسہ گاہ تک شٹل سروس بھی مہیا کی جائے گی۔ امسال چار مقامات کو بیت الخلاء کے لیے مخصوص کیا گیا ہے اور ان کی تعداد میں بھی کچھ اضافہ کیا گیا ہے۔ معمر احباب اور ڈیوٹی پر مامور کارکنان کے لیے ہر وقت کھانے کی سہولت میسر ہوگی نیز ٹینٹ کے قریب ہی بیت الخلاء کی فراہمی کو بھی یقینی بنایا گیا ہے۔

حضورِ انور کے ارشاد کی روشنی میں کھانے کے مینو کو بہتر کیا گیا ہے اور کوالٹی اور ذائقہ میں بہتری کی کوشش کی جائے گی۔ مردوں کے احاطہ میں، ایسے والدین کے لیے جن کے ساتھ چھوٹے بچے ہوں، ایک علیحدہ خیمہ مختص کیا جائے گا تاکہ جلسہ گاہ میں غیر ضروری شور نہ ہو۔

جلسہ گاہ میں مختلف مقامات پر ساؤنڈ سسٹم نصب کیا جائے گا تاکہ تمام مہمان بآسانی جلسہ کی کارروائی سن سکیں۔ امسال جرمن زبان کے علاوہ اردو میں ’’آوازِ حق‘‘ کے نام سے ریڈیو سروس کا بھی آغاز کیا جائے گا، جو جلسہ کی نشریات اور اہم پیغامات کو اردو زبان میں مؤثر انداز میں پہنچانے کا ذریعہ بنے گی۔

احباب سے درخواست ہے کہ وہ جلسہ پر اپنی شمولیت کو یقینی بنانے اور روحانی ثمرات سمیٹنے کے لیے ابھی سے ذہنی اور عملی طور پر تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شاملین جلسہ کے لیے کی گئی دعاؤں کا وارث بنائے، آمین۔

(افسر جلسہ سالانہ جرمنی)

رپورتاژ: محمد انیس دیالگڑھی

لمحاتِ وصل جن پہ ازل کا گمان تھا

جلسہ سالانہ برطانیہ 2025ء کا منظر نامہ

جلسہ سالانہ برطانیہ کا آغاز تو اُسی وقت ہو گیا تھا جب رختِ سفر باندھ کر روانہ ہوئے اور راستے میں احمدیوں کی گاڑیاں نظر آنے لگیں۔ فیری پورٹ تک پہنچتے پہنچتے کارواں بن گیا اور قدّوسیوں کے قافلے یورپ کے مختلف ملکوں سے وہاں پہنچے اور سلاماً سلاماً کی نوید ہر طرف سنائی دی جانے لگی۔ یہ دیکھ کر نصف صدی قبل کے نظارے یاد آ گئے جب پاکستان میں قافلہ در قافلہ بسوں اور سپیشل ٹرینوں کے ذریعے مہمان ربوہ پہنچتے تھے اور دریائے چناب کے پل پر پہنچتے ہی جذبات کا بند ٹوٹ جاتا، نعرہ ہائے تکبیر کا وہ غلغلہ بلند ہوتا جس کی گونج پورے ربوہ میں سنائی دیتی تھی۔ اس ماحول کو یاد کر کے آج بھی آنکھیں نم ہو جاتی ہیں۔ جلسہ سالانہ برطانیہ 2025ء کا ماحول بھی وہی تھا گو حاضرین کی تعداد تو وہاں تک نہیں پہنچ سکی مگر قوموں کی تعداد پاکستان اور بھارت کے جلسوں سے کہیں زیادہ ہے۔ یورپ کے کئی ممالک کی اقوام، افریقن ممالک کی اقوام، امریکہ اور کینیڈا کی قومیں، عرب ممالک کی اقوام، ترک، کرد اور رشین سٹیٹس سے روحانی طیور محبّت کی اُڑانیں بھرتے ہوئے وہاں پہنچے۔

لیکن یہ سب کے نصیب کہاں، ہر ایک میں کب یہ طاقت ہے
کہ پیار کی پیاس بجھانے کو، وہ سات سمندر پار آئے

یہ محض خدا کا احسان ہے کہ انگلستان کے اکثر جلسوں میں شمولیت کی توفیق ملی اور سات سمندر بھی پار نہیں کرنے پڑے، بس صرف چھوٹی سی انگلش چینل۔ جمعرات کی شام پہنچے اور علی الصبح تیار ہو کر دس بجے حدیقۃ المہدی پہنچ گئے کہ وہاں جگہ مل سکے جہاں سے محبوب کے دیدار سے آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

جلسہ گاہ پہنچنے پر سب سے پہلے شعبہ پارکنگ کے کارکنان نہایت درجہ مستعدی اور محنت و ذمہ داری کے ساتھ مہمانوں کا استقبال اور رہنمائی کرتے نظر آئے جو حدیقۃ المہدی میں داخل ہونے سے لے کر گاڑی کے پارک ہونے تک ہر موڑ اور ہر راستہ پر اپنے بازوؤں کو ہلا ہلا کر گاڑیاں ترتیب کے ساتھ پارک کروا رہے تھے۔ پھر جلسہ گاہ میں داخل ہونے کے لئے رجسٹریشن کا شعبہ مصروفِ عمل نظر آیا۔ جن دوستوں کے پاس کارڈ نہیں تھے ان کے لئے کارڈ بنائے جا رہے تھے۔ داخلے کے مقام پر کارڈ سکین کرنے اور حفاظتی تدابیر کا تیز رفتار نظام موجود تھا جس میں سے ہر آنے والے دوست کو گزرنا پڑتا۔ یہ سب کچھ ممکن حد تک تیز رفتاری اور پورے احترام کے ساتھ ہو رہا تھا۔

جلسہ گاہ پہنچے تو جمعہ کا وقت ہو چکا تھا۔ وسیع و عریض پنڈال میں ہر کوئی اس کوشش میں نظر آیا کہ سٹیج کے قریب بیٹھے۔ گو اب بڑی سکرینز کی بدولت پوری مارکی میں زیارت ممکن ہو گئی ہے مگر ایک نظر سکرین پر ڈالیں اور پھر سٹیج پر تو واضح فرق نظر آتا ہے اور پھر سکرین کی طرف دیکھنے کو دل نہیں چاہتا۔ خطبہ جمعہ میں کارکنان اور مہمانوں کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے غیر معمولی دعاؤں سے نوازا اور یہ غیر معمولی دعائیں پا کر نہ صرف پیسے پورے ہو گئے بلکہ بونس بھی مل گیا۔

جلسے کے افتتاح سے قبل پرچم کشائی کی تقریب کا منظر دیکھنے کے لیے پہلے باہر کھڑا ہونا پڑتا تھا اور پھر بھاگ کر

جلسہ گاہ میں پہنچتے تھے تا کہ وہاں پھر جلسے کی کارروائی دیکھ سکیں۔ اب سکرین پر یہ سہولت میسر ہے کہ جلسہ گاہ کے اندر بھی پرچم کشائی کی تقریب کا نظارہ ہو جاتا ہے۔ مختلف ممالک کے لہراتے پرچم دلکش اور مسحور کن منظر پیش کرتے ہیں اور خاص کر پاکستان کا پرچم تو دیکھتے ہی محبت اور پیار کے جذبات جاگ اٹھتے ہیں حالانکہ وہاں ہم پر ظلم وستم ڈھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جاتی لیکن ہمیں یہ ملک اور یہ پرچم اتنا پیارا ہے کہ اس کا نام اور پرچم اونچا ہی دیکھنا چاہتے ہیں۔

وہ دن بھی آئے کہ لکھوں میں شش جہت ترا نام
ترا علم، تری سج دھج بھی چار سُو بولے
مرے وطن سر مینار نور تا بہ ابد
تو چاند بن کے اندھیروں کے روبرو بولے

تلاوت ونظم کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے افتتاحی خطاب کا آغاز ہوا جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تقویٰ کے حصول کی طرف توجہ دلائی اور اس کی اہمیت بیان کی۔ بالخصوص آجکل کے حالات میں اس کے بغیر کامیابی ناممکن ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ دنیا کے مسلمانوں کی حالت ایسی کیوں ہے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ تقویٰ سے دور ہیں لہٰذا خدا سے بھی دور ہیں۔ خدا کی پناہ ان سے اُٹھ گئی ہے۔ تقویٰ اور اعمالِ صالحہ ہی ہیں جو خدا تک پہنچاتے ہیں اور جب خدا کی پناہ اٹھ جاتی ہے تو پھر کوئی دوسری پناہ نہیں رہتی۔ خداتعالیٰ نے قرآنِ کریم میں وعدہ کیا ہوا ہے کہ خدا نے مسلمانوں کی، مومنین کی مدد اپنے اوپر فرض کرلی ہے اور اسی طرح ان لوگوں کی بھی جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں لہٰذا اگر ہم تقویٰ پر کاربند ہو گئے تو خداتعالیٰ کی مدد کے مستحق ہوں گے اور ہم ہمیشہ خداتعالیٰ کی مدد دائیں بائیں آگے پیچھے دیکھتے رہیں گے اور اس سے کبھی محروم نہیں ہوں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے افتتاحی خطاب کے بعد جلسہ گاہ کا جائزہ لیا اور حضور انور کے حکم کی تعمیل میں نمائشیں دیکھیں۔ یہ نمائشیں نہایت دلچسپ اور معلومات افزا ہونے کے ساتھ ساتھ ایمان افروز بھی تھیں اور ہر سال ان میں

جلسہ سالانہ برطانیہ 2025ء کے مختلف مناظر

بہتری آ رہی ہے۔ پنڈال کے عقب میں ان نمائشوں کا ایک سلسلہ تھا، شروع میں بک سٹال تھا جس میں مضامین اور زبانوں کے اعتبار سے کتابیں میزوں اور الماریوں میں ترتیب کے ساتھ قیمتیں لگا کر رکھی گئی تھیں۔ یہاں احبابِ جماعت کا ایک ہجوم تھا، خریدار کتابیں پسند کر کے کاؤنٹر پر جا کر قیمت ادا کرتے۔ اِس کے برابر جماعت کے مرکزی مخزن تصاویر کی ایک وسیع وعریض خوبصورت نمائش تھی جس میں جماعت کی بہت سی تاریخی اور نادر تصاویر نہایت نفاست اور محنت کے ساتھ آویزاں کی گئی تھیں۔ اس نمائش کو دیکھنے والے احباب کا شوق دیدنی تھا۔ اس کے سامنے ایک لمبی قطار میں نصب مارکیوں میں بہت سی نمائشیں لگی ہوئی تھیں۔ ان میں افراد جماعت کو قرآن کریم ناظرہ اور ترجمہ سیکھنے اور سکھانے کے لیے باقاعدہ کورس اور اساتذہ کی صورت میں مدد فراہم کرنے کے لئے 2020ء میں قائم کی گئی ''انٹرنیشنل تعلیم القرآن اکیڈمی'' نمائش لگا کر اپنے ادارہ کے بارہ میں معلومات فراہم کرنے میں مصروف تھی۔

تاریخ احمدیت یوکے نے بھی نمائش کا اہتمام کیا تھا، امسال اس کا موضوع ''لندن سے یورپ تک'' رکھا گیا تھا۔ منتظمین نے جلسہ کے تیسرے روز ایک نشست کا اہتمام بھی کیا جس میں امریکہ، افریقہ، یوکے اور جرمنی کی جماعتوں سے نمائندگان نے اپنے اپنے علاقوں میں جماعت کے ابتدائی حالات بیان کیے۔

مرکزی پریس اینڈ میڈیا کے تحت اس سال نمائش کا موضوع عالمی جنگیں اور ان سے بچنے کے لیے اسلام کی تعلیمات تھا۔ مرکزی شعبہ آئی ٹی یوکے کی نمائش کا موضوع اسلام کا سنہری دور تھا۔ اس میں ایجادات و سائنسی علوم میں مسلمانوں کا اہم کردار مع مختصر تعارف پیش کیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی شعبہ امور خارجہ کے تحت لگی نمائش میں پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم اور اسرائیل غزہ جنگ سے متعلق تفصیلات مختصر طور پر بیان کی گئی تھیں۔ پھر شعبہ رشتہ ناطہ کی نمائش میں تقویٰ کے موضوع پر مواد آویزاں تھا اور شادی بیاہ کے بارے میں معلومات مہیا کی جا رہی تھیں۔ شعبہ وقف نو انٹرنیشنل کی نمائش کا مرکزی موضوع وقف کی حقیقت اور اس کی اصل روح تھا۔ مجلس خدام الاحمدیہ انٹرنیشنل میں خدام الاحمدیہ کی سرگرمیاں تصاویر اور اعداد وشمار کی صورت میں پیش کی گئیں۔

ریویو آف ریلیجنز اور نیشنل شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ برطانیہ کی مشترکہ نمائش میں مکہ کی نہایت قدیم تاریخ کے بارے میں بتایا گیا تھا اور ایک مصری فوٹو گرافر اور مصنف ''صادق بے'' کی کھینچی ہوئی تصاویر کی نمائش کی گئی تھی جو انہوں نے 1880ء کی دہائی میں مکہ ومدینہ کا دَورہ کر کے بنائی تھیں۔ خدمت انسانیت کے ادارہ ''ہیومینٹی فرسٹ'' نے بھی ایک وسیع نمائش کا انتظام کر کے اپنی کارکردگی کے ساتھ ساتھ خدمت کے آئندہ منصوبوں کا تعارف کرایا تھا۔ غرضیکہ یہ سب نمائشیں

نہایت درجہ معلومات افزا تھیں اور احباب جماعت کو ان سے بھرپور انداز میں مستفید ہوتے دیکھا۔

بازار کا بھی جائزہ لیا۔ مختلف ممالک سے آئے ہوئے دوست جب دُور سے ہی آواز دیتے اور لپک کر گلے لگاتے ہیں تو عجیب جذباتی کیفیت طاری ہوجاتی تھی۔ امریکہ سے، کینیڈا سے آئے ہوئے، اسی طرح بنگلہ دیش اور افریقہ کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے اور پھر پاکستان کے لوگ جو صرف حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دیدار کو ہی نہیں ترستے بلکہ اپنے پرانے دوستوں کو بھی دیکھنے کے خواہش مند تھے۔ اس ملاقات کا حال ناقابل بیان ہے۔

اگلے روز بھی بروقت جلسہ گاہ میں پہنچ گئے۔ محترم اظہر حنیف صاحب کی تقریر، محترم انعام غوری صاحب کی تقریر کے بعد مکرم ڈاکٹر زاہد صاحب کی تقریر سنی۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب بھی مرکزی مارکی میں ہی سنا۔ نمازوں کے بعد کھانا کھایا جو ہمیشہ کی طرح لذیذ اور پُرلطف تھا۔ ایک دیوانے مکرم صفدر گجر صاحب مرحوم کی کمی محسوس ہوئی جس کی میٹھی اور درد انگیز آواز کھانے کا لطف دوبالا کردیتی تو کبھی یہ آواز دُکھی بھی کردیتی تھی اور نوالہ حلق میں اٹک جاتا تھا۔ اللہ اسے غریق رحمت کرے، آمین۔

اکثر جلسوں پر بعض دیوانوں کو دسترخوان سے روٹیوں کے ٹکڑے کھاتے دیکھا۔ اُن کو یقیناً اپنے پیارے مسیح کی یاد آتی ہوگی کہ جب ایک بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھوک لگی اور لوگ پریشان ہوئے کہ اب کھانا کہاں سے لائیں، کھانا میسر نہیں ہے اور بازار بھی بند ہے تو حضورؑ نے فرمایا کہ دسترخوان پر روٹی کے کچھ ٹکڑے موجود ہوں گے وہ لے آؤ اور دسترخوان سے چن کر ٹکڑے کھائے اور ان ٹکڑوں پر گزارا کیا۔ لیکن یہ صرف اُس دن کی ہی بات نہیں بلکہ زندگی میں اکثر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے معمولی غذا پر گزارا کیا۔ آپ کا یہ شعر ہمیشہ مجھے لنگر میں یاد آجاتا ہے کہ

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ كَانَ أُكُلِي
وَ صِرْتُ الْيَوْمَ مِطْعَامَ الْأَهَالِي

ترجمہ: ایک وقت تھا کہ دسترخوان کے بچے کھچے ٹکڑے مجھے کھانے کو ملتے تھے اور اب خاندانوں کے خاندان میرے دسترخوان سے متمتع ہوتے ہیں۔

حضور انور کی درمیانے روز کی تقریر کا عنوان جماعت کی روزافزوں ترقیات کے بیان پر مبنی ہوتا ہے۔ حضور انور نے خداتعالیٰ کے بارش کی طرح نازل ہونے والے افضال کا اختصار سے ذکر کیا کہ ان قطرات کو گننا مشکل ہے دوران سال ہونے والی ترقیات اور بیعتوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ 356 نئی جماعتوں کا قیام ہوا اور دو لاکھ انچاس ہزار چار سو آٹھ لوگ بیعت کرکے جماعت احمدیہ مسلمہ میں داخل ہوئے، الحمدللہ۔

جلسہ کے آخری روز مکرم ڈاکٹر افتخار ایاز صاحب، مکرم ڈاکٹر فہیم یونس قریشی صاحب، مکرم ہادی علی چوہدری صاحب اور مکرم رفیق احمد حیات صاحب کی تقاریر سنیں جو ایک سے ایک بڑھ کر تھیں۔ پھر وہ لمحہ بھی آن پہنچا یعنی عالمی بیعت، جس کے لیے شاملین جلسہ ہی نہیں، دنیا بھر میں ناظرین جلسہ کا بھی جوش وخروش قابلِ دید تھا ہر کوئی اس بابرکت تقریب کی برکتیں حاصل کرنے اور سمیٹنے کے لئے بے قرار تھا۔ دھڑکتے دل، سسکیوں اور لرزتی زبان کے ساتھ خلیفہ وقت کی آواز میں آواز ملاکر اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار اپنے گناہوں کی معافی اور اسلام کی سربلندی کے لیے کوشش کا وعدہ اور خلیفہ وقت کی اطاعت کا وعدہ ایک عجیب مسحور کن ماحول تھا جس کا اظہار ناقابل بیان ہے بیعت اور نمازوں کی ادائیگی کے بعد مارکی سے نکلتے ہوئے ایسے لگ رہا تھا جیسے سب نیا جنم لے کر نہا دھو کر تازہ دم ہو کر آرہے ہوں۔

حضور کا اختتامی خطاب مسلمانوں کے لیے ایک انتباہ تھا حضور نے بڑے درد سے مسلمانوں کو قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ زمانے کی حالت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ کسی مسیح کی ضرورت ہے اگر وہ اب نہیں آیا تو پھر کب آئے گا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں بتایا کہ یہی وہ زمانہ ہے جس میں کسی آنے والے نے آنا تھا اور وہ آچکا مسلمانوں پر ہر طرف سے ظلم ہو رہا ہے اور مسلمان خود بھی مسلمانوں کو مار رہے ہیں ایسے میں خدا نے ان کی نجات کے لیے جو نجات دہندہ بھیجا ہے اس کے دامن سے وابستہ ہو کر ہی امن میں آیا جاسکتا ہے۔ شاید یہ شعر حضور کے نصائح اور درد کی کسی حد تک ترجمانی کرسکے

اے بدنصیب قوم اپنی سرکشی کو بھول کر
اگر نجات چاہیے مسیح کو قبول کر

پرسوز دعا کے بعد یہ جلسہ اپنی بے شمار برکتیں لٹا کر اختتام کو پہنچا۔ اس جلسے میں لائیو سٹریمنگ کے ذریعے بہت سے ممالک شامل ہوئے جن کی تصاویر بھی براہ راست سکرین پر

دکھائی جارہی تھیں۔ ڈیوٹی دینے والوں کا ذکر اور شکریہ ادا نہ کیا جائے تو یہ ظلم ہوگا۔ ہر نظامت پہلے سے بہتر اور منظم تھی۔ ڈیوٹی سے یاد آیا کہ جلسہ گاہ کے اندر چھوٹے چھوٹے بچے بڑے شوق سے پانی پلانے کی ڈیوٹی ادا کررہے تھے بچپن ہی سے خدمت ان کے خون میں شامل ہوجاتی ہے اور یہ خدمت محبت کے جذبے کے بغیر نہیں ہوسکتی اور جس قوم کے بچوں کو محبت اور خدمت کی تربیت دی جارہی ہو وہ خادم قوم بن کر كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کا نظارہ پیش کرتی ہے میں نے افریقن بچے کو بھی پانی پلاتے دیکھا وہ ہر مہمان کے پاس جاتا اور پانی کا پوچھتا اگر کوئی پانی پی لیتا تو اس کے چہرے پر عجیب اطمینان اور بشاشت بکھر جاتی حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی افریقن قوم اس چشمہ سے سیراب ہو کر اب دوسری قوموں کی پیاس بجھا رہی ہے میں نے خاص طور پر اپنے موبائل سے اس بچے کی تصویر بنائی۔ وہ قوم کیسے ناکام ہوسکتی ہے جس کے بچے بھی خدمت کے جذبہ سے معمور ہوں۔

ہو تمہی کل کے قافلہ سالار
آج بھی ہو تمہی امام۔ چلو

محمد انیس دیالگڑھی

ہر بات حسیں اس کی، ہر کام پسندیدہ

حضرت میر محمود احمد ناصر صاحبؒ کا ذکر خیر

1997ء کے جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر حضرت میر محمود احمد ناصر صاحب نماز کے انتظار میں اگلی صف میں بیٹھے تھے۔ مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب مرحوم نے مجھے ایک لفافہ دیا کہ یہ لفافہ مکرم میر صاحب کو پکڑا دو اور یہ نہ بتانا کہ کس نے دیا ہے۔ مَیں وہ لفافہ پکڑا کر ابھی پچھلی صف میں پہنچا ہی تھا کہ میر صاحب نے مجھے آلیا اور غصہ کے عالم میں پوچھا کہ کس نے دیا ہے یہ؟ اس کو واپس کر دو۔ مَیں نے جلال شمس صاحب مرحوم کو لفافہ واپس پکڑاتے ہوئے پوچھا کہ اس میں کچھ رقم تھی کیا؟ کہنے لگے ہاں۔ لیکن تمہیں کیسے پتا چلا؟ مَیں نے کہا کہ میر صاحب کے انداز سے۔ آپ کو تو علم ہے کہ وہ کبھی رقم نہیں پکڑتے۔ جلال شمس صاحب مرحوم کہنے لگے کہ میر صاحب ہمارے استاد ہی نہیں، ہمارے محسن بھی ہیں۔ ہماری مالی مدد بھی کرتے رہے۔ میری شادی پر بھی دونوں بھائی آئے تھے۔ حضرت میر داؤد صاحب اور حضرت میر محمود صاحب۔ دونوں نے اچھی خاصی رقم بھی تحفہ میں دی تھی۔ مگر عجیب غنی لوگ ہیں خود کسی سے کچھ نہیں لیتے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی اپنے خطبہ جمعہ میں خاص طور پر اس عادت استغناء اور توکل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’حضرت خلیفہ ثالث فرماتے ہیں کہ جہاں تک میں نے غور کیا تینوں میں (تین بھائی مراد ہیں) ایک ہی چیز پائی جاتی تھی یعنی جو کچھ خدا نے دیا جتنا دے دیا اس پر انسان کو راضی رہنا ہی نہیں بلکہ خوش رہنا چاہئے صرف راضی نہیں رہنا بلکہ خوشی سے راضی رہنا ہے‘‘۔ (الفضل انٹرنیشنل 7 جون 2025ء)

اور اس بات کی ایک دنیا گواہ ہے کہ وہ خدا سے راضی تھے اور خدا اُن سے راضی تھا اور خود اپنے ہاتھ سے اُن کو رزق دیتا تھا جسے دوسرے نہیں دیکھ سکتے تھے۔

ان سے خدا کے کام سبھی معجزانہ ہیں
یہ اس لیے کہ عاشقِ یارِ یگانہ ہیں

میرے ایک عزیز جو جامعہ میں استاد ہیں انہوں نے بتایا کہ ان کی شادی پر بھی اچھی خاصی رقم دی اور بعد میں حضرت مصلح موعودؓ کا ایک ٹی سیٹ جو آپ نے اٹلی میں خریدا تھا وہ اُن کو تحفہ میں بطور تبرک دیا۔ خود کسی سے نہیں لیتے تھے مگر اس قدر فراخ دل تھے کہ کھل کر لوگوں کی مالی مدد کیا کرتے تھے اور شاگردوں کی خاص کر۔ اُن کو چائے یا دودھ پینے کی دعوت دیتے۔ بسا اوقات شاگرد خود ہی مہمان بن جاتے تو آپ اُن کی دعوت کر کے خوش ہوتے۔ متعدد بار ایسا ہوا کہ کسی کو رقم کی ضرورت پڑی تو خاموشی سے لفافہ اُس کی جیب میں ڈال دیا جو اُس کی ضرورت سے زیادہ ہی ہوتا۔

ایک بار شاگردوں کو کہا کہ جناح کیپ پہنا کرو اور اگر دیکھتے کہ کسی نے دوسری ٹوپی پہنی ہے تو اُس کو جناح کیپ خریدنے کی نصیحت کرتے اور ساتھ رقم بھی پکڑا دیتے۔ ایک بار ایک شاگرد کی کسی حرکت پر اُسے ہوسٹل سے فوراً نکل جانے کا حکم دیا۔ ہوسٹل کے انچارج نے اُس کو ہوسٹل چھوڑنے کو کہا اور پھر میر صاحب کو رپورٹ دی کہ وہ ہوسٹل سے چلا گیا ہے۔ فرمانے لگے کہ اُس کے پاس گھر جانے کے پیسے بھی تھے؟ جاؤ بھاگ کر پتا کرو اور اُس کو رقم دو۔ ایسے استاد سے کوئی محبت کیسے نہ کرے۔

ایک شاگرد نے ہمیں بتایا کہ جامعہ کے پہلے روز ہمیں نصیحت کی کہ اب تو تمہارا ایمان ہے کہ ’’ایک خدا ہے‘‘ مگر جب جامعہ سے فارغ ہونا ہے تو تمہاری یہ حالت ہونی چاہیے کہ تم حق الیقین کے ساتھ یہ کہہ سکو کہ ’’میرا ایک خدا ہے‘‘۔ پھر کہا کہ تم جامعہ آگئے ہو تو گھروں کو طلاق دے دو۔ وہ شاگرد لکھتے ہیں کہ میری ہمشیرہ کی شادی تھی۔ رخصتانہ کے وقت جامعہ میں ایک پروگرام تھا لہٰذا میں اپنی ہمشیرہ کے رخصتانہ میں شامل نہ ہوا۔ حضرت میر صاحب نے میرے والد صاحب سے پوچھا کہ وہ کہاں ہے؟ والد صاحب نے جواب دیا کہ جامعہ میں ہے۔ اگلے روز میر صاحب نے مجھے پکڑ لیا اور کہا کہ ’’تم نے طلاق کا مطلب غلط سمجھا ہے۔ تمہیں مربی بننا ہے، مولوی نہیں‘‘۔

بارش والے دن برساتی پہن کر سب سے پہلے جامعہ آجاتے تا کہ اساتذہ اور شاگردوں کے لیے عملی نمونہ بنیں۔

خلیفہ وقت سے محبت، اخلاص بلکہ ایک غلامانہ عشق کا تعلق تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دوست تھے۔ اکٹھے کیمبرج میں پڑھتے بھی رہے۔ آپس میں مذاق اور جملے کسنے کا بھی تعلق تھا جس کے بہت سے لوگ گواہ ہیں مگر جب وہی طاری خلیفہ بنتا ہے تو حضرت میر صاحب ایسے ہاتھ

جلسہ سالانہ جرمنی 1997ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اور مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی کے درمیان مکرم میر محمود احمد ناصر صاحب۔ حضورؒ کے بائیں طرف مکرم عبدالرحمٰن مبشر صاحب افسر جلسہ سالانہ جرمنی ہیں۔

باندھ کر پیچھے چلتے ہیں جیسے کوئی غلام ہو۔ حضورؒ مزاح کرنے کی کوشش بھی کرتے تو آپ عموماً خاموشی اور سنجیدگی سے کام لیتے اور اگر کوئی جواب دینا ہوتا تو ہاتھ باندھ کر سر جھکا کر آنکھیں بند کر کے۔

ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ایک خطاب براہِ راست آنا تھا۔ سارے لوگ جامعہ کے ہال میں موجود تھے۔ لائیو پروگرام شروع ہونے سے قبل حضورؒ کی ایک ویڈیو چل رہی تھی۔ کچھ لوگ بول رہے تھے۔ حضرت میر صاحب نے سب کو سختی سے ڈانٹا اور کہا تمہیں شرم نہیں آتی خلیفہ وقت کچھ فرما رہے ہیں اور تم بول رہے ہو۔ کسی نے کہا کہ ابھی حضورؒ براہِ راست مخاطب نہیں۔ فرمایا خلیفہ وقت کی آواز کے سامنے تمہاری آواز نکلی کیوں؟ پروگرام ختم ہونے کے بعد سب کو ایک ہزار بار استغفار کرنے کو کہا۔

میر صاحب کا وہ واقعہ بھی کتنا حسین اور دلکش ہے جو ان کے صاحبزادے محمد احمد صاحب نے بیان کیا ہے کہ ایک بار میر صاحب پاکستان سے لندن پہنچے اور مسجد فضل کے صحن میں حضور انور کے دیدار کو کھڑے ہو گئے۔ اسی اثنا میں ایک معزز فرد جماعت نے آپ سے دریافت فرمایا کہ میر صاحب آپ کب تشریف لائے۔ میر صاحب نے حضور انور کی رہائش گاہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہاں کوئی تشریف نہیں لاتا، یہاں سب حاضر ہوتے ہیں۔ سبحان اللہ ..... گو میں اس موقعہ پر موجود نہ تھا مگر چشمِ تصوّر میں میر صاحب کے اس پیارے اور والہانہ انداز کو دیکھ رہا ہوں اور وہ اٹھی ہوئی انگلی بھی دیکھ رہا ہوں جو خلافت کی بارگاہ کی عظمت کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

دل میں حضرت میر صاحب کی یاد کے میٹھے میٹھے درد کے پھول کھل رہے ہیں۔ لکھنے والا کیا لکھے اور کیا چھوڑے۔ جب بھی ملتے، دعا کے لیے عرض کرتا تو فوراً یہی جواب ہوتا کہ حضور کو لکھیں۔ ان کے بار بار کے اس جواب سے تنگ آکر خاکسار نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ دل کرتا ہے کہ حضور انور سے میر صاحب کی شکایت کروں کہ وہ ہمارے لیے دعا نہیں کرتے۔ انہوں نے جلسہ یوکے پر بات کرتے ہوئے میر صاحب سے کہا کہ آپ کی ایک شکایت حضور انور کی خدمت میں جانے والی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ میر صاحب سخت گھبرا گئے بلکہ Panic میں آ گئے۔ جب بات بتائی تو مسکرا کر فرمایا کہ اس سے بہتر بات کیا ہو سکتی ہے کہ خلیفہ وقت کو لکھنے کے لئے کہتا ہوں۔ اس سے مَیں سمجھ گیا کہ دعا تو کرتے ہوں گے مگر یہ بھی جانتے تھے کہ اس دعا میں اگر خلیفہ وقت کی دعا شامل نہ ہوئی تو پھر میری دعا کچھ کام کی نہیں۔ لہٰذا حضور کی خدمت میں لکھنے کی تحریک فرماتے تھے۔

1997ء ہی کا ایک واقعہ ہے۔ آپ جرمنی تشریف لائے ہوئے تھے۔ خاکسار بیت القیوم میں گیا تو بے خیالی میں سیدھا اس کمرے میں داخل ہو گیا جہاں حضرت میر صاحب اپنے شاگرد مربیان کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ مَیں باہر نکلنے لگا تو بلا لیا۔ مکرم ذکریا خان صاحب نے کہا کہ یہ چوہدری حمید اللہ صاحب کا بھانجا ہے۔ فرمایا یہ کیوں نہیں کہتے کہ مولوی دیال گڑھی صاحب کا بیٹا ہے۔ پھر مجھ سے پوچھا کہ تمہیں اپنے والد صاحب کا واقعہ یاد ہے۔ مجھے علم نہیں تھا کہ اُن کے ذہن میں کون سا واقعہ ہے لہٰذا خاموش رہا۔ پھر آپ نے دوسروں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ واقعہ سنایا جو ہمارے خاندان میں بہت معروف ہے۔ وہ واقعہ یوں ہے کہ جب ہماری چھٹی ہمشیرہ کی پیدائش ہوئی تو حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحبؓ جو ہمارے والد صاحب کے افسر تھے، حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں دفتری ملاقات کے لیے حاضر ہوئے اور باتوں باتوں میں کہا کہ ''مولوی دیال گڑھی دے گھر چھیویں کُڑی ہوئی اے''۔ حضرت مصلح موعودؓ ڈاک دیکھ رہے تھے۔ آپؓ نے سر اُوپر اٹھایا، مسکرائے اور پھر فرمایا ''اچھا...اب نہیں ہوگی''۔

یہ واقعہ سنا کر میر صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ اُس چھٹی لڑکی کے بعد کوئی لڑکی پیدا ہوئی؟ مَیں نے عرض کیا کہ نہیں۔ بلکہ اس کے بعد چھ لڑکے پیدا ہوئے۔ خاکسار انیس، عزیزم ادریس، عزیزم رئیس طاہر، عزیزم جلیس اوّل مرحوم، عزیزم جلیس اور عزیزم صبغۃ اللہ مرحوم۔ یہی نہیں بلکہ چھٹی لڑکی یعنی ہماری ہمشیرہ انیسہ ثروت کے ہاں بھی چھ لڑکے تولّد ہوئے، سبحان اللہ۔

ایک عارف باللہ، ایک خدانما وجود کے لبِ مبارک سے نکلا ہوا ایک فقرہ اُس کے زندہ خدا نے کیسے پورا فرما دیا۔ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔

ہے دیں وہی کہ صرف وہ ایک قصّہ گو نہیں
زندہ نشانوں سے ہے دکھاتا رہِ یقیں
ہے دیں وہی کہ جس کا خدا آپ ہو عیاں
خود اپنی قدرتوں سے دکھاوے کہ ہے کہاں
ہر دم نشانِ تازہ کا محتاج ہے بشر
قصّوں کے معجزات کا ہوتا ہے کب اثر

باقی صفحہ 47 پر

صہیب احمد، ناظم رپورٹنگ سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ

45واں سالانہ اجتماع

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی 2025ء

مجلس خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماعات کا مقصد خدام اور اطفال کی تعلیم و تربیت اور ان میں اخوّت اور بھائی چارہ کی روح کو اجاگر کرنا ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا 45واں سالانہ اجتماع انہی روایات کے رُوح پرور ماحول میں تین دن جاری رہنے کے بعد اختتام پذیر ہوا، الحمدللہ۔ امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ جرمنی کو نیشنل اجتماع 20 تا 22 جون 2025ء PSD Bank Arena فرانکفرٹ میں بخیر و عافیت منعقد ہوا۔ علمی و ورزشی مقابلہ جات پر مشتمل اس تین روزہ پروگرام سے جرمنی کے طول و عرض سے آئے ہوئے خدام اور اطفال نے بھرپور استفادہ کیا۔ امسال اجتماع کی کل حاضری 10831 رہی جس میں 6691 خدام، 1974 اطفال، 1618 انصار اور 548 دیگر مہمان شامل ہیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے لیے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''ایمان کی حفاظت'' بطور Motto مقرر فرمایا تھا اور یہی اجتماع کا بھی Motto تھا۔ امسال مکرم ہبۃ الرحمٰن صاحب انچارج خدام سیکشن بطور مرکزی نمائندہ اجتماع میں شامل ہوئے۔

ناظم اعلیٰ اجتماع مکرم عثمان احمد صاحب تھے جبکہ اجتماع کمیٹی 13 نائب ناظمین اعلیٰ اور 92 ناظمین پر مشتمل تھی۔ اجتماع کی تیاری کے لیے اجتماع بورڈ کی 12 میٹنگز منعقد ہوئیں اور اس کے علاوہ ناظمین کے ساتھ انفرادی طور پر متعدد میٹنگز منعقد ہوئیں۔ اجتماع کمیٹی کی ایک میٹنگ ناصر باغ گروس گیراؤ میں منعقد ہوئی۔

تیاری اور معائنہ اجتماع

وقارِ عمل مجلس خدام الاحمدیہ کی روایت اور طرّہ امتیاز ہے اپنے ہاتھ سے کام کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت بھی ہے۔ اسی روح کو مدنظر رکھتے ہوئے 16 جون بروز سوموار صبح ساڑھے نو بجے دعا کے ساتھ تیاری اجتماع کا آغاز کیا گیا۔ سوموار، منگل اور بدھ کو بالترتیب 110، 160 اور 180 خدام تیاری میں شامل ہوئے۔ اسی طرح جامعہ احمدیہ جرمنی کے طلباء بھی منگل کے روز سے وقارِ عمل میں شامل ہوئے۔ تیاری کا اکثر کام 19 جون بروز جمعرات معائنہ سے قبل مکمل کر لیا گیا، الحمدللہ۔ چھوٹے بڑے کل 26 خیمہ جات نصب کیے گئے۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی مکرم امتیاز احمد شاہین صاحب نے 19 جون بروز جمعرات شام سات بجے اجتماع کے تمام حصوں کا معائنہ کیا۔ جمعرات سے ہی تمام شعبہ جات نے اپنی ڈیوٹیز سنبھال لیں۔

پہلا روز

20 جون کو اجتماع کے پہلے دن کا آغاز صبح چار بجے نمازِ فجر اور درس کے ساتھ ہوا۔ صبح نو بجے سے ہی اجتماعی ورزشی مقابلہ جات کا بھی آغاز ہو گیا۔

اس روز اجتماع گاہ میں نمازِ جمعہ ادا کی گئی جس کے بعد تمام خدام و اطفال نے مل کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا براہِ راست خطبہ جمعہ سنا۔ خطبہ جمعہ کے بعد اجتماع گاہ کے سامنے پرچم کشائی کی تقریب منعقد ہوئی، مکرم ہبۃ الرحمٰن صاحب انچارج خدام سیکشن نے لوائے مجلس خدام الاحمدیہ لہرایا اور افتتاحی دعا کروائی۔

اوپر تصویر میں: مکرم ہبۃ الرحمٰن صاحب انچارج خدام سیکشن اجتماع کے دوران خدام سے خطاب فرماتے ہوئے

افتتاحی تقریب کا آغاز ساڑھے چار بجے مکرم ہبۃ الرحمٰن صاحب کی زیر صدارت اجتماع گاہ میں تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا۔ عہد اور نظم کے بعد مکرم ہبۃ الرحمٰن صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام بنام مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی بر موقع سالانہ اجتماع اردو میں اور مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے پیغام کا جرمن ترجمہ خدام کے سامنے پڑھ کر سنایا۔ دعا کے ساتھ افتتاحی تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیغام کا متن درج ذیل ہے۔

"پیارے ممبران مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

الحمدللہ کہ آپ کو "ایمان کی حفاظت" کے موضوع پر اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ایمان کی حفاظت کرتے ہوئے اس میں مزید مضبوطی پیدا فرمائے۔ آپ کو اپنے جائزے لینے اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی توفیق دے تا کہ آپ ترقی کی راہوں پر گامزن رہیں۔ آپ کو نیکیوں کے ان معیاروں کو حاصل کرنے کی توفیق دے جو اسلام کی تعلیم کی روشنی میں اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اللہ تعالیٰ سے ہدایت پا کر سکھائے ہیں۔ خود بھی دعا کریں کہ اے اللہ اس زمانے میں ایمان کو زمین پر قائم کرنے کے لیے جو تو نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد نظامِ خلافت کو جاری فرمایا ہے ہمیں اس نعمت کی قدر کرنے اور اس سے جڑے رہنے کی توفیق دے اور ہمیں خلیفہ وقت کا سلطانِ نصیر بنا۔

اللہ تعالیٰ آپ کے اجتماع کو ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت فرمائے اور آپ کو اپنے ایمان کی حفاظت کرنے اور دوسروں کو بھی ایمان کی روشنی سے آشکار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

اجتماع کے دوران صدر مجلس خدام الاحمدیہ مکرم امتیاز شاہین صاحب خدام سے عہد دہراتے ہوئے

اس کے بعد ورزشی اور علمی مقابلہ جات کا سلسلہ جاری رہا جن میں 900 سے زائد خدام نے حصہ لیا۔ اجتماع کے پہلے دن کرکٹ، والی بال، رسہ کشی، باسکٹ بال اور فٹبال کے اجتماعی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ اسی طرح ٹیبل ٹینس، ٹینس اور Strong Man کے مقابلہ جات بھی منعقد ہوئے۔ علمی مقابلہ جات میں پہلے دن نظم، کیلیگرافی، تحریری امتحان اور فی البدیہہ مضمون نویسی کے مقابلہ جات منعقد ہوئے۔

ساڑھے آٹھ بجے اجتماع مجلس اطفال الاحمدیہ کی افتتاحی تقریب اجتماع گاہ میں منعقد ہوئی۔ پہلے دن معیار صغیر کے نظم، حسن قرأت، اذان اور جرمن تقریر کے مقابلہ جات کا انعقاد ہوا جن میں 300 اطفال نے حصہ لیا۔ معیار کبیر اور معیار صغیر کے فٹبال کے مقابلہ جات منعقد ہوئے جن میں 400 سے زائد اطفال نے حصہ لیا۔

امسال اجتماع پر اطفال کے لئے "ایمان کی حفاظت" کے موضوع پر ایک نمائش لگائی گئی۔ اسی طرح اطفال کے لئے مختلف نمائشیں Education Corner اور Atfal Corner بھی لگائی گئیں جن میں ان کی دلچسپی کے مطابق پروگرام ترتیب دیے گئے۔

خدام کے لیے سیرت النبی ﷺ اور وقفِ زندگی کے موضوع پر نشستیں بھی منعقد ہوئیں۔ اسی طرح مصنوعی ذہانت (AI) کے موضوع پر بھی ایک لیکچر دیا گیا۔ اس کے علاوہ امسال سالانہ اجتماع پر خدام کے لیے نمائش، Survival Coaching، سو مساجد، ہیومینٹی فرسٹ، النصرت، شعبہ رشتہ ناطہ، شعبہ اشاعت، ایم ٹی اے، وقف نو، شعبہ وصایا، Meet a Murabbi, IAAAE، Khuddam Cafe، خدام شاپ اور خدام الاحمدیہ کے دیگر شعبہ جات کے سٹالز لگائے گئے جن سے خدام کی ایک کثیر تعداد نے استفادہ کیا۔ امسال اجتماع کے موقع پر Khadim of Ijtema کے نام سے بھی ایک مقابلہ کا انعقاد کروایا گیا جس میں اجتماع میں شامل تمام خدام حصہ لے سکتے تھے۔ اسی طرح اجتماع میں مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر انتظام ایک بازار بھی لگایا گیا۔ اسی طرح لنگر اور ضیافت کی ٹیم کی طرف سے تینوں دن خدام کی لذیذ پکوانوں سے تواضع کی جاتی رہی۔

دوسرا روز

اجتماع کے دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد، فجر اور درس کے ساتھ ہوا۔ اس روز بھی جرمنی کے طول وعرض سے خدام اور اطفال کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ دوسرے دن صبح سے ہی ورزشی اور علمی مقابلہ جات کا بھی آغاز ہو گیا۔

خدام کے کرکٹ، والی بال، فٹبال، رسہ کشی اور باسکٹ بال کے اجتماعی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ اسی طرح کلائی پکڑنا، Strong Man، ٹیبل ٹینس، ٹینس، بیڈمنٹن، ریلے ریس، 100 میٹر دوڑ، اور 5 کلومیٹر دوڑ کے انفرادی مقابلہ جات منعقد ہوئے، جن میں تقریباً 1000 خدام نے حصہ لیا۔

دوسرے دن حسن قرأت، بیت بازی، ترانہ، اذان، تقریر اردو، تقریر جرمن، حفظ قرآن، فی البدیہہ تقریر اردو، فی البدیہہ تقریر جرمن، مشاہدہ معائنہ اور حفظ ادعیہ کے

مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ ان علمی مقابلہ جات میں مجموعی طور پر 220 خدام نے حصہ لیا۔

اطفال الاحمدیہ کے علمی اور ورزشی مقابلہ جات بھی جاری رہے جن میں اطفال نے بھرپور حصہ لیا۔ نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد تلقین عمل کا پروگرام ہوا جس میں مکرم شمشاد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی نے پاک تبدیلی کے موضوع پر نصائح کیں۔

خدام کی تعلیم وتربیت کے لئے ایمان میں ثابت قدمی، خلافت، ایمان کا امتحان اور دیگر موضوعات پر دلچسپ پروگرامز منعقد کئے گئے۔ اجتماع گاہ میں مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے تعلیمی میدان میں اعلیٰ کارکردگی دکھانے والے خدام میں انعامات تقسیم کیے۔

شام نو بجے اجتماع گاہ میں خدام کے لئے ''ایمان کی حفاظت'' کے موضوع پر ایک فیچر پروگرام منعقد کیا گیا، جس کے بعد نماز مغرب و عشاء ادا کی گئیں۔

تیسرا روز اور اختتامی تقریب

اجتماع کے تیسرے دن کا آغاز نماز تہجد، فجر اور درس کے ساتھ ہوا۔ صبح آٹھ بجے ورزشی مقابلہ جات کا آغاز ہو گیا۔ اس روز خدام کے کرکٹ، والی بال اور فٹ بال کے فائنل مقابلہ جات منعقد ہوئے اور اطفال کے فٹ بال اور رسہ کشی کے فائنل مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ اسی طرح علمی مقابلہ جات بھی جاری رہے جن میں پیغام رسانی اور کوئز روحانی خزائن کے مقابلہ جات شامل تھے۔

خدام اور اطفال نے مقابلہ جات میں حصہ لینے والوں کی حوصلہ افزائی کی اور فائنل مقابلہ جات سے بھرپور انداز میں لطف اندوز ہوئے۔

مجلس اطفال الاحمدیہ جرمنی کی تقریب تقسیم انعامات دوپہر بارہ بجے مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی کی زیر صدارت اجتماع گاہ میں منعقد ہوئی۔ دوپہر اڑھائی بجے نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں جس کے بعد مکرم ہبۃ الرحمٰن صاحب انچارج خدام سیکشن کی زیر صدارت اختتامی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا۔ عہد اور نظم کے بعد ناظم اعلیٰ صاحب اجتماع نے اجتماع کی رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام میں انعامات تقسیم کیے گئے۔

امسال خدام الاحمدیہ میں مجلس Augsburg اور اطفال الاحمدیہ میں مجلس Kassel علم انعامی کی حق دار قرار پائیں۔ اسی طرح مکرم عامر محمود احمد صاحب مجلس Bad Vilbel اجتماع کے مثالی خادم قرار پائے۔

تقسیم انعامات کے بعد صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی حاضرین سے مخاطب ہوئے۔ مرکزی نمائندہ مکرم ہبۃ الرحمٰن صاحب نے اختتامی تقریر فرمائی۔ اختتامی دعا کے ساتھ 45 واں سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا، الحمدللہ علیٰ ذالک۔

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی 2025ء کے چند مناظر

ہو تُمھی کل کے قافلہ سالار

وقت کم ہے۔ بہت ہیں کام۔ چلو
ملگجی ہو رہی ہے شام۔ چلو

زندگی اس طرح تمام نہ ہو
کام رہ جائیں ناتمام۔ چلو

کہہ رہا ہے خرامِ بادِ صبا
جب تلک دم چلے مدام چلو

منزلیں دے رہی ہیں آوازیں
صبح محوِ سفر ہو، شام چلو

ساتھیو! میرے ساتھ ساتھ رہو
قربتوں کا لئے پیام۔ چلو

تم اُٹھے ہو تو لاکھ اُجالے اُٹھے
تم چلے ہو تو برق گام چلو

کبھی ٹھہرو تو مثلِ ابرِ بہار
جب برس جائے فیضِ عام۔ چلو

رات جاگو مہ و نجوم کے ساتھ
دن کو سورج سے ہم خرام چلو

ہو تُمھی کل کے قافلہ سالار
آج بھی ہو تُمھی اِمام۔ چلو

تم سے وابستہ ہے جہانِ نو
تمہیں سونپی گئی زِمام۔ چلو

(کلام طاہر)

منور علی شاہد، منتظم رپورٹنگ

44واں سالانہ اجتماع

مجلس انصار اللہ جرمنی 2025ء

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصار اللہ جرمنی کا 44 واں سالانہ اجتماع دینی ماحول اور تنظیمی روایات کے ساتھ 11 تا 13 جولائی 2025ء روح پرور ماحول میں جاری رہنے کے بعد اختتام پذیر ہوا، فالحمد للہ ذالک۔ یہ نیشنل اجتماع Messe Karlsruhe ہال نمبر 3 میں منعقد ہوا۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سالِ رواں کے لئے مجلس انصار اللہ جرمنی کو ''اصلاحِ نفس'' کا موٹو عطا فرمایا تھا جو سالانہ اجتماع کا موٹو بھی رہا۔ امسال بھی امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے قیمتی نصائح پر مبنی پیغام وصول ہوا جو مکرم بشیر احمد رہان صاحب صدر مجلس انصار اللہ جرمنی نے افتتاحی تقریب میں پڑھ کر سنایا۔ مکرم مرزا نصیر احمد صاحب مربی سلسلہ واستاد جامعہ احمدیہ یوکے نے مرکزی نمائندہ کی حیثیت سے سالانہ اجتماع میں شرکت فرمائی۔ مکرم بشارت احمد انیس صاحب صدر مجلس انصار اللہ سوئٹزرلینڈ اپنی عاملہ کے دو ممبران، مکرم داؤد اجمل صاحب صدر مجلس انصار اللہ ہالینڈ اپنی عاملہ کے تین ممبران اور مکرم نوید احمد ڈوگر صاحب نائب صدر اول مجلس انصار اللہ بیلجیئم مجلس عاملہ کے دو ممبران کے ساتھ سالانہ اجتماع میں شریک ہوئے۔ سالانہ اجتماع کی افتتاحی اور اختتامی تقریبات کے علاوہ ''علمی و تربیتی پروگرام'' اور ''تلقینِ عمل'' کے پروگرام بھی براہ راست یوٹیوب پر دکھائے گئے جس کی بدولت گھروں میں موجود احباب نے بھی ان سے استفادہ کیا۔ انصار کی حاضری کو بڑھانے اور چیک کرنے کے لئے خصوصی کاوشیں کی گئیں۔ حاضری کو آن لائن چیک کرنے کے لئے خصوصی سوفٹ ویئر بنایا گیا جس سے زعماء مجالس اور ناظمین اعلیٰ حاضری چیک کرتے رہے۔ پہلی بار شعبہ رشتہ ناطہ کی طرف سے اجتماع کے موقع پر Meet and Greet پروگرام بھی منعقد ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے سالانہ اجتماع کی تاریخوں اور مقام اجتماع کی اجازت ومنظوری کے ساتھ ہی اجتماع کی تیاریوں کا آغاز ہو گیا تھا۔ محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ جرمنی نے مکرم ظفر احمد ناگی صاحب نائب صدر اول کو منتظم اعلیٰ سالانہ اجتماع کی ذمہ داری سونپی۔ آپ نے 19 اراکین پر مشتمل بورڈ تشکیل دیا جس میں 14 نائب منتظمین اعلیٰ تھے جبکہ اجتماع کمیٹی کل 117 اراکین پر مشتمل تھی۔ اجتماع کمیٹی کا پہلا بالمشافہ اجلاس 27 اپریل کو بیت الجامع آفن باخ میں زیر صدارت مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ جرمنی منعقد ہوا جس میں کمیٹی کے 107 اراکین شامل ہوئے۔

وقارِ عمل کی افتتاحی تقریب سے قبل ہی 3 جولائی سے وقارِ عمل شروع ہو چکا تھا اور سازوسامان لجنہ اور انصار اللہ کے اجتماع ہالز میں پہنچانا شروع کر دیا گیا تھا۔ نیز افتتاحی تقریب سے قبل لنگر اور لجنہ کی طرف خیموں کی تنصیب کا کام مکمل ہو چکا تھا۔ وقارِ عمل کا باقاعدہ آغاز 7 جولائی کو وقارِ عمل کی افتتاحی تقریب سے ہوا۔ جبکہ اختتام 10 جولائی کو قبل از معائنہ ہوا۔ امسال وقف عارضی کرنے والے انصار کی تعداد 43 تھی جبکہ وقارِ عمل میں مجموعی طور پر 783 انصار، 184 خدام اور 60 اطفال نے حصہ لیا۔ لجنہ اماء اللہ جرمنی کے اجتماع کی تیاری میں ریجن Württemberg نے مدد کی۔ معائنہ کی تقریب

10 جولائی کو منعقد ہوئی جس میں مکرم مرزا نصیر احمد صاحب مربی سلسلہ و مرکزی نمائندہ نے نائب منتظمین اعلیٰ اجتماع میں بیجز تقسیم کئے۔ بعدازاں اجتماع گاہ کا معائنہ کیا۔

پہلا روز

سالانہ اجتماع کے پہلے دن کا آغاز تہجد اور فجر کی باجماعت ادائیگی سے ہوا۔ صبح دس بجے تک ناشتہ کرنے کے بعد مہمانوں کے استقبال اور رجسٹریشن کا سلسلہ دوپہر کے کھانے اور نماز جمعہ کی تیاری تک جاری رہا۔ مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ انچارج جرمنی کی امامت میں نماز جمعہ اور عصر ادا کی گئیں۔ اس کے بعد اجتماع گاہ میں براہ راست خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سنا گیا۔ تقریباً چار بجے مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی، مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی، مکرم مرزا نصیر احمد صاحب مربی سلسلہ و مرکزی نمائندہ، مکرم منتظم اعلیٰ سالانہ اجتماع دیگر رفقا کے ہمراہ پرچم کشائی کے لئے پنڈال سے باہر تشریف لائے۔ مقام پرچم کشائی کو انتہائی دلکش انداز میں تیار کیا گیا تھا اور ''سالانہ اجتماع جرمنی'' جلی حروف میں سامنے لکھا گیا تھا۔ مکرم مرزا نصیر احمد صاحب نے لوائے انصاراللہ اور صدر صاحب مجلس انصاراللہ نے جرمنی کا قومی پرچم لہرایا۔ بعدازاں مکرم مرزا نصیر احمد صاحب نے دعا کرائی۔

سالانہ اجتماع 2025ء کی افتتاحی تقریب زیر صدارت مکرم مرزا نصیر احمد صاحب مرکزی نمائندہ منعقد ہوئی۔ تلاوت، نظم اور عہد دہرانے کے بعد مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی نے افتتاحی خطاب ارشاد فرمایا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے سالانہ اجتماعات کے مواقع پر بھیجے گئے پیغامات سے اقتباسات پڑھ کر سنائے جن میں انصار جرمنی کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔ اس موقع پر صدر صاحب نے امسال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے موصول ہونے والا پیغام پڑھ کر سنایا جس کا جرمن ترجمہ مکرم نیشنل امیر صاحب نے پڑھا۔ مکرم مرزا نصیر احمد صاحب نے دعا کرائی جس کے ساتھ ہی افتتاحی تقریب اختتام کو پہنچی۔ اس کے بعد علمی و ورزشی مقابلہ جات اپنے مقررہ

سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ جرمنی 2025ء کے موقع پر مرکزی ہال کا اندرونی منظر

مقامات پر منعقد ہوئے۔ امسال ورزشی مقابلہ جات کی افتتاحی تقریب اسپورٹس گراؤنڈ میں منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی مکرم مرزا نصیر احمد صاحب تھے۔ نماز مغرب اور عشاء کی ادائیگی کے ساتھ ہی پہلا دن اختتام کو پہنچا۔

دوسرا روز

دوسرے دن کا آغاز بھی تہجد اور نماز فجر کی ادائیگی سے ہوا۔ درس قرآن اور تلاوت قرآن کریم کے بعد شاملین اجتماع نے سیر کی۔ ایک نمائشی کرکٹ میچ ناظمین اعلیٰ علاقہ جات اور نیشنل مجلس عاملہ جرمنی کے درمیان کھیلا گیا جسے نیشنل عاملہ نے جیت لیا۔ ناشتہ کے بعد علمی مقابلہ جات شروع ہوئے جو 12 بجے تک جاری رہے۔

اس کے بعد مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ انچارج جرمنی کی زیر صدارت علمی و تربیتی پروگرام منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم مشہود احمد ظفر صاحب مربی سلسلہ نے ''عائلی زندگی اور انصاراللہ کی ذمہ داریاں'' کے موضوع پر جامع تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی نے 2024ء کی مساعی پر مشتمل رپورٹ پیش کی۔ اس پروگرام کے آخر میں ''خلافت کی برکات'' کے موضوع پر مکرم مرزا نصیر احمد صاحب نے پرمغز خطاب کیا۔ اس کے بعد وقفہ برائے طعام و نماز ظہر وعصر ہوا۔

تین بجے تلقین عمل کا پروگرام مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ انچارج جرمنی کی تھی جس کا عنوان ''اصلاح نفس'' تھا۔ اس کے بعد مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے جرمن زبان میں اظہار خیال کیا جس کا لائیو اردو ترجمہ مکرم وسیم غفار صاحب نے کیا۔ اس نشست کے آخر میں ایک فیچر پروگرام دکھایا گیا جس میں تزکیہ نفس کی اہمیت و ضرورت پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ اس کے بعد علمی و ورزشی مقابلہ جات کا سلسلہ نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی تک جاری رہا۔

تیسرا دن

تیسرے دن کا آغاز بھی حسب معمول تہجد اور فجر کی ادائیگی سے ہوا جس کے بعد درس قرآن کریم ہوا اور تلاوت کی گئی۔ سیر اور ناشتہ کے بعد علمی و ورزشی مقابلہ جات کے فائنلز منعقد ہوئے جن کا اختتام نماز ظہر اور عصر تک ہو گیا۔ پونے تین بجے اختتامی تقریب کا آغاز زیر صدارت مکرم مرزا نصیر احمد صاحب مرکزی نمائندہ ہوا۔ تلاوت، نظم اور عہد دہرانے کے بعد مکرم ظفر احمد ناگی صاحب نے سالانہ اجتماع کی رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد مکرم مرزا نصیر احمد صاحب مربی سلسلہ و مرکزی نمائندہ نے مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل

کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے۔ 2024ء میں بہترین کارکردگی دکھانے پر علم انعامی مجلس Nidda کے زعیم مجلس مکرم مبشر احمد صاحب نے وصول کیا۔ خصوصی انعامات میں مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے مکرم مرزا نصیر احمد صاحب کی خدمت میں ایک یادگاری شیلڈ پیش کی۔ اسی طرح مکرم صدر صاحب مجلس ہالینڈ، سویٹزرلینڈ اور نائب صدر صاحب بلجیئم کی خدمت میں بھی تحائف پیش کئے گئے۔ صدر صاحب مجلس ہالینڈ نے بھی صدر صاحب جرمنی کو تحائف پیش کئے۔ تقسیم انعامات کے بعد مکرم مرزا نصیر احمد صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا جس میں آپ نے عبادات، خلافت سے تعلق اور باہمی تعاون کی اہمیت و ضرورت کو احسن رنگ میں بیان کیا۔ اجتماع کی کل حاضری 7966 تھی جس میں 4108 انصار، 2304 خدام، 1073 اطفال، 378 بچے، 10 بچیاں اور 93 مہمان شامل تھے۔ اسی طرح 20 اقوام کے کل 52 غیر پاکستانی انصار بھی شامل ہوئے۔ مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی کی طرف سے اظہار تشکر اور وائنڈ اَپ سے متعلق ضروری اعلانات کے بعد اختتامی دعا ہوئی جس کے ساتھ ہی سالانہ اجتماع اختتام کو پہنچا۔

علمی و ورزشی مقابلہ جات

امسال علمی مقابلہ جات میں حسن قرأت (صف اول، صف دوم)، نظم (صف اول، صف دوم)، مقابلہ فی البدیہ مضمون نویسی، جرمن تقریر (مشترکہ)، فی البدیہ تقریر (مشترکہ)، اردو تقریر (صف اول، دوم) اور مقابلہ کوئیز شامل تھے۔ مقابلہ کوئیز اور جرمن تقریر کے فائنل مرکزی سٹیج سے منعقد ہوئے۔ علمی مقابلہ جات میں 247 انصار نے حصہ لیا۔ ورزشی مقابلہ جات میں انفرادی اور اجتماعی دونوں کھیلیں شامل تھیں۔ انفرادی کھیلوں میں 1000 میٹر واک (صف اول، دوم)، 400 میٹر (صف دوم)، کلائی پکڑنا (صف اول، دوم)، مشاہدہ معائنہ (مشترکہ) شامل تھے۔ اجتماعی کھیلوں میں فٹ بال، والی بال، کرکٹ اور رسہ کشی کے مقابلے شامل تھے۔ ورزشی مقابلہ جات میں شریک ہونے والے کھلاڑیوں کی تعداد 452 تھی۔

سالانہ اجتماع علم و آگاہی کا مرکز

اجتماع کے دوران انصار بیٹھک میں مختلف موضوعات کے متعلق انصار کو آگاہی دی گئی جن میں رزق حلال، خدمت دین، نظام وصیت، تبلیغ اور انصار کی ذمہ داریاں کے متعلق مکرم لئیق احمد منیر صاحب، مکرم صداقت احمد صاحب مربیان سلسلہ، مکرم اکرام اللہ چیمہ صاحب اور مکرم راشد پاک ترک صاحب مربی سلسلہ نے راہنمائی کی۔ اس کے علاوہ سوال و جواب کے پروگراموں میں مربیان کرام نے احباب کے سوالات کے جوابات دیئے۔ ایک پروگرام میں مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی بھی شریک ہوئے۔ پناہ گزینوں کے مسائل کے بارے میں پروگرام میں مکرم عدیل عباسی صاحب ایڈیشنل سیکرٹری امور عامہ نے گفتگو کی۔

امسال پہلی بار 9 علاقوں نے نمائش میں شرکت کی۔ اس کے علاوہ مجلس انصاراللہ جرمنی کی تاریخ سے متعلق بھی باتصویر معلومات وہاں موجود تھیں جن میں سابق صدور اور اراکین نیشنل مجلس عاملہ کے تعارف شامل تھے۔ شہدائے احمدیت کی باتصویر تاریخ بھی شہدائے احمدیت کی قربانیوں کو یاد دلا رہی تھی۔ مکرم سعید اللہ خان صاحب کی کیلیگرافی کے فن پارے بھی احباب کی توجہ کا مرکز رہے۔ نومبائعین و ملٹی نیشن انصار کے ساتھ ایک اجتماعی خصوصی نشست منعقد ہوئی جس میں مکرم نیشنل امیر صاحب اور مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی نے شرکت کی۔

متفرق

اجتماع میں النصرت کا سٹال بھی فعال رہا۔ شعبہ نظافت کے لئے متعدد ٹرک کرایہ پر حاصل کئے گئے اور ان کی مدد سے صفائی کے نظام پر خصوصی توجہ دی گئی۔ اسی طرح Mülltrennung کا انتظام بھی کیا گیا۔ مجلس انصاراللہ کے جن شعبہ جات کے اسٹالز لگائے گئے ان میں اشاعت، ایثار کے تحت احمدیہ لنگر، احمدیہ چیریٹی واک اور شجرکاری شامل ہیں۔ اسی طرح شعبہ ڈیجیٹل میڈیا اور سائیکل ٹور والوں نے بھی اپنے اسٹالز لگا کر مقام اجتماع کی رونق کو بڑھایا۔

امسال مقام اجتماع پر رہائش رکھنے والوں کی تعداد 1552 سے زائد تھی جن میں تقریباً 700 کارکنان بھی شامل تھے۔ اجتماع کے دوران 4831 سے زائد گاڑیاں پارکنگ میں پارک ہوئیں۔ ٹرین سٹیشن سے لانے اور لے جانے کے لئے 9 سیٹر ڈبوں اور 3 بسوں کا انتظام کیا گیا تھا جس سے 4070 مہمانوں کو سہولت فراہم کی گئی۔ 13/ جولائی کی شام کو دعا کے ساتھ شروع ہونے والا وائنڈ اَپ کا مرحلہ منگل کی دوپہر بروقت اختتام پذیر ہوا۔ 2 بجے مکرم ظفر احمد ناگی صاحب نے دعا کرائی۔ لجنہ اماءاللہ کی طرف یہ ذمہ داری ریجن Baden کے سپرد تھی جنہوں نے اپنے سپرد کام احسن طریق پر بروقت ختم کر دیا، فجزاھم اللہ احسن الجزا۔

سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ جرمنی 2025ء کے چند مناظر

لبنیٰ ثاقب، منتظمہ رپورٹنگ سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ جرمنی

43واں سالانہ اجتماع

لجنہ اماء اللہ جرمنی 2025ء

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ جرمنی کا 43واں سالانہ اجتماع 11 تا 13 جولائی 2025ء کو Karlsruhe میں منعقد ہوا، الحمدللہ علیٰ ذالک۔ اجتماع کے موقع پر حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محترمہ حامدہ سوسن صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی کی درخواست پر ازراہِ شفقت اپنا خصوصی پیغام ارسال فرمایا جو اجتماع کے تینوں دن پڑھ کر سُنایا جاتا رہا۔ نیز اِس کی کاپیاں شاملین میں تقسیم کی گئیں۔ اِمسال سالانہ اجتماع کا موضوع ''اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ'' تھا۔ جملہ علمی مقابلہ جات، نمائش و گفتگو کی نشستوں کا بنیادی موضوع بھی اسی کے مختلف پہلوؤں پر مشتمل تھا۔

انتظامیہ کمیٹی سالانہ اجتماع 2025ء

صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ نے مکرمہ نسیم احمد صاحبہ کی بطور منتظمہ اعلیٰ لجنہ اور مکرمہ عمرانہ صباحت صاحبہ (نیشنل سیکرٹری ناصرات) کی بطور منتظمہ اعلیٰ ناصرات تقرری کی۔

اس طرح اجتماع کے لیے کل 96 انتظامی شعبہ جات کا قیام عمل میں لایا گیا۔

لجنہ اماء اللہ: سیکرٹری اجتماع لجنہ، 9 نائب منتظمات اعلیٰ اور 61 منتظمات اور 4 انچارجز کی تقرری کی گئی۔

ناصرات الاحمدیہ: سیکرٹری اجتماع ناصرات، 3 نائب منتظمات اعلیٰ اور 15 منتظمات۔

امسال ڈیوٹی کارکنات کے لیے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' میں آپ کی مدد کیسے کرسکتی ہوں؟'' مقرر کیا گیا تاکہ نرمی، خوش اخلاقی اور مسکراہٹ سے اجتماع کے ماحول کو مزید خوشگوار بنایا جاسکے۔

معائنہ انتظامات

10 جولائی کو صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ و نگران اعلیٰ اجتماع نے شام سات بجے کارلسروئے میں انتظامی شعبہ جات کا معائنہ کیا۔ اِمسال پہلی مرتبہ مرکزی ہال کے سٹیج سے کارروائی کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآنِ کریم باترجمہ سے ہوا۔ عمومی کارروائی کے بعد نگران اعلیٰ صاحبہ و منتظمہ اعلیٰ صاحبہ نے نائب منتظمات اعلیٰ و منتظمات کا تعارف کروانے کے ساتھ ساتھ ڈیوٹی کارکنات میں بیجز تقسیم کیے۔ بعدازاں صدرِ مجلس نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اقتباسات کی روشنی میں کارکنات کو ہدایات دیں اور دُعا کروائی۔ آخر میں منتظمہ اعلیٰ اجتماع و جملہ نائب منتظماتِ اعلیٰ کے ہمراہ اجتماع گاہ کے اندرونی و بیرونی احاطہ میں بنائے گئے انتظامی شعبہ جات کا معائنہ کیا، نیز کچھ شعبہ جات کی منتظمات کو ہدایات دیں۔ شب نو بجکر پندرہ منٹ پر یہ تقریب بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔ اس موقع پر کل حاضری 728 رہی۔

مجلس انصار اللہ کی جانب سے اجتماع گاہ میں تینوں دن نمازِ تہجد و نمازِ فجر کی باجماعت ادائیگی اور درس القرآن کا انتظام کیا گیا تھا۔ لجنہ اجتماع گاہ میں تینوں دنوں میں مجموعی طور پہ دو ہزار لجنہ ممبرات و ناصرات نے قیام کیا۔

پہلا روز

سالانہ اجتماع کا باقاعدہ آغاز 11 جولائی بروز جمعہ نمازِ جمعہ کی ادائیگی، نیز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا براہ راست خطبہ جمعہ سننے کے بعد سہ پہر چار بجکر تیس منٹ پر مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کی زیرِ صدارت تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا۔ عمومی کارروائی اور صدر صاحبہ کے افتتاحی کلمات، دُعا اور سٹیج پر تشریف فرما مہمانوں کے تعارف کے بعد سٹیج پر منصفات کی زیر نگرانی مقابلہ حسن قرأت گروپ اوّل اور اجتماع گاہ سے ملحقہ خصوصی کیبنز میں کوئز، اردو نظم، معلمات حسن قرأت کے مقابلہ جات کروائے گئے۔ افتتاحی تقریب کے بعد ناصرات الاحمدیہ کی اجتماع گاہ میں نیشنل سیکرٹری ناصرات کی زیرِ صدارت مقابلہ جات کروائے گئے۔ لجنہ کی اجتماع گاہ میں شام سات بجے معلمات میں اسناد تقسیم کی گئیں۔ نماز مغرب وعشاء کی باجماعت ادائیگی کے بعد اجتماع کے پہلے دن کا اختتام ہوا۔

دوسرا روز

ساڑھے نو بجے مکرمہ صدر صاحبہ کی زیرِ صدارت لجنہ کی اجتماع گاہ میں عمومی کارروائی کے بعد مقابلہ جات میں سے لجنہ کا فائنل پریزینٹیشن اور مقابلہ نظم کا فائنل سٹیج پر کروایا گیا۔ ان مقابلہ جات کے ساتھ بیک وقت مقابلہ نظم شناسی سیمی فائنل و فائنل مقابلہ حسن قرأت گروپ اوّل/دوئم، اضافی مقابلہ جات اور نومبایعات بہنوں کے حسن قرأت، جرمن تقریر و دُعاؤں اور نماز باترجمہ کے مقابلہ جات سٹیج سے باہر کروائے گئے۔ سٹیج پر عائشہ اکیڈمی کا تعارف اور شعبہ خدمت خلق کے تحت Blood Cancer سے متعلق ایک معلوماتی ویڈیو بھی دکھائی گئی۔ ناصرات الاحمدیہ کے ہال میں ناصرات معیار اوّل/دوئم کے حسن قرأت، حفظ قرآن خاص، اردو نظم، جرمن تقریر، پریزینٹیشن کے مقابلہ جات ہوئے۔ اس اجلاس کے اختتام پر دوپہر 1:15 بجے وقفہ برائے طعام ونماز ظہر وعصر ہوا۔

سہ پہر تین بجے سٹیج سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیان فرمودہ خصوصی دُعاؤں کی دہرائی کروائی گئی۔ بعدازاں اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ کے موضوع پر 45 منٹ دورانیہ پر مشتمل جرمن زبان میں فیچر پروگرام پیش کیا گیا۔ جس میں نظم، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات سے کلپس، لجنہ کے ذاتی تجربات کے ذریعہ روزمرہ کی زندگی میں حیا کو اپنانے اور اس کو اپنی ذات کا حصہ بنانے کے متعلق اہمیت واضح کی گئی۔ اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطابات وخطبات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا ادراک حاصل کرنے کے متعلق دل میں پیدا ہونے والے گمان کو سن کر اس کا جواب ڈھونڈنے کی کوشش کرنے کی اہمیت کے متعلق بتایا گیا۔ اس پروگرام کے اختتام پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اجتماع کے موقع پر بھجوایا گیا پیغام سُنایا گیا۔

سہ پہر 4 بج کر 35 منٹ پر سٹیج پر مقابلہ نظم شناسی کا آغاز ہوا۔ یہ مقابلہ تین راؤنڈز پر مشتمل تھا جس میں تمام ٹیمز نے بھرپور حصہ لیا۔ اس دوران بیک وقت نومبایعات کے چار علمی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔

چھ بجکر پچاس منٹ پر مرکزی ہال میں تقریب تقسیم انعامات منعقد ہوئی جس میں مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ نے لجنہ، ناصرات، نومبایعات، مقابلہ شعبہ صنعت و دستکاری کے انعامات کے علاوہ تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی 86 لجنہ میں اسناد و ایوارڈز تقسیم کیے گئے۔ نماز مغرب وعشاء کی باجماعت ادائیگی کے بعد دوسرے دن کا بخیر وخوبی اختتام ہوا۔

تیسرا روز

صبح دس بجے مکرمہ نیشنل صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کی زیرِ صدارت تلاوت قرآن سے چوتھے اجلاس کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے مقابلہ کوئز کا آغاز ہوا جس میں 6 ریجنز سے ٹیموں نے حصہ لیا۔ بارہ بجے تربیتی سیمینار کا انعقاد کیا گیا جو شعبہ تربیت کے تعاون سے نیشنل سیکرٹری تربیت محترمہ عالیہ ورک صاحبہ نے پیش کیا۔ اس سیمینار کا موضوع ''حقوق وفرائض اور معاشرے میں بڑھتی خود غرضی و اَنا کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تدارک'' تھا۔ سیمینار کے آخر میں ایک مکالمہ کے انداز میں دو ممبرات نے تربیت اولاد میں ماں کے کردار پر روشنی ڈالی اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کے توازن کی اہمیت بیان کی۔

وقفہ برائے طعام ونماز ظہر وعصر کے بعد صدر صاحبہ کی زیرِ صدارت اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا جس میں مکرمہ جنرل سیکرٹری صاحبہ نے سالانہ رپورٹ پیش کی اور بہترین کارکردگی پر مجالس کو اسناد دی گئیں۔

بڑی مجالس (اوّل) Neuwied, Aziz Moschee (دوم) Friedberg West (سوم) Rödermark

درمیانی مجالس (اوّل) Betzdorf (دوم) Eppelheim (سوم) Stade

چھوٹی مجالس (اوّل) Soltau (دوم) Hof (سوم) Oldenburg

نیشنل اجتماع کے موقع پر لجنہ ممبرات و ناصرات کی بہترین حاضری کے لحاظ سے ریجنز میں سے Baden ریجن نے پہلی، Groß Gerau ریجن نے دوسری اور ریجن Riedstadt نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

سیکرٹری تعلیم لجنہ اماء اللہ جرمنی نے سالانہ اجتماع کی، جبکہ سیکرٹری ناصرات نے ناصرات اجتماع کی رپورٹس پیش کیں۔ بعدازاں ناصرات الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے مقابلہ جات میں اوّل پوزیشن حاصل کرنے والی لجنہ ممبرات و ناصرات میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ تقسیم انعامات کے بعد صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ جرمنی نے شاملین سے اختتامی خطاب فرمایا اور چار بجکر پچاس منٹ پر دُعا کے ساتھ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

ناصرات کے دیگر پروگرام

ناصرات کے علمی مقابلہ جات کے علاوہ دیگر سرگرمیوں میں ایک گوشۂ تحقیق (Entdeckungsraum) بنایا گیا جس کا عنوان ''حیا کی حقیقت کی تلاش'' تھا۔ اس کا بنیادی مقصد بچیوں کو اپنی عملی زندگیوں میں حیا کا وصف اپنانے کے حوالہ سے معلومات دینا تھا۔ ایک فیچر پروگرام ناصرات کی معاونت سے پیش کیا گیا جس میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حیا کے مختلف پہلوؤں کو تخلیقی انداز میں اُجاگر کیا گیا۔ معیار سوئم کی ناصرات کے لئے ایک خصوصی نشست ''تعلق

بالله'' کے موضوع پر منعقد کی گئی جس میں بچیوں نے اپنے ذاتی ایمان افروز واقعات سُنائے۔ معیارِ سوئم کی ناصرات کے لیے ''حیا میرا باطنی خزانہ'' کے عنوان سے ورکشاپ منعقد کی گئی جس میں حیا کی اہمیت کو غور و فکر کے انداز میں اُجاگر کیا گیا۔ ایک ورکشاپ خود کی حفاظت کے لیے منعقد کی گئی جس کا مقصد ناصرات کے اعتماد اور تحفظ کو مضبوط کرنا تھا۔ ناصرات کی اجتماع گاہ میں بچیوں کی صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ سے خصوصی نشست بھی منعقد کی گئی جس میں ناصرات نے براہِ راست گفتگو اور سوالات کیے۔ سالانہ اجتماع کے موقع پر حضور انور کی خدمت میں دُعائیہ خطوط لکھنے کا انتظام بھی کیا گیا تھا جس سے 360 لجنہ ممبرات و ناصرات نے استفادہ کیا۔

Talklounge

لجنہ و ناصرات کی اجتماع گاہوں کے بیرونی احاطہ میں ٹاک لاؤنج میں اردو اور جرمن میں متفرق موضوعات پر دلچسپ انداز میں گفتگو بھی کی گئی۔ نیز ابتدائی طبی امداد، مشکل حالات میں بقا کے اصول، اور قدرتی وسائل سے استفادہ جیسے موضوعات پر رہنمائی دی گئی۔

حیا کے موضوع پر نمائش

اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ کے موضوع پر ایک علمی نمائش لگائی گئی جس میں آیاتِ قرآنی، احادیثِ نبویہ ﷺ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے سلسلہ کے فرمودات کی روشنی میں حیا کی اہمیت کو واضح کیا گیا۔ نیز اس ضمن میں دوسرے مذاہب سے موازنہ بھی کیا گیا۔ پردہ کے متفرق پہلوؤں کی تصویری شکل میں وضاحت کی گئی۔

محفلِ مشاعرہ

اجتماع کے دوسرے دن اجتماع گاہ کے بیرونی احاطہ میں ''ایک شام گھر کے نام'' کے عنوان سے ایک مشاعرہ کا بھی انعقاد کیا گیا جس میں طرح مصرعہ ''کچھ آج بزمِ دوستاں میں ایک گھر کی بات ہو'' تھا۔ اسی مناسبت سے جملہ شاعرات نے پاکیزہ جذبات کو بہترین اشعار کی صورت میں پیش کیا۔ اس پروگرام میں ممبرات کی حاضری تقریباً 600 رہی۔

AMWSA کی صدر کا انتخاب

نیشنل سیکرٹری اُمورِ طالبات کی زیرِ صدارت Ahmadiyya Muslim Women Students Association کی صدر و عاملہ کے انتخاب کی کارروائی بھی عمل میں آئی۔ نیز Abitur کرنے والی طالبات کی راہنمائی، PHD اور ڈاکٹریٹ کی طالبات سے ملاقات، AMWSA کی ری یونین کے پروگرام اور باہم تبادلہ خیال بھی کیا گیا۔

ریجنز کے مابین مقابلہ نمائش

شعبہ صنعت و دستکاری کے تحت اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ کے موضوع پر ایک نمائش کا اہتمام کیا گیا تھا، جس میں موضوع کی مناسبت سے فن پارے رکھے گئے تھے۔ اس میں 24 ریجنز نے حصہ لیا۔ ریجن Mörfelden Walldorf نے اوّل، ریجن Rüsselsheim نے دوم اور ریجن Hessen Süd Ost نے سوم پوزیشن حاصل کی۔

مقابلہ کوئز وصیت

امسال شعبہ وصیت کے زیرِ اہتمام ریجنز کی ٹیموں کے مابین بیت السبوح فرانکفرٹ میں وصیت کوئز کا انعقاد کروایا گیا جس میں اوّل ریجن Mörfelden Walldorf دوئم Frankfurt اور سوئم Rüsselsheim رہے۔

معلوماتی سٹینڈ

شاملین اجتماع کو تعلیم القرآن پروجیکٹ، وصیت، وقفِ عارضی، عائشہ اکیڈمی، النصرت، تبلیغ، رشتہ ناطہ، اُمورِ طالبات، AMWSA، AMJV، ہیومینٹی فرسٹ، لجنہ آفس کے تحت دوران وقفہ جات معلومات فراہم کی جاتی رہیں۔

غزہ کے لیے امدادی مہم

غزہ کے متاثرین کے لیے شعبہ تربیت کے تحت 410 تہنیتی کارڈز فروخت کرنے، احمدیہ مسلم سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن کے تحت کینوس پر پینٹنگز کی فروخت اور ورزشی سائیکل چلا کر عطیات اکٹھے کیے گئے۔

خدمتِ خلق

خدمتِ خلق کے تحت Stefan Morsch Stiftung کے تعاون سے Stem Cells پروجیکٹ کیا گیا جس کا بُنیادی مقصد کینسر کے مریضوں کے علاج میں معاونت تھا۔ نیز انسانی اعضاء کے عطیہ سے متعلق معلومات دی گئیں۔ نیشنل شعبہ خدمتِ خلق کے زیرِ اہتمام اِمسال مشاورت کا منصوبہ متعارف کروایا گیا۔ اس منصوبہ میں پانچ متفرق موضوعات (اکیلی مائیں، ضرورتمند خواتین، بزرگ خواتین، حال ہی میں ہجرت کر کے جرمنی آنے والی خواتین، نسل پرستی/امتیازی سلوک کے تجربات) پر 14 خواتین کو ماہرین نے انفرادی طور پر مشاورت دی۔

متفرق

میدانِ عمل میں مصروف مربیان سلسلہ کی بیگمات کے ساتھ مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کی ایک نشست کا انعقاد کیا گیا۔ اِمسال اجتماع کے موقع پر Special Needs بچوں کے علمی مقابلہ جات کروائے گئے، جن میں 30 بچوں نے حصہ لیا نیز اِس شعبہ کے تحت ماؤں کو اہم معلومات بھی بہم پہنچائی گئیں۔ لجنہ کے ادبی ذوق کو ملحوظ رکھتے ہوئے گیلری میں خوبصورتی سے بُک سٹال لگایا گیا تھا جہاں ہمہ وقت شاملین کا ہجوم دکھائی دیا۔ اجتماع کے اختتام پر مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ نے جملہ نائب منتظمات اعلیٰ میں، نائب منتظمات نے اپنے شعبہ جات کی منتظمات کو اور جملہ ڈیوٹی کارکنات میں تہنیتی دُعائیہ کارڈز بطور تحفہ تقسیم کیے جن سے حاصل شدہ آمدنی غزہ کی امدادی مہم میں بطور عطیہ دی گئی۔

خدا تعالیٰ ہماری حقیر کاوشوں کو بار آور کرے، جملہ کارکنات کو اجرِ عظیم سے نوازے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منشاء کے مطابق خدمات بجالانے کی توفیق دے۔ (آمین)

آدھی صدی کا سفر

مکرم عرفان احمد خان صاحب۔ جرمنی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے مختصر دورہ جرمنی کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ جرمنی کے مختلف شہروں میں رہائش پذیر وہ احمدی احباب جو انتظامی تقسیم میں فرانکفرٹ مشن کے ماتحت آتے تھے وہ حضور کی محبّت میں ملاقات کے لیے تشریف لاتے تو ان سے تعارف کا موقع میسر آیا۔ بون کے قریب St. Augustin میں مکرم سلیم احمد صاحب مع فیملی رہائش رکھتے تھے، ان کا تعلق کراچی سے تھا۔ بون میں چوہدری نصیر احمد صاحب تھے۔ وہ اپنا خاندانی تعلق چوہدری انور احمد کاہلوں صاحب کی فیملی سے بتایا کرتے تھے۔ پیشہ کے اعتبار سے انجینئر تھے۔ ان کا زیادہ وقت اقوام متحدہ کے تحت جاری پراجیکٹ پر گزرتا البتہ ان کی جرمن بیگم مستقل طور پر اپنے آبائی شہر بون میں رہائش رکھتی تھیں۔ Wurzburg میں خواجہ منیر احمد صاحب مع فیملی رہتے تھے۔ وہ مکرم خواجہ غلام نبی صاحب سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل کے صاحبزادے ہیں۔ ان کی بیگم محترمہ فضیلت خواجہ مکرم کیپٹن ملک خادم حسین صاحب سابق ناظر امور عامہ اور 'ربوہ' کتاب کے مصنف کی صاحبزادی ہیں۔

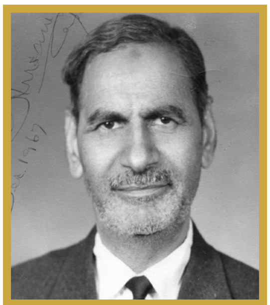

مکرم کیپٹن ملک خادم حسین صاحب

وہاں قریب ہی ایک شاہ دین صاحب مع فیملی رہائش پذیر تھے وہ جرمنی میں ہی احمدی ہوئے تھے۔ ان میں سے بیشتر اب اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ اللہ ان کو جوار رحمت میں جگہ دے، آمین۔ مکرمہ فضیلت خواجہ صاحبہ حیات ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت والی لمبی عمر عطا کرے، آمین۔

اس سال کے دوران مکرم محمد اسلم شاد صاحب، مکرم فضل الرحمٰن عامر صاحب، مکرم اسد اللہ طارق صاحب، مکرم راجہ منیر احمد صاحب، مکرم چوہدری مودود احمد صاحب، مکرم عبداللہ خان نیازی صاحب، سیالکوٹ کے علاقہ سے ذرا بڑی عمر کے چوہدری مبارک احمد صاحب اور چند دوست مستقل ٹھکانہ کے لئے جرمنی آئے تھے۔ ان سب کے آنے سے مشن ہاؤس کی رونق میں اضافہ ہوا۔ پھر خدمت گزار گھرانوں سے تعلق کی بنا پر انہوں نے جماعتی کاموں میں مشنری انچارج صاحب کا ہاتھ بٹانا شروع کیا۔ ان میں مبارک صاحب زمیندارانہ تمدن سے تعلق رکھتے تھے لیکن بہت سادہ، نیک دل، عبادت گزار اور دعا گو انسان تھے۔ اپنے شوق سے کافی قرآن حفظ کر رکھا تھا۔

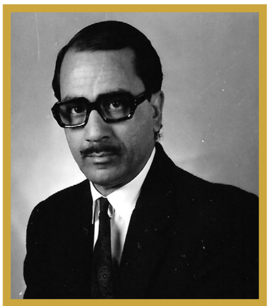

مکرم خواجہ منیر احمد صاحب

مکرم انوری صاحب ان سے نمازوں کی امامت بھی کرواتے۔ آفن باخ میں رہنے کے باوجود شدید سردی میں بڑی دور سے نماز تراویح پڑھانے نور مسجد میں آیا کرتے۔ جرمن زبان سیکھنا ان کے بس میں نہ تھا۔ وہ دو تین سال جرمنی میں رہ کر واپس پاکستان سدھار گئے۔ نوجوانوں کے درمیان رہائش پذیر تھے۔ وعظ و نصیحت اور عبادت کی طرف متوجہ کروانا ان کا روز کا معمول تھا۔ اس دوران کبھی تکرار ہو جاتی تو کبھی برا نہ مناتے۔ بڑے حوصلہ مند مخلص احمدی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے، آمین۔

شعبہ تحریک جدید میں خدمت کا آغاز

جیسا کہ میں نے بتایا کہ جرمنی میں رہنے والے سب احمدی احباب انتظامی اعتبار سے دو مشن ہاؤسز کے ماتحت تھے۔ شمالی علاقہ ہیمبرگ مشن کے ماتحت تھا اور جرمنی کا باقی حصہ فرانکفرٹ مشن کے ماتحت تھا۔ نہ تو جماعتیں تھیں اور نہ ہی عہدیدار۔ البتہ فرانکفرٹ مشن میں مکرم مرزا محمود احمد صاحب شعبہ مال کے تمام امور سرانجام دیتے تھے

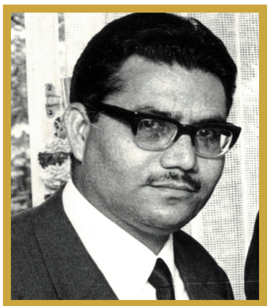

مکرم مرزا محمود احمد صاحب

اور ان کو سیکرٹری مال ہی پکارا جاتا تھا۔ وہ امریکن ہسپتال میں اکاؤنٹنٹ تھے۔ لاہور کے معروف احمدی خاندان سے ان کا تعلق تھا۔ پاکستان کے ابتدائی سالوں میں جب تک روزنامہ الفضل لاہور سے شائع ہوتا رہا مرزا محمود صاحب کے والد الفضل میں خوشنویس تھے۔ وہ ہر اتوار کو مشن ہاؤس میں آ کر شعبہ مال کا کام کرتے۔ ایک بڑا رجسٹر تھا جس پر رسید بک اور بنک میں آنے والی رقم کا اندراج کیا جاتا۔ اس سے پہلے وہ مسجد میں موجود چندہ بکس سب کے سامنے کھولتے۔ وہاں موجود دوستوں کے سامنے وہ رقم گنی جاتی، اس کی رسید کٹتی۔ اس زمانہ میں بہت سارے مسلمان نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے نور مسجد میں آیا کرتے تھے۔ بعض مسلم سیاح بھی نماز جمعہ پر آجاتے۔ چند کاروباری افراد جو اکثر فرانکفرٹ آیا کرتے وہ بھی نماز جمعہ نور مسجد میں ادا کرتے۔ ان

میں ایک ترکی کے ابراہیم بدر صاحب تھے۔ وہ جب بھی جمعہ کے روز فرانکفرٹ میں ہوتے نور مسجد میں جمعہ ادا کرتے۔ وہ جس ٹیکسی پر آتے وہ باہر ان کے انتظار میں رکی رہتی۔ جمعہ کی ادائیگی کے بعد وہ دو سو مارک چندہ بکس میں ڈالتے۔ جرمن عرب بینک کے ایک ڈائریکٹر عبدالمجید شوبین بھی جمعہ کے روز اگر فرانکفرٹ میں ہوتے تو نماز جمعہ نور مسجد میں ادا کرتے اور کچھ رقم چندہ بکس کی نذر کرتے۔

ذکر ہو رہا تھا شعبہ مال کے طریق کار کا۔ مین رجسٹر کے علاوہ مدّات کی اپنی اپنی کاپیاں تھیں جن پر مین رجسٹر سے چندہ نقل کیا جاتا۔ پھر ان مدّات کی کاپیوں پر فہرستیں بنتیں۔ ٹوٹل چیک کیے جاتے۔ جب سب ٹوٹل میں تفریق نہ ہوتی تو فہرستیں مشنری انچارج اور سیکرٹری مال مرزا محمود احمد صاحب کے دستخطوں سے وکالت مال ثانی کو ارسال کر دی جاتیں۔ یہ اس وقت کا رائج Lengthy Procedure تھا۔ نومبر کے مہینہ میں جب تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان ہوا تو حسب معمول وکالت مال ثانی نے اطلاع کے لیے لکھے جانے والے خط میں یہ بھی تحریر کیا کہ جرمنی میں جماعت کے دوستوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ چندہ عام میں بھی اضافہ ہے لیکن دوسرے چندہ جات کی وصولی کی طرف دھیان کم ہے۔ دوستوں کو تحریک کریں کہ وہ دیگر چندہ جات کی طرف بھی توجہ کریں۔ اس خط کے موصول ہونے پر مکرم انوری صاحب نے ایک اجلاس منعقد کیا اور مکرم مبارک مصلح الدین صاحب کا خط پڑھ کر سنایا اور حاضر احباب کو چندہ تحریک جدید میں شامل ہونے کے لئے وعدہ جات لکھوانے کی تحریک کی۔ ظاہر ہے سب لوگ تو اجلاس میں حاضر نہیں تھے، دوسرے لوگوں کے پاس مستقل روزگار نہیں تھا۔ اکثریت کے پاس تو ابھی ویزا بھی نہیں تھا۔ ٹورسٹ بن کر رہ رہے تھے۔ اس لئے جو وعدہ جات ہوئے مکرم انوری صاحب ان سے مطمئن نہیں تھے۔ بعد میں مکرم انوری صاحب نے مکرم مرزا محمود احمد صاحب سے مشورہ کیا اور وعدہ جات میں اضافہ اور سب دوستوں کو اس میں شامل کرنے کے لئے خاکسار کو سیکرٹری تحریک جدید مقرر کیا۔ صد سالہ جوبلی فنڈ کے اعلان کے بعد جرمنی میں یہ ذمہ داری بھی میرے سپرد ہوگئی۔ الحمدللہ کہ ان دونوں تحریکات میں بیرون از پاکستان جرمنی نے اوّل پوزیشن حاصل کی۔ مکرم مرزا محمود احمد صاحب نے مجھے کام سمجھایا اور یہ بھی کہا کہ میں آئندہ صرف مین رجسٹر پر اندراج کیا کروں گا۔ مدّات کی کاپیوں پر آپ نقل کریں گے اور فہرستیں بھی آپ بنائیں گے۔ مکرم مرزا محمود احمد صاحب کی خوشخطی خدا کی طرف سے ایک انمول تحفہ تھا۔ وہ کام بھی بہت صفائی سے کرتے تھے۔ ان کے ہاتھوں سے لکھی عبارت ہو یا روزنامچہ، دیکھ کر جی خوش ہو جاتا تھا۔ میں نے پہلے اپنے ہاتھ کی بنائی فہرستیں پیش کیں تو انہوں نے گویا ماتھا پیٹ لیا۔ فرمانے لگے "آپ اتنے بدخط ہیں مجھے اندازہ نہ تھا'' فہرستیں میں خود ہی بنا لیا کروں گا۔ آپ وعدہ جات لینے اور سال کے دوران ادائیگی کی یاد دہانی کرواتے رہیں۔ یہ ذمہ داری 1988ء تک میرے پاس رہی۔ اس دوران جو بھی مالی تحریکات جاری ہوئیں ان کی ذمہ داری بھی خاکسار کے سپرد ہوتی رہی۔ دو یورپین سنٹر کے قیام کی تحریک۔ خدام الاحمدیہ کی طرف سے برازیل میں مسجد کی تعمیر کی تحریک مینارۃ المسیح پر سنگ مرمر لگوانے کی تحریک جو صرف جرمنی کے لئے تھی۔

علاوہ ازیں دو سال 1987-1986 سیکرٹری وقف جدید کی اضافی ذمہ داری بھی میرے سپرد رہی۔ ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں مجھے مشنری صاحبان کی راہنمائی حاصل رہی۔ مکرم فضل الٰہی انوری صاحب اور مکرم نواب منصور احمد خان صاحب کا ہمیشہ ممنون رہوں گا جنہوں نے مجھ میں احساس ذمہ داری اور جماعتی کام کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ صد سالہ جوبلی فنڈ کے حوالہ سے ایک دلچسپ مکالمہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ کرنے کا اتفاق ہوا جس کی روئداد پھر کبھی سہی۔ 1974ء کے پُرآشوب حالات میں جرمنی کے احمدیوں کے احساسات اور اسائلم کا آغاز اور اس کی تفصیل آئندہ قسط میں۔

بقیہ از صفحہ 36

خدا نمائی کی یہ صفت حضرت میر محمود صاحب کے وجود میں بھی پنہاں تھی لیکن آپ اُس کا اظہار نہیں کرتے تھے بلکہ چھپاتے تھے۔ ایک واقعہ جو بے اختیاری میں اُن سے بیان ہوگیا، وہ ان کے اس شاگرد خاص نے بتایا جو میرے قریبی عزیز ہیں اور جامعہ میں استاد ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک بار ایک سیاستدان جو ریلوے کا وفاقی وزیر بھی تھا جامعہ میں آیا۔ جامعہ کے کچھ اساتذہ بھی حضرت میر محمود صاحب کے ساتھ اس مجلس میں شامل تھے۔ باتوں باتوں میں اُس نے یہ سوال کر دیا کہ حضرت مرزا صاحب کو ماننے کا فائدہ کیا ہے؟ تو میر صاحب نے فوراً فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے سے خدا مل جاتا ہے اور وہ زندہ خدا سے ملاقات کرتا ہے۔ اُس نے کہا کہ کیا کوئی ایسا ہے بھی جس سے خدا کی ملاقات ہوئی ہو؟ تو میر صاحب نے بھر پور یقین، جلال اور جذباتی انداز میں فرمایا کہ ہاں اس مجلس میں بھی ایک ایسا شخص موجود ہے جس سے خدا ہمکلام ہوتا ہے۔ میر صاحب پر اُس وقت بے خودی اور جلال کی ایسی کیفیت طاری تھی کہ وہ شخص خاموش ہوگیا۔ مہمان کے جانے کے بعد اُس شاگرد نے میر صاحب سے پوچھا کہ میر صاحب اس مجلس میں وہ شخص کون تھا جس کا آپ نے ذکر کیا کہ اس سے خدا ہمکلام ہوتا ہے تو آپ نے اُس کو کندھے سے پکڑ کر کمرے سے دھکیلنے کے انداز میں کہا کہ ''چلو چلو تمہاری کلاس کا وقت ہوگیا ہے''۔

یہ شاید میر صاحب کی زندگی کا واحد واقعہ ہو جو میر صاحب کی زبان سے بے اختیاری میں ایسے الفاظ نکل گئے بلکہ خدا نے کہلوا دیئے تا لوگوں کو پتا چلے کہ یہ بھی میرا بندہ ہے اور یہ ہی مجھ سے پیار نہیں کرتا بلکہ مجھے بھی اس سے پیار ہے۔ ورنہ میر صاحب نے اپنی عاجزانہ اور منکسرانہ طبیعت کی وجہ سے کبھی نہیں بتانا تھا۔

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

محترمہ عنایت بیگم صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ عنایت بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری عنایت اللہ صاحب مرحوم 6 فروری 2025ء کو بعمر 94 سال وفات پا گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد مکرم چوہدری سلطان احمد صاحب آف اسماعیلہ ضلع گجرات کے ذریعہ ہوا جنہوں نے اندازاً 1934ء میں احمدیت قبول کی۔ آپ کی شادی 1948ء میں چوہدری عنایت اللہ صاحب سے ہوئی جو واقف زندگی تھے۔محترمہ والدہ صاحبہ نے ایک واقف زندگی کی بیوی ہونے کا حق ادا کیا۔نہایت دانائی اور کفایت شعاری سے گھر چلایا اور بچوں کو کسی کمی کا احساس نہ ہونے دیا۔ والد صاحب مرحوم بحیثیت انسپکٹر مجلس خدام الاحمدیہ اکثر سفر پر رہتے تھے۔

مگر والدہ صاحبہ نے دنیاوی تعلیم نہ ہونے کے باوجود ہم بچوں کی نہایت اعلیٰ تربیت کی اور ہمارے دلوں میں خدا تعالیٰ سے تعلق کی خواہش، خلافت سے محبت، دین کی خدمت اور نظام جماعت سے وابستگی کا جذبہ راسخ کیا۔ والدہ صاحبہ نہایت پرہیز گار، عبادت گزار، غریب پرور اور نمایاں مالی قربانی کرنے والی تھیں۔ آپ نے 32 سال کی عمر میں نظام وصیت میں شمولیت کی توفیق پائی اور پھر کچھ عرصہ بعد شرح وصیت کو بڑھا کر 1/6 کر دیا۔

والدہ صاحبہ کو خاکسار نے اپنے بچپن میں دیکھا ہے کہ علی الصبح کچھ آٹا الگ کر دیتیں اور کہتی تھیں کہ اپنے دن کے کاموں کا آغاز خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے کرو۔ چنانچہ وہ الگ کیا ہوا آٹا ضرورتمندوں کو دے دیتیں۔

آپ نے پسماندگان میں تین بیٹے مکرم مسیح اللہ طارق صاحب یوکے، مکرم فضل اللہ طارق صاحب مربی سلسلہ پاکستان و خاکسار نیز دو بیٹیاں امۃ المتین بھٹی صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالباسط بھٹی صاحب مرحوم اور امۃ الجمیل مرزا صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا عبدالرشید صاحب نیشنل سیکرٹری ضیافت یوکے یادگار چھوڑی ہیں۔ مکرم محمد اشرف ناصر شاہد صاحب مرحوم مربی سلسلہ آپ کے بڑے بھائی تھے۔

پیارے آقا نے ازراہِ شفقت مؤرخہ 12 فروری کو والدہ صاحبہ کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ بعدازاں تدفین کے لئے ربوہ لے جایا گیا جہاں 14 فروری کو بعد نماز عصر مکرم سید خالد شاہ صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ دارالفضل میں تدفین عمل میں آئی۔

(حبیب اللہ طارق، ریجنل امیر Schleswig-Holstein)

محترمہ نازمون بی بی صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ نازمون بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم محمد شفیع زبیر صاحب مرحوم مورخہ 26 جون 2025ء کو بعمر 76 برس جرمنی میں وفات پا گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ 1949ء میں اپنے آبائی وطن ماریشس میں پیدا ہوئیں۔ آپ پیدائشی احمدی تھیں۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے دادا جان مکرم محمد حنیف صاحب کی وساطت سے ہوا جنہوں نے خاندانی ذرائع کے مطابق 1915ء سے 1925ء کے دوران بیعت کی سعادت پائی تھی۔ آپ مکرم محمد شفیع زبیر صاحب کے عقد میں آئیں جنہیں حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے حفاظتی عملہ میں خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ 1990ء میں آپ اپنے خاوند کے ہمراہ جرمنی آ گئیں۔ آپ کے خاوند 2006ء میں جرمنی میں وفات پا گئے تھے۔

مرحومہ نہایت شفیق، خاموش طبع، عبادت گزار اور خداترس خاتون تھیں۔سخت ترین حالات میں بھی صبر و رضا کا پیکر بنی رہیں۔نماز تہجد کے علاوہ بھی نوافل بہت باقاعدگی سے ادا کرتیں۔خطبہ جمعہ ہفتہ میں کئی بار سننے کی عادت تھی۔ خواتین کی مدد کے لیے ہمہ وقت تیار رہتیں۔ بالخصوص وہ خواتین جو معاشرتی دباؤ کا شکار ہوتیں ان کی مدد کر کے بہت خوشی محسوس کرتیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نظام وصیت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔

آپ کی نماز جنازہ 2 جولائی کو بعد نماز عصر بیت السبوح میں مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں لوگ شامل ہوئے۔ تدفین اگلے روز Friedhof Knoden میں عمل میں آئی جہاں تدفین سے قبل مرحومہ کے بھائی مکرم مظفر احمد سدھن صاحب مبلغ سلسلہ ماریشس نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبر تیار ہونے پر خاکسار نے دعا کروائی۔ مرحومہ نے ایک بیٹا اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت خطبہ جمعہ فرمودہ 4 جولائی میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا کہ مرحومہ غیر متزلزل ایمان اور عاجزی کا نمونہ تھیں۔ کبھی کوئی شکوہ شکایت نہ کرتیں۔ بیماری میں بھی بہت حوصلے سے کام لیتیں۔ نمازوں کی پابند، لوگوں کے کام آنے والی، خلافت سے گہرا تعلق رکھنے والی، خطبات غور سے سننے والی، اللہ تعالیٰ سے پختہ تعلق رکھنے والی، صاحب کشف و رؤیا تھیں۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ (اطہر زبیر، چیئرمین Humanity First جرمنی)

مکرم نذیر احمد منہاس صاحب

خاکسار کے والد محترم نذیر احمد منہاس صاحب ابن مکرم عبیداللہ منہاس صاحب 8 مئی 2025ء کو بعمر 84 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے، اناللہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے دادا حضرت میاں مہر دین منہاس صاحبؓ کے ذریعہ ہوا۔ والد صاحب 2005ء میں جرمنی آنے سے قبل ربوہ میں رہائش پذیر تھے جہاں آپ نے بطور زعیم انصار اللہ محلہ نصیر آباد خدمت کی توفیق پائی۔ آپ بہت نیک، دعاگو اور تہجد گزار تھے۔ آپ موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 11 مئی کو مسجد بیت الواحد ہناؤ میں مکرم ارسلان احمد سندھو صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی اور 13 مئی کو Hauptfriedhof ہناؤ میں تدفین ہوئی۔

(نصیر احمد منہاس، ہناؤ)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

بسم الله الرحمن الرحيم

لا إله إلا الله محمد رسول الله

JALSA SALANA DEUTSCHLAND 2025

49. Jährliche Versammlung Ahmadiyya Muslim Jamaat Deutschland

Der Verheißene Messias[AS] sagte:

Diese Versammlung wird der Darlegung solcher Wahrheiten und spiritueller Weisheiten gewidmet sein, die für die Stärkung des Glaubens, der Gewissheit und der spirituellen Erkenntniss notwendig ist.

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اس جلسے میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔

Ansprachen voller Erkenntnisse und Inspirationen von **Seiner Heiligkeit, Hadhrat Khalifatul Masih V[ABA]**

امام جماعت احمدیہ
حضرت مرزا مسرور احمد صاحب
خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کے حقائق و معارف سے بھرپور،
ایمان افروز خطابات

Die Geschichte der Jamaat Ahmadiyya im Kontext zur Geschichte Palästinas (Deutsch)
Herr Abdullah Wagishauser,
Amir Jamaat Ahmadiyya Deutschland
جماعت احمدیہ کی تاریخ فلسطین کی تاریخ کے سیاق وسباق میں
مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، امیر جماعت احمدیہ جرمنی

Läuterung der Seele (Urdu)
Herr Sadiq Ahmad Butt,
Imam & Theologe & Sadr Jamaat Ahmadiyya Türkei
تزکیہ نفس
مکرم صادق احمد بٹ صاحب، مربی سلسلہ وصدر جماعت ترکی

Der Heilige Prophet Muhammad[SAW] - Ein Vorbild im Umgang mit Prüfungen und Leid (Urdu)
Herr Mubarak Ahmad Tanveer,
Missionary Incharge Jamaat Ahmadiyya Deutschland
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تکالیف اور ابتلا کے دوران مثالی نمونہ
مکرم مبارک احمد تنویر صاحب، مشنری انچارج جماعت احمدیہ جرمنی

Segnungen des Nizam-e-Jamaat (Urdu)
Herr Shamshad Ahmad Qamar,
Imam & Theologe & Direktor Jamia Ahmadiyya Deutschland
نظام جماعت کی برکات
مکرم شمشاد احمد قمر صاحب، مربی سلسلہ وپرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی

Gott lebt (Deutsch)
Herr Mohammad Hammad Härter,
Humanity First
زندہ خدا
مکرم محمد حماد ہیرٹر صاحب، ہومینٹی فرسٹ

Kommt mit Aufrichtigkeit zu mir, denn allein darin liegt euer Wohl; Überall gibt es wilde Bestien – ich bin die Festung der Sicherheit. (Urdu)
Herr Mohammad Ilyas Munir,
Imam & Theologe der AMJ in Deutschland
صدق سے میری طرف آؤ اِسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار
مکرم محمد الیاس منیر صاحب، مربی سلسلہ شعبہ تاریخ

Familienleben als Spiegel islamischer Werte (Deutsch)
Herr Said Ahmad Arif,
Imam & Theologe der AMJ in Deutschland
گھریلو زندگی۔اسلامی اقدار کا آئینہ
مکرم سعید احمد عارف صاحب، مربی سلسلہ شعبہ تربیت جماعت احمدیہ جرمنی

Zwischen Versuchung und Verantwortung – Orientierung im digitalen Zeitalter (Deutsch)
Herr Adil Ahmad Khalid,
Imam & Theologe der AMJ in Deutschland
ڈیجیٹل دور کے فوائد و مسائل اور ہماری ذمہ داریاں
مکرم عدیل احمد خالد صاحب، مربی سلسلہ شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ جرمنی

Die Reise der persönlichen Beziehung zum Khilafat – Im Lichte der Erfahrungen von Jugendlichen mit dem Khilafat. (Deutsch)
Herr Dr. Wajahat Warraich, Naib Sadr MKA Deutschland
خلافت سے ذاتی تعلق کا سفر۔نوجوانوں کے خلافت کے ساتھ ذاتی تجربات کی روشنی میں
مکرم ڈاکٹر وجاہت وڑائچ صاحب، نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی

29.-31. August 2025

Am Flugplatz 48,
56743 Mendig

۲۹ تا ۳۱ اگست ۲۰۲۵ء

www.jalsasalana.de

الداعی: افسر جلسہ گاہ جرمنی حافظ فرید احمد خالد

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA
VOL 26 | ISSUE 08 | AUGUST 2025
ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir
PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de